تذکرۃ الصالحین

مؤلف

مولوی حسیب اللہ مختار

عظیم آباد، پھلواری شریف اور داناپور کے علما اور مشائخ کا نادر تذکرہ

تذکرۃ الصالحین

مولفہ

مولوی حسیب اللہ مختار

ترتیب و تدوین

سید نعمت اللہ

بساط ادب (پاکستان)

کتاب	:	تذکرۃ الصالحین
مولف	:	مولوی حبیب اللہ مختار
ترتیب و تدوین	:	سید نعمت اللہ
پتہ	:	A-57 بلاک 18 فیڈرل بی ایریا کراچی۔ ۷۵۹۵۰
فون	:	۶۳۴۴۴۳۹، ۶۷۴۰۹۴
سال طباعت	:	شعبان ۱۴۲۰ھ نومبر ۲۰۰۰ء
صفحات	:	۲۸۰
قیمت	:	۲۰۰ سو روپے
کمپوزنگ	:	محمد قاسم ملک
طابع	:	احمد برادرز پرنٹرز، کراچی
بہ اہتمام	:	بساط ادب (پاکستان)

ناشر

بساط ادب (پاکستان)

آر۔ ۱۹ بلاک ۲۰ فیڈرل بی ایریا

کراچی۔ ۷۵۹۵۰ فون ۶۵۶۲۹۸

انتساب

ہمارے پیارے ابا جان

مولوی محمد ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جو اسم با مسمّٰی تھے اور

جنھوں نے اس کتاب کا مسودہ اور مطبوعہ نسخہ محفوظ رکھا
جس کی مدد سے اس کتاب کی طباعت ممکن ہو سکی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ پیش لفظ

اولیائے کرام کے تذکرے ایک مستقل صنف ادب کا درجہ رکھتے ہیں۔ فارسی تذکروں کے ترجموں کے علاوہ اردو میں بہت سے تذکرے تحریر کئے گئے۔ لیکن اب ذوق ادب، زندگی کا آہنگ اور قدریں اتنی بدل گئی ہیں کہ نئے تذکرے بہت کم لکھے جا رہے ہیں۔

اپنے اسلاف کی سوانح اور تذکرے لکھنے کی طرف بھی کم توجہ دی جا رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ اپنے ماضی سے ہمارا رشتہ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ ان حالات میں انوار الاولیاء اور احوال و آثار مولوی حبیب اللہ مختار کے بعد تذکرۃ الصالحین کی اشاعت ایک بہت خوش آئند بات ہے۔ سید نعمت اللہ صاحب نے دونوں بات میں ایک رشتہ قائم کر دیا ہے۔ انوار الاولیاء اور تذکرۃ الصالحین مولوی حبیب اللہؒ کی تالیفات ہیں، جو سید نعمت اللہ صاحب کے دادا تھے اور احوال و آثار مولوی حبیب اللہ مختار" میں نعمت اللہ صاحب نے اپنے دادا، ان کے بزرگوں اور خلاف کی یادوں کو تحریر کے ذریعہ محفوظ کر دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیدوا العلم بالکتاب، یعنی تحریر کے ذریعہ علم کو محفوظ کر لیا کرو۔ نعمت اللہ صاحب اسی حکم گرامی پر عمل کر رہے ہیں۔

بیشتر معلوم و مقبول اور متداول تذکرے ہر ادوار کے اولیاء کے حالات پر محیط ہیں۔ بیشتر تذکرے جنوبی ایشیا کے اولیا تک محدود ہیں اور بیشتر تذکروں میں ہر ملک کے احوال ملتے ہیں۔ مولوی حبیب اللہ مختار کے تذکرے مختلف نوعیت کے ہیں۔ انوار الاولیاء، عمادیہ سلسلہ کے بزرگوں کا تذکرہ ہے اور زیر نظر تذکرۃ الصالحین، عظیم آباد، داناپور اور پھلواری شریف کے اہل اللہ کا تذکرہ ہے۔

ایسے تذکرے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سے مختلف علاقوں کے اکابر کے حالات اور مختلف سلسلوں کے آثار واحوال ملتے ہیں اور نیکوں کا نام ضائع نہیں ہوتا۔

بہار اپنی علمی اور صوفیانہ روایات کے سلسلہ میں بڑی اہمیت کا علاقہ ہے۔ یہاں وہ صاحبان فکر وہدایت پیدا ہوئے یا آکر آباد ہوئے جن کی زندگی آج تک لوگوں کے لئے انوار کا پیغام اور ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

سید نعمت اللہ صاحب تدوین کے فن میں الحمد للہ بڑی مہارت اور گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے انوار الاولیاء اور تذکرۃ الصالحین بڑی محنت اور خوش ذوقی سے مرتب کئے ہیں کہ آج کے قاری کی آسانی کے لئے انہوں نے ان تالیفات کے املا کو جدید بنادیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بڑی محنت سے ہجری سنین کو عیسوی تقویم کے ساتھ ہم آہنگ کیا ہے۔ بدقسمتی سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے اپنی تقویم کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہیں رکھا۔ صرف ہجری سن سے ہمیں مدت کے گزرنے اور مختلف ادوار کا پوری طرح اندازہ اور احساس نہیں ہوتا۔ نعمت اللہ صاحب نے عیسوی سن بھی ہجری سن کے ساتھ لکھ دئے ہیں۔ ان کی اس کاوش سے ان تذکروں کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

مجھے امید ہے کہ تذکرۃ الصالحین کے مطالعے سے سچے مسلمان، اللہ اور رسول سے حقیقی محبت کرنے والوں کے حالات قارئین کے سامنے آئیں گے اور قلب ونظر پر اثر ڈالیں گے۔ ان بزرگوں کے معمولات اور اسلوب حیات ان کرامتوں سے کہیں اہم ہیں جو تذکروں میں ملتی ہیں۔

(ڈاکٹر) سید ابوالخیر کشفی

یکم رجب ۱۴۲۰ھ

۲۔ مقدمہ

مولف کے حالات

آباؤاجداد

مولوی حبیب اللہ مختار کے آباؤاجداد کے بارے میں میر علی محمد شاد عظیم آبادی نے ایک تحریر جناب احمد حسین مرحوم کو دی تھی، جو مختار صاحب کے خسر تھے۔ اس تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ مختار صاحب کے اجداد میں رحمت اللہ ۹۴۷ھ میں ہمایوں بادشاہ کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے اور فوج میں ملازم ہو کر بمقام ہانسی ضلع حصار سکونت اختیار کی۔ حصار صوبہ ہریانہ بھارت میں واقع ہے۔ چنانچہ شاد عظیم آبادی تحریر فرماتے ہیں۔

"..... رحمت اللہ پسر عطاء اللہ در عہد ہمایوں بادشاہ ۹۴۷ھ در ہندوستان آمد و در فوج ہمایوں بمقام قلعہ حصار بر عہدہ سپاہ گری ممتاز گشت و سکونت آں جا اختیار نمود"۔

مختار صاحب کے اجداد میں ایک صاحب محمد معظم گزرے ہیں جو علم ریاضی کے ماہر تھے۔ سپاہ گری کی طرف ان کا میلان نہ تھا۔ انہوں نے عہدہ سپاہ گری قبول نہ کیا۔ اس کا علم جب نواب شمس الدولہ لطف اللہ خاں صادق، متہور جنگ کو ہوا تو محمد معظم کو حصار سے پانی پت طلب کیا اور میر عمارات کا عہدہ عطا کیا۔ شاد عظیم آبادی تحریر فرماتے ہیں۔

"..... محمد معظم در علم ریاضی بہیرہٗ تمام داشت لہذا عہدہ سپاہ گری قبول نہ کرد۔ چوں ایں خبر شمس الدولہ لطف اللہ خاں صادق متہور جنگ را معلوم شد۔ اورا در مقام پانی پت

کہ قریب براز قلعہ ہانسی حصار است، طلب نمود و در عمدہ میر عمارات کہ آں را بزبان انگریزی انجینئر می گوئند، بحال نمود"۔

محمد معظم کے دو بیٹے تھے ایک کا نام طیب اور دوسرے کا طاہر تھا۔ یہ دونوں فرزند نواب معین الدولہ عنایت اللہ خاں بہادر متخلص بہ راسخ کے ہمراہ پانی پت سے عظیم آباد آئے اور محلہ ڈھول پورہ میں سکونت اختیار کی۔ شاد عظیم آبادی رقمطراز ہیں۔

"..... محمد معظم را دو پسر بود یکے طیب و دیگر طاہر۔ ہر دو ہمراہی نواب عنایت اللہ خاں بہادر راسخ مخاطب بہ معین الدولہ، وطن و مولد را خیر باد گفتہ، رہگرائے عظیم آباد شدو در محلہ ڈھول پورہ رسیدہ۔ مختصر خانہ ساختہ مقیم شدند"۔

بعد ازاں طاہر کے پوتے سعد اللہ نے محلہ لودی کٹرہ، باغ مالو خاں میں ایک مکان بنایا۔ آپ تجارت پیشہ تھے۔ آپ کا انتقال ۱۸۷۳ء میں ہوا۔ آپ مختار صاحب کے جد امجد تھے مختار صاحب کے والد امین اللہ ۱۸۴۴ء میں پیدا ہوئے اور اکیس سال کی عمر میں ۱۸۶۶ء میں انتقال کیا۔

مختار صاحب ۱۸۶۵ء میں عظیم آباد کے محلہ لودی کٹرہ، باغ مالو خاں میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش کا صحیح علم نہیں ہو سکا۔ سنہ پیدائش کا اندازہ اس طرح ہوتا ہے کہ ایک مخطوطہ میں آپ رقمطراز ہیں کہ آپ اٹھارہ سال کی عمر تک خانقاہ عمادیہ میں پڑھتے رہے اور بعد ازآں مولوی خدابخش خان بہادر کے پاس تشریف لے گئے کچھ عرصہ تک وہاں تعلیم حاصل کی اور مولوی اسمعیل خاں سب رجسٹرار، برادر مولوی خدابخش خاں بہادر کے ساتھ ہلسہ رجسٹری میں ۱۸۸۴ء میں وثیقہ نویس مقرر ہوئے۔ اس طرح ۱۸۸۴ء میں آپ انیس سال کے ہوں گے اس اعتبار سے مولوی حبیب اللہ مختار صاحب کا سنہ پیدائش ۱۸۶۵ء بنتا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"..... ہماری دادی کی بہن الحاجہ مسماۃ وزیرن نے مجھ کو پرورش کیا اور پڑھایا لکھایا اور خانقاہ میں حضرت امیر الاولیا مولانا الحاج شاہ علی امیر الحق قدس سرہ کے حوالے کیا۔ چنانچہ

میں اٹھارہ برسوں کی عمر تک خانقاہ شریف میں رہا بعد ازاں میں مولوی خدا بخش خاں بہادر کے یہاں گیا اور چند ماہ وہاں پڑھ کر مولوی اسمعیل خاں، سب رجسٹرار، برادر مولوی خدا بخش خاں کے ساتھ ہلسہ رجسٹری میں بر ۱۸۸۴ء وثیقہ نویس مقرر ہوا"۔

تعلیم و تربیت :

آپ ایک سال کے تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا اور سات سال کی عمر میں آپ کے جدامجد کا بھی انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ کی پرورش کا بار آپ کی دادی کی ہمشیرہ نے لے لیا آپ کی دادی کی ہمشیرہ کا نام وزیرن تھا۔ کچھ عرصہ تک محلے میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت شاہ علی امیر الحق قدس سرہ' کی خدمت میں خانقاہ عمادیہ میں آپ اٹھارہ سال کی عمر تک ظاہری وباطنی تعلیم حاصل کرتے رہے اور وہاں آپ نے فارسی کی تکمیل اور عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ بعد ازاں آپ مولوی خدا بخش خاں بہادر کے پاس چلے گئے اور چند ماہ تعلیم حاصل کر کے ہلسہ رجسٹری میں وثیقہ نویس مقرر ہوئے۔ ۱۸۸۵ء میں مولوی خدا بخش خاں بہادر نے حکومت کی طرف سے آپ کو لاء ایجنٹ مقرر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے مختار کاری کا امتحان پاس کیا اور پریکٹس کرنے لگے کچھ عرصہ بعد پریکٹس ترک کردی اور آپ کی اہلیہ کو ترکہ میں جو جائیداد ملی تھی اس کی آمدنی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ آپ کا میلان طبع تصوف کی طرف تھا لہٰذا ہمیشہ اوراد واذکار میں مشغول رہتے تھے۔ آپ نے حضرت مولانا شاہ رشید الحق قدس سرہ' کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔

۱۵ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۴۱ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت شاہ ابو مختیارؒ کی درگاہ کے قریب مدفون ہیں۔

تصنیف و تالیف :

آپ کی تصانیف و تالیف میں چھ کتابیں ہیں۔

(۱) انوار الاولیاء مع اسرار الصوفیہ (۲) انوار الاذکیا فی احوال الصوفیہ (۳) وسیلۂ نجات (۴) تحقیق الکلام فی المولد والقیام (۵) علاج الامراض (۶) تذکرۃ الصالحین۔

آپ کو شاعری کا بھی ذوق تھا۔ حبیب تخلص کرتے تھے۔

یہاں صرف مختار صاحب کی تالیف ''تذکرہ الصالحین'' کا ذکر مقصود ہے۔ مختار صاحب جب اپنی تالیف ''انوار الاولیاء'' پر کام کر رہے تھے، مختلف تذکرے اور سیر تیں آپ کے مطالعہ سے گزریں اور کافی مواد جمع ہو گیا کہ انہیں عظیم آباد اور اس کے نواح یعنی پھلواری شریف اور داناپور کے علما، بزرگان دین اور مشائخ کے حالات پر ایک کتاب لکھنے کا خیال آیا۔ بڑی تحقیق اور تلاش کے بعد کتاب تذکرۃ الصالحین مرتب ہوئی۔ یہ تذکرہ ۱۳۴۸ھ میں عظیم آباد پٹنہ سیٹی سے شائع ہوا لیکن کتاب کی طباعت میں بہت غلطیاں اور خامیاں رہ گئیں۔ کتاب ویسی نہ شائع ہو سکی جیسی مختار صاحب چاہتے تھے۔

تذکرۃ الصالحین مرتب کرنے کے سلسلے میں مختار صاحب کے مطالعہ مین لاتعداد کتابیں رہین۔ ان کا ذاتی کتب خانہ تو تھا ہی۔ اس کے علاوہ شہر عظیم آباد کے عام اور اہم کتب خانوں اور شرفائے شہر اور تکیوں اور خانقاہوں سے متعلق کتب خانوں سے بھی آپ نے بھرپور استفادہ کیا۔ اسکے علاوہ مجودہ ایڈیشن کی ترتیب کے سلسلے میں بھی چند کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔ ان کتابوں کی فہرست کتابیات کے ذیل میں کتاب کے آخر میں دی گئی ہے۔

''تذکرۃ الصالحین'' اب تقریباً نایاب ہے اور مشائخ کے بارے میں عظیم آباد اور نواح کے حوالے سے معلومات مفقود ہوتی جارہی ہیں اس لئے اس کتاب کی دوبارہ طباعت ضروری سمجھی گئی تاکہ یہ معلومات محفوظ ہو جائیں اور لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔ راقم کے پاس مختار صاحب کے دست خاص کا لکھا ہوا تذکرۃ الصالحین کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اس سے

مطبوعہ نسخے کا مقابلہ کر کے مناسب ترامیم واضافے کئے گئے۔ اس کے علاوہ کتاب علاقائی نسبت سے تین حصوں میں تقسیم ہے۔ (۱) عظیم آباد (۲) پھلواری شریف (۳) داناپور مولوی حسیب اللہ رحمت اللہ علیہ کی تحریروں سے اخذ کر کے ہر علاقے کا مختصر تعارف بھی دے دیا گیا ہے۔ ۱۳۴۸ھ کے مطبوعہ نسخے میں عظیم آباد کے بارے میں مضمون نہ تھا لیکن پرانے کاغذات سے تلاش کر کے شامل کر دیا گیا ہے۔

تذکرے کی ترتیب میں بھی تھوڑی تبدیلی کی گئی۔ کوشش یہ رہی کہ تاریخ وفات کے حساب سے تقدیم و تاخیر کا خیال رکھا جائے ساتھ ہی ایک سلسلہ کے بزرگوں کا تذکرہ ساتھ ہو۔ ایک مقام یا درگاہ کے بزرگوں کا تذکرہ ایک جگہ ہو۔ مثلاً حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ کا تذکرہ عظیم آباد کے ذیل میں شامل تھا لیکن ان کے والد اور اولادیں داناپور کے ذیل میں آتی ہیں اس لئے ان کا تذکرہ بھی داناپور ہی کے ذیل میں شامل کر دیا گیا ہے۔ جس طرح مختار صاحب نے خانقاہ عمادیہ کے تمام بزرگوں کا تذکرہ پھلواری شریف کے ذیل میں کیا ہے، جب کہ خانقاہ ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) میں عظیم آباد (پٹنہ سیٹی) منتقل ہو گئی تھی اور بحمد للہ آج بھی وہیں سے رشد و ہدایت کی روشنی پھیلا رہی ہے۔

اس کتاب میں قدیم املا کو جدید املا سے بدل دیا گیا ہے۔ تاکہ قارئین کو مطالعہ میں آسانی ہو اور عبارت روانی سے پڑھی جا سکے۔ تبدیل شدہ الفاظ کی کچھ مثالیں ذیل میں دی جاتی ہیں۔

پرانا املا	نیا املا	پرانا املا	نیا املا
جائیگی	جائے گی	اوتر	اتر
اون	ان	اوس	اس
اوسکے	اس کے	والونکو	والوں کو
نہوا	نہ ہوا	لیگئے	لے گئے
بمحلہ	بہ محلّہ	کیطرف	کی طرف

سنکر	سن کر	بتلاش	بہ تلاش
لودیکٹرہ	لودی کٹرہ	اوستاد	استاد
برسکی	برس کی	دیکہا	دیکھا
ہاتہہ	ہاتھ	دیکہکر	دیکھ کر

اس کے علاوہ راقم نے جہاں تک معلومات مل سکیں حواشی پر اسکا اضافہ کردیا ہے۔ یہ حواشی ہر مضمون کے آخر میں تحریر کئے گئے ہیں۔ کتاب کے ہر مضمون کو ایک نمبر شمار دیا گیا ہے۔ کتاب کی آخر میں ایک اشاریہ بھی دے دیا گیا ہے تاکہ کوئی معلومات حاصل کرنا ہو تو مطلوبہ مضمون تک نمبر شمار کے ذریعہ آسانی سے رسائی ہو سکے۔ اس میں صفحہ نمبر کے بجائے مضمون کے نمبر شمار کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اشاریہ تین حصوں شخصیات، مقامات اور کتابیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

کتاب میں جہاں تاریخیں ہیں وہاں سنہ ہجری کے ساتھ سنہ عیسوی بھی دے دیا گیا ہے۔ چونکہ سنہ عیسوی کا رواج زیادہ ہے اس لئے سنہ عیسوی دینے سے واقعات کی قدامت اور زمانے کا صحیح اندازہ آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک ضمیمہ بھی شامل ہے جس میں ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کے سنن تخت نشینی درج ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ مذکورہ شخصیات کس بادشاہ کے زمانے میں گزری ہیں۔

ڈاکٹر ایوب قادری مرحوم اکثر مجھ سے فرماتے تھے کہ انہیں تذکرہ علمائے ہند کی ترتیب کے وقت مختار صاحب کی کتاب نہ مل سکی اس لئے صوبۂ بہار سے متعلق علماء کا حصہ تشنہ رہ گیا اکثر اس سلسلہ میں افسوس کا اظہار کرتے تھے۔ امید ہے کہ یہ کتاب صوبہ بہار کے علما اور مشائخ کے سلسلہ میں معلومات کا گراں قدر اضافہ ہوگی۔ تذکرۃ الصالحین میں جن علما اور مشائخ کا تذکرہ ہے ان میں بعض کا ادبی مقام بھی ہے۔ کئی حضرات ایسے ہیں جو عربی اور فارسی میں مہارت رکھنے کے علاوہ اردو ادب اور شاعری کے ارتقاء میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ جس کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتابوں میں تفصیل سے ملتا ہے۔

(۱) بہار میں اردو زبان و ادب کا ارتقا۔ ڈاکٹر اختر اورینوی۔

(۲) تذکرہ مسلم شعرائے بہار۔ حکیم سید احمد اللہ ندوی۔
(۳) صوفیائے بہار اور اردو۔ پرفیسر معین الدین دردائی۔
(۴) اردو نثر کے ارتقا میں علما کا حصہ۔ ڈاکٹر ایوب قادری۔
(۵) دفتر گم گشتہ۔ ڈاکٹر کلیم عاجز۔

بعد از آں ڈاکٹر ایوب قادری مرحوم نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے کی تیاری میں مختار صاحب کے مسودوں اور کتابوں سے بھی مدد لی تھی۔

اس کتاب کی اشاعت عم محترم سید شاہ حافظ وسیم الحق مدظلہ 'العالی، ڈاکٹر محمد محسن اور جناب جاوید وارثی کی گراں قدر رہنمائی کی وجہ سے ممکن ہو سکی۔ محترم سید شاہ وسیم الحق صاحب سے خانقاہ مجیبیہ کے زمانہ حال تک کے سجادہ نشینوں کے اسمائے گرامی بھی معلوم ہوئے۔ میں جناب اسحٰق فتح پوری کا ممنون ہوں کہ انہوں نے فارسی عبارتوں کو پڑھنے کی زحمت گوارا کی۔ اس وقت ہمارے نور نظر اور گوشۂ جگر ڈاکٹر اعجاز نعمت سلمہ ، مقیم امریکہ، کی بہت کمی محسوس ہوئی کیونکہ وہ کتابوں کے پروف پڑھنے میں میری بڑی مدد کرتے تھے۔ اللہ انہیں خیر و برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

میں محترم ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی صاحب مدظلہ کا ممنون ہوں کہ اپنی علالت اور دوسری مصروفیات کے باوجود 'احوال و آثار مولوی حبیب اللہ مختار "انوار الاولیاء' اور 'تذکرۃ الصالحین' کے مطالعے کے بعد ایک پر مغز پیش لفظ تحریر فرمایا۔ دعا گو ہوں کہ اللہ انہیں صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکپائے اولیاء

سید نعمت اللہ

یکم شعبان ۱۴۲۰ھ

۳۔دیباچہ

الحمد اللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اولیا امتہ اجمعین

حضرات ! یہ امر مسلم ہے کہ ہندوستان (بر صغیر) میں اشاعت اسلام اولیاء کاملین و فقراء صالحین کے ذریعہ ہوئی اور اگر ان حضرات کی روحانی تبلیغ کام نہ کرتی تو آج آٹھ کروڑ مسلمانوں کی صورت یہاں نظر آنی مشکل تھی۔کون شخص نہیں جانتا کہ سب سے پہلے سر زمین ہند میں اسلام کی اشاعت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے فیضان سے ہوئی پھر ہر صوبہ میں الگ الگ فقراء اسلام نے ہزاروں نفوس کو مشرف بہ اسلام کیا مثلاً حضرت سید علی ہمدانیؒ نے کشمیر میں، حضرت مجدد الف ثانیؒ نے پنجاب میں حضرت سیدنا ابو العلاءؒ اور خواجہ باقی باللہؒ نے صوبہ متوسط میں، مخدوم تاج فقیہؒ اور مخدوم الملک شرف الدینؒ نے بہار میں۔غرض کہ جہاں کہیں بھی ہندوستان میں اسلام پھیلا وہ ان ہی نفوس قدسیہ کی بدولت۔ مگر آج افسوس ہے ہم لوگوں کے حال پر کہ ان اکابرین کے نقش قدم پر کیا چلتے خود انہی کے حالات بھول بیٹھے۔اگر اولیائے ہند کی سیر تیں تلاش کی جائیں تو کم کتابیں دستیاب ہوں گی۔ کتنے مزارات ایسے اولیا کے ملیں گے جن کا فیضان ہنوز جاری ہے مگر ان کے نام سے کسی کو آگاہی نہیں اور کتنے ایسے بھی ہیں جن کا نام معلوم مگر نشان قبر موجود نہیں۔اسی طرح ایسے اکابرین بھی گزر گئے جن کا نہ کسی کو نام ہی معلوم ہے نہ نشان قبر موجود۔فیا حسر تا! اگر کسی بزرگ کی سیرت ملتی بھی ہے تو سوائے واقعات کشف و کرامات کے اور حالات زندگی پردہ اخفا

ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ کسی کی متعدد سوانح عمریاں مختلف اشخاص کی لکھی ہوئی اگر ملیں گی تو ان کی روایات میں اتنا اختلاف کہ کسی واقعہ کا یقین کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔

جب سے ہندوستان میں مطابع جاری ہوئے، باوجود قلت حالات کے دوسرے صوبہ والوں نے علماء و صلحاء، مشاہیر سلف کے حالات کی نشرواشاعت کی طرف توجہ کی مگر ہمارا صوبہ بہار کماحقہٗ اس طرف اب تک متوجہ نہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ ایک ضروری کام تھا۔ آج دنیا کی ترقی یافتہ قومیں اپنے اسلاف کے حالات کتنے اہتمام اور مستعدی سے شائع کر رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سلف کے احوال خلف کے لئے دلیل راہ اور مشعل ہدایت ہیں چنانچہ مجھے جب سے حضرت شیخی و مرشدی، سیدی و سندی قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا حاجی سید شاہ محمد رشید الحق متعنا اللہ ببرکات روحہ سے شرف ارادت حاصل ہوا اس وقت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شیوخ سلسلہ کا احوال شائع کروں۔ بالآخر بعد تفحص و تلاش بسیار ایک کتاب مرتب ہوئی جس کا نام انوار الاولیاء رکھا گیا مگر ہنوز زمانے نے اس کی اشاعت کا موقع نہیں دیا۔ اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں اکثر سیرتیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اکثر اکابرین صوبہ و مضافات عظیم آباد کے حالات معلوم ہوئے۔

جب انوار الاولیا کی ترتیب سے فراغت ہوئی تو یہ خیال ہوا کہ بزرگان وطن کے حالات لکھوں اور اس طرح کہ اس میں ان کے تمام حالات زندگی درج ہوں واقعات کشف و کرامات سے کوئی بحث نہ ہو۔ کیونکہ معیار کمال ریاضت و مجاہدہ علم ظاہری و باطنی اور اتباع سنت نبوی ہے نہ کہ کشف و کرامات چنانچہ چند سال کی کاوش کے بعد یہ کتاب تذکرۃ الصالحین ۱۳۴۲ھ (۱۹۲۳ء) میں مرتب ہوئی مگر طباعت کا سامان نہ تھا کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند۔ خدا نے عزیز پر تمیز منشی شمس الدین کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس کی طباعت کے لئے مستعد ہو گئے اور یہ تذکرہ آج اس قابل ہوا کہ آپ کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

اس تذکرہ میں واقعات کی صحت کا حتی الامکان لحاظ رکھا گیا ہے۔ میں ان اعزہ اور

احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف میں میری مدد کی ہے۔

حضرت شاہ ابوالبرکات صاحب کا حال آپ اور کتابوں سے اس کتاب میں کچھ جدا پائیں گے مگر ہم نے وہی حالات درج کئے ہیں جو جناب حمید الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ حضرت عشق نے تحریر فرمائے ہیں۔ ایک دو جگہ اس کتاب میں آپ کسی کشف یا کرامت کا واقعہ پائیں گے مگر محض ناگزیر اور ضروری سمجھ کر درج کیا گیا۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ نہ مولف ہوں نہ اہل قلم نہ مضمون نگار۔ نثر نویسی کا من آنم کہ من دانم اور الانسان مرکب من الخطاو نسیان۔ اس لئے نا ممکن ہے کہ کتاب میں کوئی غلطی نہ ہو۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس جگہ کوئی غلطی یا عیب نظر آئے اسے دامن کرم سے چھپالیں یا راقم کو مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کا خیال رکھا جائے۔

خاکپائے درویشاں

محمد حبیب اللہ عمادی مجیبی عظیم آبادی

۷ محرم ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء)

۴۔ عظیم آباد

کسی زمانے میں یہ شہر پٹالی اور کبھی پٹالی پورہ اور کبھی پٹالی پترہ (یا پاٹلی پترا) کے نام سے مشہور تھا اسے پٹن پوری بھی کہتے تھے (پھر پٹنہ نام ہوا)۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ کوئی ٹکڑا اپٹل یعنی کپڑے کا بھگوتی کے شہر میں گرا تھا کہ اب استھان چھوٹی پٹن دیبی کا ہے ۔ چھوٹی پٹن دیبی کو یہاں کے لوگ معبد قدیم سمجھتے ہیں۔ پٹن دیبی کا استھان دیکھنے سے یہ بات صاف نمایاں ہے کہ جو مورتیں وہاں موجود ہیں وہ بدھ کے زمانے کی ہیں۔ یہ شہر بہت قدیم ہے۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ اس کی بنیاد پانچ سو برس قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پائی جاتی ہے ۔ جراسندھ (۱) کے زمانے میں یہ مگدھ دیش کا پایہ تخت رہا ہے ۔ اشوک (۲۷۳ق م تا ۲۳۲ق م) نے بڑی بڑی عمارتیں تیار کیں اور راجہ اشوک کا محل بڑے بڑے پتھروں کا تھا۔ بڑے بڑے دروازے پتھروں کے جن کے اوپر عمدہ قسم کے نقش و نگار بنائے جاتے تھے۔ جس کو لوگ گمان کرتے تھے کہ دیو نے بنایا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہاں کے لوگ فن معماری اور سنگ تراشی میں بہت اچھا دخل رکھتے تھے اور مصر کے لوگوں کی طرح جر ثقیل بھی جانتے تھے۔ اسی زمانے میں بڑے بڑے رشی و منی و جوگی ہندو مذہب کے یہاں تھے اور تعلیم و تربیت مذہبی ہوتی تھی۔ اس شہر کا قلعہ خام تھا جس کے

دکھن جلہ اور اتر دریائے گنگ اور پورب اور پچھم کی طرف کھائی ہے۔ اس کھائی کو کھودنے کے وقت جو مٹی نکلی وہ بطور مینار قلعہ کے چاروں کونوں پر ڈھیر کر دی گئی اور ہنوز موجود ہے کہ جو متھنی کے نام سے مشہور ہے۔ جب بدھ نے اس شہر کا قلعہ بناتے ہوئے دیکھا تو اس نے پیش گوئی کی کہ یہ شہر عظیم الشان ہوگا۔

محمود غزنوی کی آمد ہندوستان میں آخر چوتھی صدی سن ہجری میں ہوئی تھی۔ اس وقت اس شہر کے ساکن مثل ساکنان بھوج پور ڈاکو تھے۔ اس کے بعد ۵۹۵ھ میں بختیار خلجی نے منیر بہار سے لے کر مغربی بنگال کے کل حصے تک فتح کر لیا۔ جس وقت مسلمانوں کے قبضے میں یہ شہر آیا اس وقت اس کا نام پٹالی تھا۔

قاضی سراج نے طبقات ناصری ۶۴۱ھ میں لکھی تھی۔ اس مورخ سے صمصام الدین کی، جو خدمت میں محمد بختیار خلجی کے تھا، ملاقات ہوئی تھی۔ قاضی مذکور کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ بختیار خلجی کی چڑھائی (۲) کے وقت سوا بہار کے کوئی جگہ اس علاقے میں قابل توجہ اس کے نہ تھی۔ چنانچہ بہار زمانہ افاغنہ میں حاکم نشین رہا اور کتنے بلاد شرقیہ کے سلاطین کا جائے اقامت رہا اور ۶۰۷ھ تک شمس الدین التمش صوبہ بہار کا صوبہ دار تھا۔ ۱۰۴۲ھ میں فیروز جنگ خاں نے ایک قلعہ لب دریا بنایا۔ عظیم الشان (۳) نے اس قلعہ کی مرمت اور ترمیم کر کے اس شہر کو درست کیا اور اپنے نام سے مشہور کیا۔ چنانچہ پٹنہ اب تک عظیم آباد کہلاتا ہے۔ عظیم آباد کے حدود کے نشان جو عظیم الشان کے وقت میں تھے اس وقت تک پائے جاتے ہیں۔ یعنی پچھم دروازہ اور پورب نشان، پورب دروازہ کا۔ اتر دریائے گنگ دکھن نشان کھائی جو باوجود بھر جانے کے ابھی تک پایا جاتا ہے۔ عہد سلطنت انگلشیہ سے حدود پٹنہ کے بدل گئے اور یہ شہر از ابتدائے پل دوجرا تا باغ جعفر خاں شرقاً غرباً اور ابتدائے سوتہ (۴) دریائے گنگ تا جلہ جنوباً شمالاً۔ کہا جاتا ہے جس طرح ہندوؤں کے زمانے میں یہاں بڑے بڑے جوگی ورشی منی آباد تھے۔ اسی طرح جب مسلمانوں کی آمد ہوئی تو اس کے ساتھ ساتھ فقراء و مشائخ بھی یہاں تشریف لائے۔ چنانچہ شمس الدین التمش (۵) کے زمانے میں بڑے

بڑے درویش اس ہندوستان میں موجود تھے اور جس وقت یہ بہار کا صوبہ دار تھا اسی وقت سے یہ درویشوں کا معتقد تھا اور ان بزرگوں کی بڑی قدر کرتا تھا لہذا صوبہ بہار اور پٹنہ میں بھی بہت سے بزرگوں نے سکونت اختیار کی۔ جن کے مزاروں کے نشان ہنوز باقی ہیں اور اس شہر پٹنہ میں جن بزرگوں کا مزار موجود ہے ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کا نام تک کسی کو معلوم نہیں۔ جن حضرات کا نام معلوم ہے ان کے حالات سے واقفیت کسی کو نہیں ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کے مزار کا نشان باقی نہیں ہے۔ اکثر مکانوں کی نیو (۶) کھودنے کے وقت مزار کا نشان ملا اور ان بزرگوں نے بذریعہ خواب بشارت دی ان میں سے اکثر شہداء ہیں۔ اس عدم واقفیت کی وجہ سے اس حقیر جامع الاحوال کو ان بزرگوں کے احوال جمع کرنے میں سخت دقت ہوئی اور بہ کوشش بلیغ چند بزرگوں کے حالات جو اس حقیر کو دستیاب ہوئے ضبط تحریر میں لایا۔

(۱) مگدھ کے ایک بادشاہ کا نام (۲) حملہ (۳) اورنگ زیب کا پوتا اور شاہ عالم اول کا بیٹا تھا۔ ۱۷۱۳ء میں عظیم الشان کا بیٹا فرخ سیر ہندوستان کا بادشاہ ہوا (۴) پانی کے بہاؤ کی جگہ (۵) ۱۲۱۱ء تا ۱۲۳۶ء ہندوستان کا بادشاہ ہوا (۶) بنیاد

۵۔ حضرت مخدوم آدم صوفی قدس سرہ'

آپ مرید حضرت سید جلال چشتی کے اور وہ مرید حضرت سید ابراہیم چشتی کے اور وہ مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے قدس اسرارہم۔ آپ بہت بڑے بزرگ صاحب کشف و کرامات تھے لیکن احوال آپ کا دستیاب نہ ہو سکا۔ آپ کی اولاد میں بعض لوگ پھلواری شریف میں اور کچھ صادق پور میں موجود ہیں۔ آپ حضرت مخدوم شہاب الدین جگجوتؒ کے سمدھی تھے۔ آپ ہی کے صاحبزادہ مخدوم حمید الدین کے ساتھ حضرت بی بی جمال منعقد ہوئی تھیں۔ عمر آپ کی ایک سو تیرہ برس کی ہوئی اور تاریخ ۱۱ صفر ۶۳۲ھ (۱۲۳۴ء) کو وفات پائی۔ ہر سال شب یازدہم صفر کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ نسب نامہ مخدوم آدم صوفی ابن سید ابراہیم ابن سید جلال الدین ابن سید سلطان حسن ابن سید محمود ابن سلطان ابراہیم ادہم بلخی ابن سید یعقوب ابن سید احمد ابن سید اسحاق ابن زید شہید ابن حضرت امام زین العابدین الخ۔

آپ کا مرقد مقدس موضع جٹھلی میں پکی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔

۶۔ حضرت مخدوم شہاب الدین جگجوتؒ

صاحب درالنثور فی احوال صادق پور(۱) نے لکھا ہے "شیخ شہاب الدین جگجوتؒ شاہزادہ کاشغر بودند ترک سلطنت کردہ بہ ذوق الٰہی مشغول شدند و بعد چندے در حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردی بیعت حاصل کردند۔ زوجہ شان کہ نام ملکہ خاتون بود نیز بیعت حاصل نمودند۔ نام ملکہ خاتون بہ ملکہ جہاں نیز مشہور است پس شیخ شہاب الدین جگجوتؒ بہ بلاد ہند تشریف آوردند۔"

اور رسالہ آثار شرف میں لکھا ہے کہ آپ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین بہاریؒ کے نانا تھے آپ کو حضرت بی بی ملکہ بانو صاحبہ کے بطن سے چار دختر ولیہ اور چودہ قطب اس خاندان میں ہوئے۔ بڑی

ہ جبزادی حضرت کی علی بی جیبہ مخدوم سید موسیٰ بن سید مبارک کے ساتھ منعقد ہوئیں۔
ن سے حضرت مخدوم سید شاہ احمد چرم پوش تیغ برہنہ قدس سرہ پیدا ہوئے۔ دوم حضرت
بی بی جمال مخدوم حمید الدین بن مخدوم آدم صوفی چشتی کے ساتھ منعقد ہوئیں۔ قدس
سرارہم۔ ان سے مخدوم یتیم اللہ سفید باز پیدا ہوئے اور تیسری حضرت بی بی بدہ حضرت
مخدوم سلیمان لنگر زمین بن عبد العزیز بن امام محمد تاج فقیہ کے ساتھ منعقد ہوئیں۔ ان سے
حضرت شاہ عطاء اللہ پسر و بی بی کمال دختر پیدا ہوئیں۔ بی بی کمال زوجہ مخدوم شاہ حسام و مادر
مخدوم شاہ حسین غریب ملقب بہ دھکڑ پوش کی ہیں۔ صبیہ متوسطہ حضرت پیر جگجوت صاحب
دولت و کمال بی بی رضیہ صاحبہ مخدوم یحییٰ منیری بن اسرائیل بن امام محمد تاج فقیہ بن ابی بکر
بن ابی الفتح بن ابی القاسم بن ابی الصائم بن ابی دہر بن ابی لیث بن ابی شہمہ بن ابی الدین بن ابی سعید
بن ابی ذریں بن زبیر المسکیؒ بابی الصعب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد ناف سے منعقد ہوئیں۔
ان سے چار گوہر شاہوار مخدوم جلیل الدین، مخدوم خلیل الدین، مخدوم حبیب الدین مخدوم
جمال حضرت شاہ شرف الدین احمد بہاریؒ پیدا ہوئے۔

مولوی ضمیر الدین احمد خاں بہادر مرحوم نے اپنی کتاب سیرت شرف میں آپ کا نسب
نامہ یوں لکھا ہے۔ شہاب الدین جگجوتؒ بن سلطان سید شاہ محمد بن سید شاہ احمد بن سید شاہ ناصر
الدین بن سید یوسف بن سید حسن بن سید قاسم بن سید موسیٰ بن سید حمزہ بن سید داؤد بن سید
رکن الدین بن سید قطب الدین بن سید اسحاق بن سید اسمٰعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد
باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن علی کرم اللہ وجہ۔

ایک پرانی کتاب پر سلطان سید شاہ محمد تاج کاشغری بادشاہ کا شعر لکھا دیکھا ہے۔ یہاں
تک جو تحقیق ہوا درج رسالہ ہذا کیا گیا۔ بقیہ احوال دستیاب نہ ہوا۔ تاریخ وفات آپ کی ۲۱
ذیقعدہ ۶۶۴ھ (۱۲۶۶ء) ہے اور مزار موضع جٹھلی میں جانب پورب عظیم آباد کے بہ فاصلہ
چار میل واقع ہے۔ اور کچی درگاہ کے نام سے موسوم ہے۔ ۲۱ ذیقعدہ کو ہر سال آپ کا عرس
ہوا کرتا ہے اور بہت لوگ جمع ہوتے ہیں۔

(۹) کتاب کا پورا نام الدر المنثور فی تراجم اہل صادق پور معروف بہ تذکرہ صادقہ ہے۔

۷۔ حضرت شاہ ارزاں قدس سرہ'

آپ مرید حضرت بایزید ملقب بہ شیخ ابو تراب مدنی سہروردی قدس سرہ' کے تھے اور خلیفہ حضرت بہلول دریا قدس سرہ' کے تھے۔ جناب شاہ سعد اللہ (۱) معروف بہ شاہ عشق علیؒ جو شاہ کریم اللہ قدس سرہ' کے مرید ہیں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ارزاں دیوان حج و زیارت کو تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ میں حضرت شیخ ابو تراب مدنیؒ سے بیعت کی جو چند ہی واسطوں سے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے مل جاتے ہیں اور طریقہ قادریہ بھی جو آپ کو اپنے پیر سے پہنچا وہ حضرت شیخ الشیوخ ہی کے واسطے سے ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء لکھتے ہیں کہ بہلول دریا خلیفہ حضرت عبداللطیف بری قدس سرہ' کے اور وہ خلیفہ حضرت حیات میرؒ کے ہیں اور صاحب شجرۃ الیقین لکھتے ہیں کہ شیخ عبداللطیف بریؒ حضرت بہلول دریاؒ دونوں خلیفہ حضرت حیات میر قدس سرہ' کے ہیں۔ وفات حضرت شاہ ارزاں قدس سرہ' بتاریخ ۳ ذی الحجہ وقت صبح صادق ۱۰۲۸ھ (۱۶۱۹ء) کو ہوئی۔ مزار مبارک جہاں پر ہے وہ محلہ شاہ ارزاں کی درگاہ کے نام سے موسوم ہے۔ بعد وفات حضرت شاہ سجاولؒ جو مرید و خلیفہ خاص آپ کے تھے سجادہ نشین ہوئے اور شاہ سجاولؒ نے ۲ ذیقعدہ بوقت عصر ۱۰۶۴ھ (۱۶۵۴ء) کو وفات پائی تو حضرت شاہ شہباز غریب نواز قدس سرہ' مرید و خلیفہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور حضرت شہباز قدس سرہ' نے ۲۹ محرم بوقت عصر ۱۱۲۶ھ (۱۷۱۴ء) کو وفات پائی بعد آپ کے شاہ بسنت قدس سرہ' مرید و خلیفہ حضرت شہباز قدس سرہ' کے سجادہ نشین ہوئے۔ جب حضرت شاہ بسنتؒ نے بتاریخ ۱۸ رجب بروز چہار شنبہ بوقت مغرب ۱۱۵۸ھ (۱۷۴۵ء) کو وفات پائی تو حضرت کریم اللہ قدس سرہ' مرید و خلیفہ آپ کے سجادہ نشیں ہوئے۔ حضرت شاہ کریم اللہ قدس سرہ' نے بتاریخ ۲ جمادی الاول بعد مغرب ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) کو وفات پائی۔ بعد آپ کے حضرت شاہ غلام حسن قدس سرہ' مرید و خلیفہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے شاہ غلام حسنؒ نے ۶ رمضان المبارک بوقت مغرب

۱۲ھ (۱۷۹۷ء) کو وفات پائی۔ پھر حضرت شاہ کریم بخش قدس سرہ‘ مرید و خلیفہ حضرت شاہ غلام حسنؒ کے سجادہ نشین ہوئے اور شاہ کریم بخش قدس سرہ‘ نے ۱۵ ذی الحجہ وقت عشاء ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۷ء) کو وفات پائی تو حضرت شاہ عباداللہ مرید و خلیفہ آپ کے سجادہ نشین ہوئے ۔ شاہ عباداللہ قدس سرہ‘ نے بتاریخ ۲۸ ربیع الاول بوقت مغرب ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کو وفات پائی تو شاہ غلام نجف قدس سرہ‘ سجادہ نشیں ہوئے۔ حضرت شاہ غلام نجف قدس سرہ‘ نے یکم شعبان بروز پنج شنبہ ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۱ء) کو وفات پائی۔ ان کے بعد شاہ حیدر علی عرف کلو شاہ اور بعد ان کے جناب شاہ حامد حسین (۲) مدفیضہ‘ سجادہ نشین ہیں۔ ان بزرگوں کا مزار ایک ہی احاطہ میں پختہ ہے۔ اور ہر مزار پر گنبد ہے اس سلسلہ میں سجادہ نشین متاہل نہیں ہوتے ہیں اس لئے یہ لوگ آزاد کہے جاتے ہیں۔ اس گدی کے متعلق بہت بڑی جائیداد وقف ہے۔ اور میر علی محمد شاد مرحوم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت شاہ ارزاں مدنی ہیں۔ آپ کو روضہ پاک نبوی ﷺ سے حکم ہوا کہ تمہاری ولایت ہندوستان میں ہوگی تم اجازت لینے کو بغداد جاؤ۔ آپ بغداد میں آئے تو حضرت غوث پاک سے یہ حکم ہوا کہ تمہارا خطاب شاہ ارزاں ہوا۔ جب تک تمہارے دفتر میں نہیں ٹانکا جائے گا اس کا شمار دفتر میں نہ ہوگا۔ اب تم ہندوستان جاکر اجازت حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے لے لو جس جگہ پر وہ قرار دیں وہیں تمہاری ولایت کا استقرار ہوگا۔ یہ سن کر ولولہ شوق میں ہندوستان آئے اور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور مزار کے سامنے آکر پکارا اے میرے بادشاہ مزار سے آواز آئی آؤ میرے دولہا، اے میرے دولہا۔ اجمیر شریف سے آپ عظیم آباد میں بمقام صندل پور آکر ٹھہرے۔ آپ کے ساتھ تین سو ساٹھ فقرائے کامل کا جتھا تھا جن کو صرف آپ ہی سے فیض حاصل تھا ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

شاہ تکا صاحب مزار اسی درگاہ میں ہے۔ شاہ چپ مزار حیدرآباد میں ہے۔ آپ کا عرس حضور نظام کی طرف سے بڑے اہتمام کے ساتھ ہوتا ہے۔ روضہ کے دروازہ پر چاندی کا پھاٹک ہے۔ شاہ پیر بہوڑ۔ شاہ گو نجر صاحب۔ شاہ جلال صاحب۔ شاہ سجاول صاحب۔

جس وقت آپ صندل پور آکر مقیم ہوئے تو حضرت پیر دمڑیا بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے شربت بہ نظر تواضع ایک پیالے میں بھر کر آپ کے پاس بھیجا۔ آپ نے اس شربت پر ایک گلاب کا پھول رکھ کر واپس کر دیا لوگوں کے اسرار پر آپ نے کہا کہ ان کا یہ خیال ہے کہ جگہ ولایت سے معمور ہے اس کا جواب دیا کہ میں اس طریقہ سے رہنا چاہتا ہوں جیسے شربت پر گلاب کا پھول۔ ہم سے کسی کا ہرج نہ ہوگا۔ شاہ دمڑیا صاحب کو اس جواب سے رنج ہوا انہوں نے آپ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی۔ تب آپ کو جلال آیا اور جلال میں فرمایا کہ شاہ دمڑیا سے کہہ دو کہ دمڑیا کی دمڑی اور ارزانی کا پیسہ دمڑیا کی بکری اور ارزانی کا بھینسا ہمیشہ رہے گا اس لئے آپ کے عرس میں یہی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ تم شہر سے باہر چلے جاؤ ہم نے تمہارے سلسلہ کو سوخت کیا چنانچہ آپ کا سلسلہ ارباب طریقت میں جاری نہیں ہے۔ وہ یہاں سے چلے گئے اور دمڑیا گھاٹ میں قیام کیا اور وہیں رحلت فرمائی۔ واللہ اعلم

(۱) شاہ سعد اللہ کا تخلص 'شاہ' تھا۔ میر درد کے شاگرد ہیں۔ ان کا تکیہ سارن میں بتیا کے قریب ہے۔ عیار الشعراز خوب چند ذکا متوفی (۱۸۴۲ء)، گلشن بے خار از نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ، تاریخ ادب ہندوستانی از گارساں دتاسی متوفی (۱۸۷۷ء)، گلستان بے خزاں از حکیم قطب الدین باطن، طبقات الشعرائے ہند از کریم الدین وفیلن صاحب، یادگار شعرا از ڈاکٹر اسپرنگر، گلشن ہمیشہ بہار از مولوی عبد العلیم نصر اللہ خاں خویشگی احمدی خورجوی اور سخن شعرا از عبد الغفور نساخ میں آپ کا تذکرہ موجود ہے۔ آپ کی صاحب دلی، درویشی، ریختہ گوئی اور خوبی فکر کی ستائش کی گئی ہے۔ تذکرہ گلشن بے خار کی عبارت اور نمونہ کلام درج ذیل ہے۔ دوسرا اور چوتھا شعر تذکرہ گلشن بے خار میں بھی درج ہے۔

"شاہ: تخلص شاہ سعد اللہ۔ صاحب دلے است درویش، خستہ جانے است جگر ریش۔"

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد دوم کے مطابق مجموعہ نغز میں بھی آپ کا تذکرہ ہے۔

جہاں ہو یار مرا ہے وہی بہشت مجھے — نہ باغ مجکو سہاوے نہ بھاوے کشت مجھے

کھبی ہے اس قدر آنکھوں میں خوب صورت یار — کہ رہ گیا، نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

بہت ہے سر تلے رکھنے کو ایک خشت مجھے — کسو کے تکیہ مخمل سے کام کیا ہے شاہ

جب تو ہی نہیں تو پھر کہاں زیست — وابستہ ہے تجھ سے اپنی یاں زیست

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد دوم۔ تذکرہ گلشن بے خار از نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ۔ (تذکرہ مسلم

شعرائے بہار میں کھبی (کھ۔ب۔ی) کی جگہ کھپی ہے۔

(۲) سید شاہ حامد حسین ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۱۶ھ (۱۸۹۸ء) میں سجادہ نشیں ہوئے۔ شعر و سخن کا ذوق اوائل عمر سے ہے۔ حامد تخلص ہے۔ پہلے خواجہ شہرت عظیم آبادی سے اصلاح لیتے تھے۔ پھر داغ سے اور داغ کے انتقال کے بعد حضرت احسن مارہروی کو اپنا کلام دکھاتے رہے۔ آپ کا یک ضخیم قلمی دیوان موجود ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

نکلے جو دل سے آہ تو کیوں کر اثر نہ ہو — ممکن نہیں کہ سنگ سے پیدا شرر نہ ہو
جبیں سائی کو سنگ آستاں تیرا ہی کافی ہے — کسی کے در پہ اپنا یہ سر تسلیم کیوں خم ہو
تر آئیں سب کے دل جوشِ سخن ایسا بھی ہوتا ہے — زباں ایسی بھی ہوتی ہے دہن ایسا بھی ہوتا ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۸۔ حضرت داتا پیر بہوڑ قدس سرہ

صاحب شجرۃ الیقین نے آپ کو بہ زمرہ مریدان و خلفاء حضرت شاہ ارزاں دیوان قدس سرہ کے لکھا ہے۔ صاحب احوال رفیعہ تھے۔ تصرفات آپ کے بہت کچھ مشہور ہیں۔ مثلاً زندہ گائے کی اوجھڑی کا غائب ہو جانا وغیرہ اس واسطے آپ کے نیاز میں اوجھڑی روٹی ہوتی ہے۔ محلّہ پیر بہوڑ آپ ہی کے نام سے مشہور ہے۔ مزار آپ کا خام اسی محلّہ میں ہے۔ آپ کے مزار کی کوٹھری کی چھت پر تابوت پختہ بنا ہوا ہے مگر آپ سے سلسلہ فقر جاری نہ ہوا۔ وفات آپ کی ۱۲ رجب المرجب کو ہوئی سنہ وفات دریافت نہ ہو سکا۔

۹۔ حضرت شاہ غیاث الدین عظیم آبادی قدس سرہ

آپ یاران کاملین سے حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور آپ نے فنا فی الشیخ کا درجہ اس قدر حاصل کیا تھا کہ صورتاً و سیرتاً حاضرین مجلس کو دھوکا ہوتا تھا اور آپ کی تعظیم حضرت تاج العارفین سمجھ کر کرنے لگتے تھے خصوصاً جس وقت آپ خلوت سے باہر تشریف لاتے بے اختیار لوگ شیخ کا گمان کر کے واسطے تعظیم کے کھڑے ہو

جاتے تھے۔ مرض موت کی حالت میں اقربا کو آپ نے وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کے ساتھ گور غریباں تک قوال گاتے ہوئے جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات آپ کی ساتویں ربیع الثانی ۱۱۷۷ھ (۱۷۶۳ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا بمقام پچا پہاڑی متصل درگاہ شاہ ارزاں شہر پٹنہ میں ہے۔

۱۰۔ حضرت شاہ باقر قدس سرہ'

آپ مرید حضرت شاہ بسنتؒ ارزاں شاہی کے تھے اور ترک علائق و کشف دقائق و قناعت و عبادت میں یکتائے روزگار تھے۔ نقل ہے کہ صادق علی خاں عرف میرن پسر کلاں جعفر علی خاں صوبہ دار بنگالہ و بہار آپ سے اعتقاد بہت رکھتا تھا۔ روزینہ و ماہانہ مقرر کر کے خود واسطے ملاقات کے آیا آپ نے جواب دیا کہ ہم فقیروں کا روزینہ اور ماہانہ ایسے کریم کی طرف سے مقرر ہے کہ باوجود گناہ ہمارے کچھ کم نہیں کرتا ہے۔ آپ نے یومیہ و مشاہرہ کچھ قبول نہ فرمایا بتاریخ ۷ جمادی الاول ۱۱۸۱ھ (۱۷۶۷ء) کو رحلت فرمائی اور شاہ غلام عسکری یکے از مریدان آپؒ کے سجادہ پر بیٹھے اور ان کے انتقال کے بعد حضرت شاہ صادق جانشین ہوئے اس کے بعد سے یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ تکیہ و مرقد شاہ باقر نور اللہ مرقدہ' محلّہ مہراج گنج سے پچھم بر سر راہ واقع ہے۔ اور تکیہ میں امام باڑہ وسیع و مسجد بنا کردہ حضرت شاہ باقر قدس سرہ' ہے اور چہلم کا تعزیہ وہیں مدفون ہوتا ہے۔

۱۱۔ حضرت پھول شاہ قدس سرہ'

پھول شاہ بہت بڑے مست فقیر تھے اور صاحب تصرفات سے تھے۔ ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی نے کچھ کھلا دیا تو کھا لیا نہیں تو کھانے کی کچھ پرواہ نہ تھی۔ ان کے ساتھ ہاتھی گھوڑا کھلا ہوا پیچھے پیچھے ان کے چلتا تھا اور گلے میں پھولوں کا ہار پہنے رہا کرتے تھے۔ نقل ہے

کہ کسی باغ کا مالی آپ کو پھول توڑتے برابر دیکھا کرتا تھا اور پھول توڑنے سے منع کرتا تھا لیکن آپ نے پھول توڑنا نہ چھوڑا۔ ایک روز اس مالی نے آپ کو ایک کوٹھری میں پکڑ کر بند کر دیا اور قفل لگا دیا۔ صبح کو دیکھا تو پھر پھول توڑ رہے ہیں اور کوٹھری اسی طور سے مقفل ہے اس وقت سے مالی آپ کا معتقد ہو گیا۔ آپ بڑے عالی خاندان تھے۔ آپ کے والد کا نام سید لودی کالپی ہے۔ آپ سادات حسینی سے تھے اور آپ کے بھائی سید قطب الدین بن سید لودی کالپی ابراہیم شرقی کے وزیر تھے اور ابراہیم شرقی جون پور کا بادشاہ تھا اور سید قطب الدین کے بیٹے حضرت صدر جہاں، داؤد شاہ، والی بنگالہ کے وزیر تھے اور حضرت سید قطب الدین حضرت سید شاہ محمد یسٰین داناپوری قدس سرہ' کے اجداد سے تھے۔ حضرت سید قطب الدین شہر عظیم آباد محلّہ کچوری گلی میں مدفون ہیں اور حضرت پھول شاہ درگاہ شاہ ارزاں میں مدفون ہیں۔ مصرع تاریخ وفات۔ "چوں بوئے گل زجان جہاں رفت پھول شاہ" (۱۲۸۱ھ)

۱۲۔ حضرت شاہ بھنور قدس سرہ'

آپ کا احوال دستیاب نہ ہو سکا۔ صاحب مقامات وحالات رفیعہ تھے۔ مزار آپ کا محلّہ مالسلامی میں ایک احاطہ کے اندر مشہور ومعروف ہے۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ شہید قدس سرہ'

آپ کا مزار محلّہ مغل پورہ میں ہے اور مزار پر ایک درخت املی کا ہے جو عبداللہ شہید کی املی سے موسوم ہے۔ آپ کا احوال بھی کسی کو معلوم نہیں شاید یہی بزرگ شاہ منصور رحمت اللہ کے پیر ہوں۔ واللہ اعلم۔

۱۴۔ حضرت شاہ منصور قدس سرہ'

آپ شہر عظیم آباد پٹنہ کے قطب مشہور ہیں مزار آپ کا پورب ودکھن کے گوشے میں شہر کے ایک بلند جگہ پر جس کو متھنی کہتے ہیں واقع ہے۔ آپ ہی کے نام سے محلّہ منصور گنج مشہور ہے لیکن احوال آپ کا کسی کو معلوم نہیں ہے۔ رسالہ بحر ذخار و تجلّی نور میں صرف اس قدر لکھا ہے کہ "شاہ منصور قادری در خانوادہ عالیہ قادریہ مرید حضرت شیخ عبداللہ پٹنوی است"۔ اس کے علاوہ اور کچھ دریافت نہ ہو سکا قل آپ کا ہر سال بتاریخ ۱۴ ماہ صفر شب کے وقت ہوا کرتا ہے۔

۱۵۔ حضرت شاہ معروف قدس سرہ'

آپ بھی اس شہر عظیم آباد پٹنہ کے قطب مشہور ہیں مزار آپ کا پورب واتر گوشے میں شہر کے دریائے گنگ کے کنارے پر ایک بلند جگہ پر واقع ہے۔ آپ کا احوال بھی کسی کو معلوم نہیں ہے۔ قل آپ کا ہر سال تاریخ ۲۰ محرم کو ہوا کرتا ہے اور محلّہ معروف گنج آپ ہی کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

۱۶۔ حضرت شاہ مہدی قدس سرہ'

آپ کا مزار پچھّم ودکھن گوشے میں شہر پٹنہ کے ایک بلند جگہ پر واقع ہے۔ مزار خام ہے۔ آپ بھی اس شہر کے قطب مشہور ہیں لیکن آپ کا بھی حال کسی کو معلوم نہیں ہے۔ محلّہ مہدی گنج آپ ہی کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کا قل ہر سال بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ہوتا ہے۔

۱۷۔ حضرت شاہ نوذر قدس سرہ'

مزار آپ کا پچھم واتر گوشے میں شہر پٹنہ کے بر لب دریا واقع ہے آپ ہی کے نام سے محلّہ نوذر کٹرہ مشہور ہے۔ آپ کا احوال بھی کچھ معلوم نہیں۔ اس شہر کے آپ بھی قطب کہے جاتے ہیں۔ لیکن خان بہادر میر علی محمد شاد مرحوم اپنی کتاب میں یوں لکھتے ہیں کہ شاہ نوذر صفوی سلاطین صفویہ ایران کی اولاد سے تھے۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں منصب دار شاہی اور مختلف شہروں میں صوبہ دار رہ چکے تھے۔ بڑے سخی اور دست کشادہ تھے۔ آپ کا شعر ہے ؎

نوذر مسکیں اگر زر داشتے
تخم کس زا بینوا نگزاشتے

جب بوڑھے ہوئے تو بادشاہ نے پچاس ہزار سالانہ پنشن مقرر کر دی چونکہ یہ ان کے خرچ کو کافی نہ تھا اور پٹنہ میں اس وقت ارزانی تھی لہٰذا اس جگہ بود و باش اختیار کی اور مکانات و امام باڑہ و مسجد بنوائی اسی جہت سے یہ محلّہ نوذر کٹرہ مشہور ہے۔

۱۸۔ حضرت مولوی عارف قلندر قدس سرہ'

آپ صاحب کشف و کرامات تھے اور ہم عصر حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندرؒ کے تھے اور شعر و سخن سے آپ کو ذوق تھا۔ چنانچہ حضرت شمس العارفین شاہ غلام نقشبندؒ کی سجادہ نشینی کے وقت ایک قطعہ تاریخ حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ پھلوارویؒ کے پاس لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے ؎

نقش بند نگیں صدق و صفا منبع ابتدا و مصدر فضل
فخر اعیان محمد سجاد اصغر سن و سال و اکبر فضل
زیب سجادہ پدر گردید یا کہ آمد نیاز در بر فضل

سال تاریخ خواست چوں عارف ہاتف غیب گفت "جوہر فضل"
(۱۱۲۴ھ)

تالیف محمدی میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں نادر شاہ بادشاہ ایران کو تسخیر ہندوستان کا خیال بھی نہ تھا بلکہ متوجہ بمقابلہ روم تھا کہ مولوی عارف قلندر قدس سرہ' بمقام پٹنہ عظیم آباد بستر خواب سے اٹھے اور آہ و نالہ و فریاد و فغاں کرتے ہوئے ہر کوچہ و بازار میں دوڑنے لگے اور باآواز بلند کہتے تھے کہ کوچہ بازار میں شاہجہاں آباد کے آگ لگ گئی اور وہاں کے آدمیوں کے واسطے حکم قتل عام کا صادر ہوا ہے اور بہت جلد عمارات خراب و آبادی ویران ہو جائے گی۔ اسی طور سے کہتے ہوئے بہت دور تک چلے گئے بعد اس کے گر پڑے اور خاموش ہو گئے پھر تازندگی یہ راز کسی سے بیان نہ کیا۔ سننے والوں کو حیرت تھی کہ اس کا انجام کیا ہوگا کہ ناگاہ نادر شاہ عازم بہ ہندوستان ہوا اور محمد شاہ سے مقابلہ ہوا۔ آخر کار مغلوب ہو کر محمد شاہ نے صلح کر لی۔ محمد شاہ و نادر شاہ ساتھ دارالخلافت شاہجہاں آباد میں آئے بعد چند روز مردمان اوباش شاہجہاں آباد نے خبر بے اصل مشہور کی کہ نادر شاہ قلعہ میں مارا گیا۔ شاہ کو یہ خبر سن کر غصہ آیا اور حکم قتل عام کا دیا اور جیسا کہ زبان الہام بیان سے آپ کی نکلا تھا تھوڑے ہی عرصہ میں ویسا ہی ہوا۔ وفات آں جامع الکمالات کی بعمر صد سالگی ۱۱۵۵ھ (۱۷۴۲ء) میں ہوئی اور محلہ کیواں شکوہ میں مدفون ہیں۔

۱۹۔ حضرت شاہ کڑک قلندر قدس سرہ'

آپ مرید خاص مولوی عارف قلندر قدس سرہ' کے ہیں۔ صاحب کشف و کرامات و حالات و مقامات جلیلہ تھے۔ وفات آپ کی بستم ربیع الاول ۱۱۷۷ھ (۱۷۶۳ء) کو بعمر نود سالگی ہوئی۔ مزار شریف متصل خطیرہ پیر خود بمقام عظیم آباد محلہ کیواں شکوہ میں واقع ہے۔

۲۰۔ حضرت شاہ رستم علی قدس سرہ'

شاہ رستم علی قدس سرہ' رہنے والے شہر الہ آباد کے تھے۔ مرید مولوی شاہ تراب کے تھے اور مشرب قادریہ و مذہب حنفیہ رکھتے تھے۔ صاحب حالات و مقامات جلیلہ و رفیعہ تھے ور علم ظاہر میں کمال تھا۔ ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۸ء) میں سفر آخرت اختیار فرمایا۔ مزار مبارک بمقام عظیم آباد پٹنہ واقع مقبرہ (۱) میر افضل (۲) سوداگر جو آپ کے مریدوں میں سے تھے واقع ہے وہ میر اشرف کا مقبرہ مشہور ہے۔

(۱) یہ مقبرہ محلہ چوک شکارپور میں ہے۔

(۲) میر افضل کی وفات ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء) میں ہوئی۔ مصرع تاریخ "میر افضل بیا کہ منتظرم" ۱۱۷۴ھ۔ حسیب اللہ۔

۲۱۔ حضرت شاہ اکرم قدس سرہ'

شاہ اکرم قدس سرہ' کے بزرگوں کا مولد و منشاء قصبہ احرار ہے اور آپ شہر عظیم آباد میں پیدا ہوئے۔ شاہ رستم علی کے مرید سلسلہ قادریہ میں ہوئے۔ وفات آپ کی ۱۱۸۷ھ (۱۷۷۳ء) میں ہوئی عمر شریف پچپن برس کی ہوئی۔ میر اشرف کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

۲۲۔ حضرت شاہ اسحٰق قدس سرہ'

آپ کا مزار محلہ شاہ کی املی میں ہے۔ آپ ایک صاحب تصرف بزرگ تھے۔ آپ کا قل ہر سال سولہ شعبان کو ہوتا ہے آپ کا احوال بھی دستیاب نہ ہوا۔

۲۳۔ حضرت شاہ فصاحت قدس سرہ'

آپ کے نام سے محلّہ میدان شاہ فصاحت مشہور ہے اسی محلے میں آپ کا مزار خام ہے۔ آپ کا قل ہر سال تیرہ ربیع الاول کو ہوا کرتا ہے۔

۲۴۔ حضرت شاہ عبدالحی قدس سرہ'

آپ کا مزار محلّہ چق ٹولی شہر پٹنہ میں واقع ہے اور شاہ عبدالحی کا تکیہ کے نام سے موسوم ہے اسی احاطہ میں ایک مسجد بھی ہے۔

۲۵۔ حضرت مخدوم سید اسماعیل قدس سرہ'

آپ کا مزار محلّہ شیخا کا روضہ شہر پٹنہ میں واقع ہے۔ مگر احوال آپ کا کسی کو معلوم نہیں۔ آپ کا قل ہر سال ۷ ربیع الاول کو ہوا کرتا ہے۔

۲۶۔ حضرت شاہ تاج و شاہ منگن قدس اسرارہما

یہ دونوں بزرگ صاحب تصرف تھے اور ان بزرگوں کے مزار پر جانے سے ایک خاص اثر قلب پر ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ان حضرات کی کوئی کیفیت معلوم نہیں کہ کس (۱) خاندان کے یہ بزرگ ہیں محلّہ مہاراج گھاٹ شہر پٹنہ میں ایک احاطہ کے اندر متصلاً دونوں بزرگوں کا مزار واقع ہے اور اس کے پچھم جانب ایک مسجد ہے اور اس کے متعلق بہت سی زمین ہے، جس میں قبرستان و امام باڑہ و اکھاڑہ ہے۔

(۱) صرف دریافت سے اس قدر معلوم ہوا کہ یہ دونوں برادر حقیقی تھے اور شاہ ابو الفتح شطاریؒ کے خلیفہ تھے۔ جن کا مزار حاجی پور میں ہے۔ حسیب اللہ۔

۲۷۔ حضرت شاہ ابو مختیار قدس سرہ'

آپ کا احوال بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کس خاندان کے بزرگ ہیں۔ لیکن ایک قصہ آپ کا مشہور ہے کہ آپ کہاں سے تشریف لائے اور جہاں آپ کا مزار ہے قیام فرمایا۔ اس جگہ ایک عمیق غار تھا۔ شب کے وقت آپ نے دیکھا کہ دو دیگ اشرفیوں سے بھری ہوئی اس غار سے نمودار ہوئی اور پھر غائب ہو گئی اسی طرح جب کئی شب آپ نے دیکھا تو مکاشفہ سے دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ دہلی میں دو بھائی رہتے ہیں یک کا نام کالو خاں اور دوسرے کا نام مالو خاں ہے ان کے قسمت کی یہ دیگ ہے۔ یہ دریافت کر کے آپ دہلی تشریف لے گئے اور ان دونوں بھائیوں کو تلاش کر کے اپنے ساتھ لے آئے اور ایک ایک دیگ دونوں کے حوالے کر دی۔ ان دونوں نے علیحدہ علیحدہ مکان و باغ بنایا جو اس وقت قبرستان ہے اور محلہ باغ مالو خاں اور محلہ باغ کالو خاں کے نام سے مشہور ہے اور اسی محلّہ باغ مالو خاں میں حضرت شاہ ابو مختیار قدس سرہ کا پختہ مزار ہے اور اس پر پاکر اور بارون کا درخت ہے۔ قل آپ کا ہر سال ۲۱ ذی الحجہ کو ہوا کرتا ہے۔

آپ سے بہت سے لوگ حالت بیداری میں مشرف ہوئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک شخص پیر بخش نامی تھے۔ ان کی حکایت یوں ہے کہ ایک شب گرمی کے دنوں میں اس محلّہ کے اکھاڑے میں سو گئے تھے جو آپ کے مزار کے متصل ہے۔ جب بہت رات گزر گئی تو آپ تشریف لائے اور پیر بخش کو جگایا۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک بزرگ کرتہ و تہبند زیب تن کئے ہوئے اور ہاتھ میں رومال اور پنکھی ہے اور کھڑاون پہنے ہوئے سرہانے کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر پیر بخش ڈر گئے تو آپ نے فرمایا ڈرو نہیں اٹھو گھر جاؤ بہت رات ہو گئی ہے اور تم یہاں تنہا سوئے ہوئے ہو۔ چلو تم کو تمہارے گھر پر پہنچا دیتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ساتھ لے جا کر ان کے مکان تک پہنچا دیا اور غائب ہو گئے۔ لیکن اب کوئی نہیں دیکھتا ہے غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ جس زمانے میں یہاں شیخ مٹھا کی گڑھی تھی جو اب منگل تالاب (۱) کے نام سے

موسوم ہے، آپ کے قرب وجوار میں ڈوم رہا کرتے تھے اور وہ سور پالا کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز آپ کے مزار مبارک پر سور چلا گیا اسی شب کو حضرت امیر الاولیا مولانا شاہ علی امیر الحق قدس سرہ' نے دیکھا کہ حضرت شاہ ابو بختیار قدس سرہ' تشریف لائے اور فرمایا کہ اب ہم یہاں سے جاتے ہیں ہماری یہاں کوئی حفاظت نہیں کرتا ہے اس کے بعد آپ کو کسی نے نہیں دیکھا۔

(۱) آزادی کے بعد اس کا نام گاندھی سرودر رکھا گیا ہے۔ نعمت اللہ۔

۲۸۔ شیخ مٹھا رحمت اللہ علیہ

آپ کا اسم مبارک حضرت شاہ موسیٰ رضا عرف شیخ مٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ شروع میں اسلام خان کے سپہ سالار تھے پھر فقر و تصوف کے کوچہ میں آگئے۔ آپ نے اس جگہ جہاں اب منگل تالاب ہے ایک مسافر خانہ بنوایا تھا اس میں ہر مسافر کے رہنے اور عافیت کے سامان تھے۔ تفصیل سے حالات معلوم نہیں۔ آپ بڑے صاحب اثر اور اہل کمال تھے۔ آپ کے جود و کرم کی راویتیں عام طور سے مشہور ہیں۔ آپ کا مزار سیٹی اسکول کے نئے میدان کے احاطہ میں ہے۔ اس کے متعلق خانقاہ اور مسافر خانہ کی زمین افتادہ پڑی ہے۔ ہر سال شعبان المعظم کے مہینے میں ۲۱ تاریخ کو سیٹی اسکول کے طلباء اور اساتذہ کے اہتمام سے آپ کا عرس ہوا کرتا ہے۔

۲۹۔ حضرت پیر دمڑیار حمۃ اللہ علیہ

آپ کے احوال کی جستجو حقیر نے بہت کی۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ لیکن محمد علی خان انصاری تالیف محمدی میں لکھتے ہیں کہ "سید محمد المشتہر بہ پیر دمڑیا آں بزرگوار مشرب سہروردیہ داشت و نعمت از خاندان مخدوم جہانیان جہاں گشت قدس سرہ' یافتہ"۔ آپ کا قیام پہلے مقام صندل پور میں تھا۔ مگر شاہ ارزاں قدس سرہ' کے تشریف لانے کے بعد آپ دمڑیا

...ت میں چلے آئے۔ جس کی وجہ شاہ ارزاں صاحب قدس سرہ' کے احوال میں تحریر کی گئی ...ے۔ مزار مبارک بھی آپ کا محلّہ دمڑیا گھاٹ میں جو اب محلہ پیر دمڑیا کے نام سے مشہور ...ے۔ دریا کے کنارے واقع ہے۔ اور آپ کا عرس ہر سال بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ہوا کرتا ...ے۔ سنہ وفات معلوم نہ ہو سکا۔

۳۰۔ حضرت شاہ عبدالمنان دہلوی قادری قدس سرہ'

حضرت سید شاہ عبدالمنان قادری قدس سرہ' اپنے ماموں سید شاہ مظفر قادری کے ...ید خلیفہ و جانشین تھے۔ آپ کی خانقاہ چند پشتوں سے لاہوری دروازہ دہلی میں تھی۔ راجہ ...تو رام راجہ خیالی رام آپ کے خاندان کے بہت معتقد تھے جب عظیم آباد آنے لگے تو ...ت اصرار کے ساتھ حضرت سید عبدالمنان قدس سرہ' کو مع اہل و عیال ساتھ لائے۔ آپ ...ے یہاں پہنچ کر اقامت اختیار کی اور محلّہ مغل پورہ میں مکان بھی تعمیر فرمایا۔ یہ زمانہ مخدوم ...محمد منعم قدس سرہ' کا تھا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالقادر قدس سرہ' ...برسوں کے تھے کہ ۱۱۸۷ھ (۱۷۷۳ء) میں آپ نے انتقال فرمایا اور محلّہ مغل پورہ ...میں دفن ہوئے۔

۳۱۔ حضرت سید شاہ عبدالقادر قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ عبدالمنان قادری قدس سرہ' کے صاحبزادہ ہیں۔ بعد انتقال ...نے والد ماجد کے حضرت مولانا سید شاہ حسن رضا قدس سرہ' رائے پوری سے بیعت کی اور ...بیت و تعلیم منعمیہ ابوالعلائیہ سے فیض یاب ہو کر مشرف بہ خلافت ہوئے اور تاریخ ۱۱ شوال ...ھ (۱۷۸۵ء) کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار بھی محلّہ مغل پورہ میں ہے۔

۳۲۔ حضرت شاہ ابوالفیاض عرف شاہ غلام حسین قدس سرہ ٗ

آپ مرید حکیم شاہ مظہر حسین ابن حکیم شاہ فرحت اللہ کریم چکی قدس سرہ ٗ کے تھے اور تعلیم باطنی حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ ٗ سے ہوئی اور اجازت و خلافت بھی دونوں بزرگوں سے آپ نے حاصل فرمائی۔ آپ نہایت باکمال بزرگ تھے۔ وفات آپ کی ۲۱ محرم ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۲ء) کو ہوئی مزار آپ کا بہار شریف چھوٹی تکیہ میں ہے۔

۳۳۔ حضرت شاہ علی حسین قدس سرہ ٗ

آپ نے بیعت و اجازت و خلافت اپنے پدر بزرگوار حضرت شاہ غلام حسین قدس سرہ ٗ سے حاصل کی۔ آپ نہایت باخدا بزرگ تھے۔ آپ کے مریدان و خلفاء بہت ہوئے۔ بنگالہ کی طرف آپ کے مریدوں کو تعداد کثرت سے پائی جاتی ہے۔ وفات آپ کی بتاریخ ۲۱ رمضان ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۶ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا محلّہ سملی میں ہے اور آپ کے سجادہ نشین آپ کے صاحبزادے جناب شاہ فدا حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

۳۴۔ حضرت عشق اللہ ٹکیا شاہ مجذوب قدس سرہ ٗ

آپ ایک مجذوب تھے۔ بہت سی کرامتیں آپ کی مشہور ہیں۔ آپ ہمیشہ ننگے رہا کرتے تھے اور آگ کی دھونی لگی رہتی تھی اس میں صرف ٹکیا جلایا کرتے تھے۔ صاحب تصرفات مشہور ہیں۔ وفات آپ کی بتاریخ ۲۰ شعبان ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) میں ہوئی۔ مزار شریف محلّہ دیوان شہر پٹنہ میں واقع ہے اور اس کے متعلق ایک امام باڑہ بھی ہے۔

۳۵۔ حضرت شاہ محمد مظہر قدس سرہ‘

آپ مشائخ میں شہر عظیم آباد کے تھے۔ مذہب حنفی و مشرب چشتی رکھتے تھے۔ صاحب رشد وارشاد اور کامل بزرگ تھے۔ حضرت شاہ غلام یحییٰ چشتی قدس سرہ‘ آپ ہی کے فرزند رشید تھے۔ بتاریخ بستم شہر صفر ۱۱۸۷ھ (۱۷۷۳ء) کو وفات پائی اور مزار مبارک آپ کا پہلو میں حضرت شاہ غلام یحییٰ قدس سرہ‘ کے صحن مکان میں حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس ... بہ محلّہ املی شاہ اسحاق واقع ہے۔

قطعہ تاریخ از حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ‘

شاہ مظہر ولی ذی حالات	در صفر شد مسافر از دنیا
... تاریخ آں ولی اللہ	از سر آہ گفت "مظہر ما"

۱۱۸۶+۱=۱۱۸۷

۳۶۔ حضرت غلام یحییٰ قدس سرہ‘ (۱)

آپ خلف سید شاہ محمد مظہر بن شاہ محمد اطہر کے تھے مذہب آپ کا حنفی و مشرب چشتیہ تھا۔ آپ کا شمار شہر عظیم آباد پٹنہ کے مشائخ میں تھا۔ اور طبابت میں بہت اچھی مہارت تھی اور آپ کے مریدان و معتقدان بکثرت تھے۔ آپ حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ‘ کے نانا تھے۔ تاریخ وفات ہفتم جمادی الثانی وقت نماز جمعہ ۱۲۰۶ھ (۱۷۹۲ء) ہے جس کو حضرت شاہ محمد ... قدس سرہ‘ نے یوں لکھا ہے۔

حضرت یحییٰ امام شرع و دیں	بود بر چرخ فنا و فقر ماہ
... عرفاں و فضلش رامپرس	آئیتے وے بود از آیات الہ
... شہر عظیم آباد بود	بے وجودش شہر پٹنہ شد تباہ

سابع ماہ جمادی آخریں کرد رحلت زیں جہاں واحسرتا
نور حق زیر زمیں شد مختفی گشت دو عالم در نگاہ ما سیاہ
ہستم از احفاد آں عالیجناب بندہ یحیائے پر از جرم و گناہ
ساختم تاریخ فوتِ او رقم "آفتاب دیں امام شرع آہ"
۱۲۰۶ھ

آپ کا مزار مبارک آپ کا اپنے والد کے پہلو میں صحن مکان میں حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ٭ کے بہ محلہ املی شاہ اسحاق واقع ہے۔

(۱) آپ حضور تخلص کرتے تھے۔ تذکرہ گلزار ابراہیم مولفہ نواب علی ابراہیم خاں خلیل عظیم آبادی (متوفی ۱۲۰۸ھ مطابق ۱۷۹۳ء) میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔ "از اعزہ عظیم آباد است و یگانہ دداد۔ باآنکہ خود را بہ شاگردی کسے نہ دادہ۔ طبعش موزوں و سلیم افتادہ است۔ در اوائل حال مختصرات متداولہ صرف و نحو از عموی خود محمد باقر تحصیل کردہ"۔ نمونہ کلام ؎

دل بھی جوا ہر ہے ولیکن حضور اس کے پرکھنے کو نظر چاہئے
بہ حرمت نبھی اب تلک جس طرح حضور اتنے دن بھی گزر جائیں گے
آنکھوں سے اسی طرح اگر سیل رواں ہے دنیا میں کوئی گھر نہ رہا ہے نہ رہے گا
جہاں میں کہاں باہم الفت رہی ہے مگر صرف صاحب سلامت رہی ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول

۳۷۔ حضرت احمد اللہ قادری قدس سرہ٭

آپ پدر بزرگوار حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ٭ کے تھے۔ آپ کا اصل وطن و مولد آگرہ تھا۔ حضرت شاہ احمد اللہ قدس سرہ٭ پٹنہ تشریف لائے تو آپ کی شادی حضرت شاہ غلام یحییٰ قدس سرہ٭ عظیم آبادی کی صاحبزادی سے ہوئی اور آپ نے بیعت و خلافت بھی حضرت شاہ غلام یحییٰ قدس سرہ٭ سے حاصل کیا اور بعد وفات ان کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ سے اور مولانا حضرت سید شاہ محمد ظہور الحقؒ سے غایت درجہ کی دوستی تھی۔ جب حضرت

مولانا محمد ظہور الحق ؒ کا وصال ہو گیا تو آپ آگرہ تشریف لے گئے اور وہیں بتاریخ ۱۲ ربیع الاول روز جمعہ ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۲ء) کو وفات پائی آپ کا مزار آگرہ میں ہے۔

قطعہ تاریخ از حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ'

زین دار فنا بعالم قدس رحلت فرمود جد امجد
تاریخ وفات خامہ من "تاریخ دوازدہ" رقم زد

۱۲۳۸ھ

۳۸۔ حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ'

حضرت شاہ وجہ اللہ (۱) مرید حضرت خواجہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے تھے اور آپ کے خلیفہ اعظم ہوئے۔ اور آپ سے رشد و ارشاد بہت جاری رہا۔ چنانچہ حضرت سید شاہ خواجہ لطیف علی قدس سرہ' سجادہ نشین خانقاہ حضرت عشق قدس سرہ' کی تعلیم و تربیت آپ ہی سے ہوئی اور اجازت و خلافت بھی آپ ہی سے ہوئی۔ وفات آپ کی شب سیزدہم جمادی ثانی شب جمعہ قریب صبح ۱۲۶۶ھ (۱۸۵۰ء) کو ہوئی مزار آپ کا محلّہ املی شاہ اسحاق شہر پٹنہ میں ہے۔

قطعہ تاریخ از حضرت شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ'

جناب والد من شاہ وجہ اللہ قطب العصر چو ترک ہستی موہوم خود از علم ہستی گفت
مہ و روز و سنین رحلت آں مرشد آفاق شب آدینہ آخری از جمادی بودہ ہاتف گفت

(۱) آپ کا تخلص فرحت ہے۔ تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد پنجم، صفحہ ۲۳۴۔

۳۹۔ حضرتِ شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ محمد وجہ اللہ قدس سرہ' کے صاحبزادے ہیں۔ مرید اپنے والد بزرگوار سے ہوئے اور تحصیل طریقت حضرت شاہ فخر الدین حسین عرف شاہ مبارک حسین ابن

حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس اسرارہم سے کیا اور اجازت و خلافت بھی اپنے پدر بزرگوار سے اور حضرت شاہ مبارک حسین قدس سرہ سے حاصل کیا۔ اور سجادہ نشین اپنے والد کے ہوئے اور علوم ظاہر و شاعری میں شاگرد حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ' کے تھے تاریخ گوئی میں ید طولا رکھتے تھے (۱)۔ چنانچہ قاضی نور الحسن مرحوم اپنی کتاب آثار شرف میں بہ ضمن تذکرہ مولانا محمد سعید قدس سرہ' لکھتے ہیں۔ ''از تلامذہ جناب وے ابن شاہ وجہ اللہ روح اللہ مولوی شاہ محمد یحییٰ سلمہ اللہ خیلے ذہین و ذکی الطبع است و در فن تاریخ گوئی ید بیضا دارد'' آپ ۱۲۹۷ھ (۱۸۷۹ء) میں حج زیارت سے فارغ ہوئے۔ وفات آپ کی ۲۶ ذیقعدہ بروز دوشنبہ وقت آٹھ بجے دن ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا پائیں مزار حضرت وجہ اللہ قدس سرہ' محلہ املی شاہ اسحاق میں ہے۔ آپ کی وفات کے بعد شاہ محمد مہدی مرحوم صاحبزادہ آپ کے جانشین ہوئے۔ جناب شاہ مہدی صاحب (۲) کو اشاعت سلسلہ کی طرف توجہ نہ ہوئی اور جناب موصوف نے ۵ رمضان ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) کو اس دنیا سے رحلت کی۔ اس کے بعد حسب دستور آپ کے صاحبزادے شاہ محمد حامد سلمہ اللہ تعالیٰ اس جگہ پر بٹھائے گئے مگر آپ کو مشاغل ضروریہ سے اتنی فرصت نہیں ہے کہ فقر و تصوف کی طرف توجہ کر سکیں۔

(۱) یحییٰ تخلص اور ابو محمد کنیت ہے۔ ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عربی و فارسی علوم متداولہ کی تعلیم مولانا محمدی اور مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی سے لی۔ نمونہ کلام یہ ہے:

نہ سی ہم وحشیوں کی ناصحا، تو جیب و داماں کو
کہیں ٹکڑے نہ کر ڈالے جنوں تیرے گریباں کو

نہیں پروائے قندیل و چراغ و شمع کافوری
کرے گا نور آگیں داغ دل، گور غریباں کو

قدم بوسی کو میری خیر مقدم کر کے قیس آیا
گیا جب عالم وحشت میں، میں سیر بیاباں کو

حقیقت دونوں عالم کی ابھی پیش نظر ہووے
تامل کر کے صاحب، روزنِ دل سے ذرا جھانکو

یحییٰ بڑا جو ہوتا ہے گھٹتی ہے اس کی عمر
پیری خزاں، شباب ہے موسم بہار کا

کیا کہوں حالِ پریشانی دل اے یحییٰ
غم سے گھبراتی ہے اپنے تن بیمار میں روح

باغ میں ڈھیر گل کا اے یحییٰ
ہے کسی کے مزار کی صورت

منایا عشق کی وحشت نے اسکو خوب ہی یکجیٰ — فضیلت تھی جو حاصل عقل سے حیواں پہ انساں کو

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد پنجم۔

(۲) مہدی تخلص، سال پیدائش ۱۲۸۴ھ (۱۸۶۷ء) ہے۔ ۵ رمضان المبارک ۱۹۱۵ء کو انتقال ہوا۔ آپ شعر گوئی کا اچھا مذاق رکھتے تھے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

کرتا ہے قتل آج وہ ناز و ادا کے ساتھ — بوئے وفا بھی آتی ہے ظلم و جفا کے ساتھ

ثابت ہے اس کو محبت تھی مرے ساتھ — تربت پر میری آکے وہ بولے حیا کے ساتھ

رہی ہے اک فقط تیری جستجو باقی — نہیں ہے دل میں کوئی اور آرزو باقی

ہے تاب دید بھی مری آنکھوں کو یا نہیں — کس منہ سے میں کہوں کہ تمنائے دید ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد چہارم۔

۴۰۔ حضرت حافظ مولانا امیر الحسن قادری قدس سرہ'

آپ عالم حافظ قاری تھے۔ آواز بھی پاکیزہ تھی۔ آپ کے والد کا نام سید محب حسن تھا۔ نسباً سید تھے اور حضرت مخدوم محمد مظفر بلخیؒ کی اولاد سے تھے۔ آپ کا اصل وطن موضع رائے پورہ فتوحہ ہے لیکن خود محلہ دوندی بازار شہر پٹنہ میں سکونت اختیار فرمائی۔ علم ظاہر مولوی محمدی ابن منشی محمد معصوم عظیم آبادیؒ سے حاصل کیا۔ اور نائب قاضی کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ حضرت مخدوم شاہ یحییٰ علی قدس سرہ' کے دست مبارک پر بیعت کی تو اس عہدہ کو ترک کیا اور متوکل ہو گئے اور اشغال و اذکار میں مشغول ہوئے بعد تکمیل، خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے دو حج کئے اور خواجہ عنبر کی مسجد میں برابر تراویح پڑھایا کرتے تھے۔ بعد ختم تراویح جو روپے نذر کے آتے تھے اس کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اور حافظوں کو جو آپ کے مقتدی ہوتے تھے تقسیم کر دیتے تھے۔ آپ دائم الحزن تھے بلکہ اکثر رویا کرتے تھے۔ آپ کے احوال میں قاضی نور مرحوم رسالہ آثار شرف میں تحریر فرماتے ہیں کہ "از احفاد حضرت مولانا مخدوم مظفر بلخی قدس سرہ' مولوی حافظ حاجی سید شاہ امیر الحسن حفظ اللہ تعالیٰ عن المکارہ والمحن بزرگیست صاحب کمال شخصیت رفیع الاحوال

درویش باخدا دایم البکا از بر قع نفس و اسباب مشیخت نفور باہمہ مسلمانان برادرانہ زندگی کند ملازمت خدمتش برائے مس وجود انسانی حکم اکسیر دارد"۔

وفات آں جامع کمالات کی بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۱۲۸۸ھ (۱۸۷۱ء) کو ہوئی مزار مبارک محلہ دوندی بازار میں اپنے مکان کے متصل پائیں مزار حضرت اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ واقع ہے۔

قطع تاریخ وفات

عابد و مرتاض پاک از عیب و غل حاجی قاضی مولوی امیر الحسن

او بحق شد دوستانش مضمحل شد چو در ماہ صیام اثناء عشر

"آفتاب اوج جنت شد بدل" گفت ہاتف از سر الطاف حق

۱+۱۲۸۷=۱۲۸۸ھ

۴۱۔ حضرت شاہ عصمت اللہ قدس سرہ'

حضرت شاہ عصمت اللہ قدس سرہ' مرید و خلیفہ حضرت وارث الانبیاء مولانا سید شاہ محمد وارث رسول نما بنارسیؒ کے ہیں۔ وطن مالوف آپ کا موضع کٹھل پورہ بر لب دریا گنگ ضلع سارن ہے۔ فقر اختیار کرنے کا یہ سبب ہوا کہ اہلیہ آپ کی بہت بیمار ہوئیں اور مدتوں تمام حکماء کا علاج کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تب مجبور ہو کر متوجہ طرف فقرا کے ہوئے اور بہ تلاش فقرا بنارس پہنچے۔ وہاں حضرت مولانا کا شہرہ سن کر خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضرت کو آپ کے حال پر رحم آیا اور فرمایا کہ یہ بہت سخت کام ہے اگر یہ مشکل حل کرانا چاہتے ہو تو قصیدہ خمریہ حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی شیخنا سید عبد القادر جیلانیؒ کا ورد کرو ہو سکتا ہے کہ از لطف و عنایت آنحضرت کامیاب ہو۔ حسب ارشاد پڑھنے پر قصیدہ مذکور کے کمر ہمت باندھی اور زبان حال سے اس بیت کو پڑھا؎

باتن رسد بجانا یا جاں ز تن بر آید دست از طلب ندارم ناکام من بر آید

تھوڑے ہی دنوں میں بخت خوابیدہ آپ کا بیدار ہوا اور عین پڑھنے کے وقت آپ کو گریہ بہت ہوا اور اسی حالت میں جمال جہاں آرائے حضرت محبوب سبحانی ؓ سے مشرف ہوئے حضور نے نظر عنایت کی آپ پر ڈالی۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو محبت الٰہی جوش زن ہوئی اور طالب مطلوب حقیقی کے ہوئے اور دست حق پرست پر حضرت مولانا رسول نمأ کے مرید ہوئے بعد چند دنوں کے خبر صحت بیماری اہل خانہ کی پہنچی اس خبر کے سننے سے آپ کو بہت کچھ خوشی حاصل ہوئی۔ بعد انقضائے مدت دراز خبر مرگ اہل خانہ کی پہنچی آپ شاداں و فرحاں بحضور مولانا پہنچے اور نہایت خوش ہو کر عرض کیا کہ جو کچھ تعلق تھا آج حق تعالیٰ نے اس سے نجات کلی بخشا اور فرمایا کہ اب جانے سے کیا فائدہ فارغ البال ہو کر چندے اسی در دولت پر بسر کریں گے۔ محبت پیر میں بے نظیر تھے اور پیر پرستی میں خسرو وقت و مظفر عہد تھے۔ تھوڑے دنوں کے بعد آپ پٹنہ تشریف لائے اور سلسلہ رشد و ارشاد جاری فرمایا بتاریخ سیوم ماہ محرم آپ نے وفات فرمائی۔ مزار شریف آپ کا محلہ موتیانند شہر پٹنہ میں واقع ہے۔

مریدان و خلفاء: حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو گنگوہی ساکن موضع گھگہ ضلع چھپرہ متوفی ہفتم رمضان ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۶ء) و حکیم شاہ عزت اللہ قادری الفاروقی کریم چکی پدر حکیم شاہ فرحت اللہ منعمی کریم چکی و حضرت شاہ دانش علی قدس اسرا ہم۔

۴۴۔ حضرت سید کبیر علی عرف شاہ دانش علی قدس سرہ ؒ

حضرت سید شاہ دانش علی قدس سرہ ؒ عظیم آبادی اوائل عمر میں علوم ظاہر سے فارغ ہو کر اپنے چچا مخدوم شاہ عصمت اللہ قادری خلیفہ حضرت مولانا محمد وارث رسول نما بنارسی قدس سرہ ؒ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں مرید ہوئے اور اذکار و اشغال سلسلہ قادریہ حاصل کیا۔ بعد وصال حضرت مخدوم شاہ عصمت اللہ علیہ الرحمۃ کیفیت و نسبت سلسلہ ابو العلائیہ کے شائق ہو کر حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہ ؒ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ شبانہ

یوم کی محنت اور مجاہدات وریاضت سے جلد صاحب نسبت و سریع التاثیر ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر ایک خانقاہ قریب مزار حضرت مخدوم شاہ عصمت اللہ قدس سرہ' پختہ تعمیر فرمایا۔ تخمیناً نوے برسوں کی عمر میں بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک آپ کا وصال ہوا۔ مزار محلہ موتیا نند متعلقہ محلہ لودی کٹرہ جانب پورب مزار اقدس حضرت مخدوم عصمت اللہ قدس سرہ' کے واقع ہے۔ بعد آپ کے سید شاہ قل احمد قدس سرہ' صاحب زادے و مرید و خلیفہ و جانشیں آپ کے ہوئے۔ آپ کا مزار بھی اسی مقام پر دوسرے احاطہ میں ہے۔

۴۳۔ حضرت شاہ خادم حسین قدس سرہ'

آپ سجادہ نشیں و اولاد حضرت مخدوم شاہ سید محمد معروف بہ پیر دمڑیا قدس سرہ' کے ہیں۔ اور مرید اپنے خاندان میں شاہ ظہیر الدین علی قدس سرہ' سے اور تعلیم و تربیت سلسلہ ابوالعلائیہ کی حضرت دانش علی قدس سرہ' سے حاصل کر کے خلافت و اجازت سے فیض یاب ہوئے۔ اور صاحب رشد و ارشاد گزرے ہیں۔ وفات بتاریخ ۹ جمادی الاول کو ہوئی اور اسی تاریخ کو آپ کا عرس ہر سال مقام خانقاہ حضرت پیر دمڑیا میں ہوتا ہے۔ اور وہیں آپ کا مزار ہے۔

۴۴۔ حضرت محرم اسرار الٰہی شاہ محمد منعم قدس سرہ'

وطن آپ کا موضع پچنا ہے جو شیخ پورہ ضلع مونگیر کے قریب ہے۔ آپ کا نسب حضرت شمس الدین حقانی سے (۱) ملتا ہے۔ آپ کو بیعت طریقت قادریہ میں حضرت میر سید خلیل الدین قطبی قادریؒ سے ہے اور سید خلیل الدین قادری قدس سرہ' خلیفہ ہیں حضرت سید محمد جعفر جعفری (۲) کے جو سید حسین خنگ سوار کی اولاد میں ہیں اور آپ کا مزار قصبہ باڑھ ضلع پٹنہ میں ہے اور آپ کا سلسلہ بواسطہ حضرت قطب الدین بینادل حضرت شیخ الشیوخ

شہاب الدین سہروردیؒ سے مل کر حضرت غوث پاک سے ملتا ہے اس کے بعد آپ کے پیر نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی ہمت بہت بلند ہے آپ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ' کے حضور میں حاضر ہو کر اور باتیں حاصل کریں چنانچہ آپ نے تعلیم ظاہری دہلی میں حاصل کی اور تعلیم باطنی کے حصول کی غرض سے پہلے آپ حضرت شاہ فرہاد قدس سرہ' کے حلقے میں بیٹھے۔ شاہ فرہادؒ کے انتقال کے بعد حضرت سید اسد اللہ کی خدمت میں کہ خلیفہ و جانشین حضرت شاہ فرہادؒ کے تھے، ان سے آپ سے تکمیل ہوئی۔ پچاس برس تک اس مدرسہ میں جو جامع مسجد دہلی کی پشت پر واقع تھا مقیم رہے اور لوگ آپ سے فیض یاب ہوتے رہے۔ پھر پٹنہ تشریف لائے اور محلہ بخشی گھاٹ کی مسجد میں سکونت اختیار کی تھوڑے دنوں کے بعد ملا میتن کی مسجد میں مقیم ہو گئے اور تادم وفات برابر وہیں رہے۔ آپ پر حضرت سیدنا محی الدین عبد القادر جیلانیؒ و حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین احمد بہاریؒ کی عنایت خاص تھی۔ آپ پر حالت تجرید بہت غالب تھی یہاں تک کہ نہ آپ نے کوئی مکان بنایا اور نہ متاہل ہوئے نہ امراء سے ملتے نہ کسی سے نذر لیتے تھے بلکہ اپنے پاس بھی کچھ نہ رکھتے تھے۔ آپ ہر وقت مراقب رہتے تھے یہاں تک کہ بے ضرورت آنکھ کھولنا بھی آپ پر بہت گراں تھا۔ آپ ہر سال شعبان میں بہار تشریف لے جاتے تھے اور مخدوم جہاں کے مزار مبارک پر آپ کے عرس تک برابر بیٹھے رہتے تھے۔ فقر آپ کو اس قدر تھا کہ تیسرے چوتھے روز افطار فرماتے تھے اور مریدان بھی آپ کے ساتھ فاقہ کرتے تھے۔ جب مریدان فاقہ سے بیتاب ہو جاتے تو آپ یہ مصرع فرماتے : ؎ جوع مر خاصاں حق را آمدہ۔ آپ کے اس فرمانے سے لوگوں کی تشفی ہو جاتی اور قوت روحی مل جاتی۔

الہامات معمیہ آپ کی اعلیٰ درجے کی تصنیف ہے اور دست خاص کی لکھی ہوئی ہے۔ کتب خانہ میں مولوی خدابخش خاں بہادر مرحوم کے موجود ہے۔ خلفاء آپ کے بہت ہوئے منجملہ ان کے مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' حضرت رکن الدین عشق عرف مرزا گھسیٹا قدس سرہ' حضرت حسن رضا متوطن فتوحہ رائے پورہ قدس سرہ' حضرت صوفی شاہ محمد دایم

قدس سرہ' حضرت شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ' مشہور خلفاء ہیں۔

آپ ہی کا سلسلہ ابوالعلائیہ معمیہ مشہور ہے۔ وفات آپ کی بتاریخ گیارہویں رجب المرجب ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) روز جمعہ گزار کر، شب شنبہ کو اول عشاء کے وقت ہوئی۔ آپ کا مزار شہر عظیم آباد پٹنہ محلہ مینن گھاٹ میں دریا کے کنارے واقع ہے۔

(۱) آپ کا مزار موضع بلوری قریب لکھی سرائے ضلع مونگیر میں ہے۔ حبیب اللہ۔

(۲) سید جعفر کو اجازت وخلافت اپنے والد حضرت سید شاہ اہل اللہ سے اور ان کو حضرت سید نظام الدین سے اور ان کو حضرت سید تقی الدین اور ان کو حضرت سید نصیر الدین بن محمود سے اور ان کو حضرت سید محمود سے اور ان کو اپنے والد حضرت سید فضل اللہ قلندر معروف بہ سید گسائیں قطبی منیری سے ان کو حضرت قطب الدین بینادل جون پوری سے، رحمت اللہ علیہم اجمعین۔ حبیب اللہ۔

۴۵۔ حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہ'

حضرت شاہ رکن الدین عرف مرزا گھسیٹا المتخلص بہ عشق قدس سرہ' ابن شیخ محمد کریم فاروقی ونواسہ حضرت شاہ محمد فرہاد انصاری ابوالعلائی دہلوی تھے۔ چونکہ مرزائی ایک خاص شان کی فقیری ہے جس کو بانکپن کی فقیری کہتے ہیں بدیں وجہ آپ کا لقب مرزا ہوا جیسا کہ آپ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں: ؎

خطاب آتا ہے تجھ کو ہر دم اے عشق مبارک ہو تجھے یہ مرزائی

آپ بعد انتقال اپنے نانا بزرگوار کے اپنے ننہال میں (۱) ۱۱۰۳ھ (۱۶۹۱ء) میں پیدا ہوئے اور یہیں پرورش پاکر سن شعور کو پہنچے اول طریقہ سرہندیہ حضرت سید احمد سرہندی سے حاصل کیا بعد اس کے شوق ہوا کہ اپنے نانا کے حلقے کو دیکھیں تو حضرت مولانا برہان الدین کے حضور میں عین مجلس سماع میں وجد کی حالت میں آپ کو پایا۔ مولانا دورہ فرماتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے آپ کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا حاصل کردہ باتیں حجاب میں آگئیں آپ نے عرض کیا حضور میں نے بہت مشکل سے حاصل کیا ہے یہ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا

صاحبزادے گھر میں بات رہتے ہوئے دوسری جگہ جانے کی کیا ضرورت۔ چنانچہ آپ ہی کے حضور میں ایک زمانہ تک حاضر رہے اور طریقہ ابو العلائیہ کی تکمیل کی۔ تب مولانا موصوف نے فرمایا کہ صاحبزادے اب آپ دیکھیں پہلی باتیں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ آپ نے بھی ویسا ہی معائنہ کیا۔ بعد حصول بیعت حضرت مولانا نے قابلیت وافر دیکھ کر خلافت واجازت سلسلہ ابو العلائیہ فرہادیہ سے سرفراز فرما کر رخصت فرمایا۔ چنانچہ بحکم مولانا موصوف کے آپ عظیم آباد تشریف لائے اور حضرت شاہ منعم پاک قدس سرہ' سے جو ملا متین کی مسجد میں تشریف رکھتے تھے، طریقہ فردوسیہ آپ سے حاصل کیا۔ چونکہ حضرت منعم پاک قدس سرہ' حضرت میر اسد اللہ قدس سرہ' کے خلیفہ تھے اس وجہ سے ادباً آپ کا نام کبھی نہ لیا۔ 'میاں' فرماتے تھے۔ چنانچہ مسند ارشاد پر فیض بخشی کرتے رہے اور ہزاروں طالبان حق کو منزل مقصود کو پہنچایا۔ آپ کو فیض روحی حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ؓ و حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ و حضرت مولانا رومیؒ و حضرت مخدوم الملک بہاری قدس سرہ' سے بھی حاصل تھا۔ شعر و سخن سے بھی آپ کو ذوق تھا(۲)۔ ایک دیوان و مثنوی اور ساقی نامہ آپ کی تصانیف سے ہیں مگر شائع ہونے کا اب تک اتفاق نہ ہوا۔ آپ نے دیوان میں بسم اللہ کے بعد ہی یہ شعر لکھا ہے ؎

آہ جاں سوز کہ سر دفتر دیوان کیا ۔۔۔ عشق نے دیکھتے ہو پہلے ہی طوفان کیا

چشم میں خلق کے گو مثل حباب آتا ہوں ۔۔۔ عین دریا ہوں حقیقت میں بہا جاتا ہوں

کیف و کم میری جو ہیں موج حباب دریا ۔۔۔ مجھ ہی سے اٹھتے ہیں اور میں ہی بہا جاتا ہوں

ایک سو برس کی عمر میں ۷ جمادی الاول بروز یک شنبہ ۱۲۰۳ھ (۱۷۸۹ء) کو وصال ہوا۔ مزار آپ کا عظیم آباد پٹنہ محلہ بخشی گھاٹ معروف بہ تکیہ شاہ گھسیٹا صاحب میں مرجع ہر خاص و عام ہے۔

خلفاء ذی ارشاد: حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ' خلیفہ اعظم، حضرت سید شاہ دانش علی قدس سرہ' حضرت مولوی شاہ عبد الرحمان شہر گھاٹویؒ، شاہ علی محمدؒ، شاد

نصر اللہ بنارسیؒ، حضرت شاہ علی احمد بہاریؒ، شاہ پیر محمد مجذوبؒ، حضرت شاہ محمد واصل مجذوبؒ، میر عسکریؒ اور میر حیدر جانؒ عظیم آبادی۔

(۱) تذکرۃ الصالحین کے مخطوطے میں، جو مختار صاحب کے دست خاص کا لکھا ہوا ہے سنہ پیدائش ۱۱۳۷ھ لکھا ہے اور مضمون کے آخر میں عمر بھی اسی حساب سے چھیاسٹھ سال لکھی ہے۔ لیکن مطبوعہ کتاب، جس کی چھپائی کی غلطیوں کی تصحیح بھی اپنے دست مبارک سے کی ہے۔ سنہ پیدائش ۱۱۰۳ھ لکھا ہے اور مضمون کے آخر میں عمر اس حساب سے سو سال لکھی ہے۔ واللہ اعلم۔ نعمت اللہ۔

پروفیسر محمد معین الدین دردائی، صوفیائے بہار اور اردو میں تحریر فرماتے ہیں "...... دہلی کے بہت ہی ذی عزت صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ درانیوں کے حملے کے بعد دہلی جو طوائف الملوکی کا شکار ہوئی۔ اس سے گھبرا کر انہوں نے ترک وطن کیا۔ پہلے مرشد آباد پہونچے اور وہاں بقول مولف "تاریخ شعرائے بہار" نواب میر قاسم علی خاں کے دربار میں ہزار سوار کی افسری کے منصب پر فائز ہوئے۔ مولوی سید حسن رضا ثاقب عظیم آبادی نے اپنی تصنیف "یادگار عشق" میں حضرت عشق کی عمر ایک سو سال لکھی ہے اور اسی بناپر سال ولادت ۱۱۰۳ھ متعین کیا ہے۔ کیونکہ آپ کا وصال ۱۲۰۳ھ میں عظیم آباد میں ہوا۔"

(۲) آپ کہنہ مشق، قادر الکلام اور خوش گو شاعر تھے۔ کلام میں خیال آفرینی، سادگی اور روانی ہے۔ تصوف کا رنگ بھی بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ آپ کا اساتذہ میں شمار ہوتا ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں خواجہ محترم علی خاں، محترم عظیم آبادی اور مرزا محمد علی، فدوی عرف مرزا بھجو عظیم آبادی ہیں۔ شعرا کے مختلف تذکروں سے اقتباس پیش ہے۔

"عشق: تخلص شاہ رکن الدین معروف بہ شاہ گھسیٹا، از سخن پروران معروف عظیم آباد است۔ بہ وقار زندگانی کردہ۔" تذکرہ گلشن بے خار، از مصطفےٰ خاں شیفتہ۔

"سرگروہ فقرا، شاہ رکن الدین معروف بہ شاہ گھسیٹا، تخلص عشق، ساکن عظیم آباد۔" تذکرہ خوش معرکہ زیبا از سعادت علی خاں ناصر۔

"شاہ رکن الدین عرف مرزا گھسیٹا۔ عشق تخلص۔ شاہ فرہاد کے نواسے، اصلی وطن دہلی تھا۔ کچھ دنوں سے دہلی چھوڑ کر عظیم آباد میں مقیم ہیں۔ ان کا خاندان عالیشان ہے اور بزرگوں کی یادگار ہیں۔ شریعت سے آراستہ ہیں۔ اور صاحب کرامات ہیں۔ اس شہر میں ان کا حلقہ ارادت بہت وسیع ہے۔ اشرف خاں فوجدار سارن، متعلقہ بہار، ان کا مخصوص ارادت مند ہے۔ اسی سبب سے ان کی بدولت ان کی شہرت کمال ایک سے ہزار تک پہونچا۔ خان مذکور نے ایک کثیر رقم خرچ کرکے ایک عالی شان مکان لب دریا

..شاہوں کے شایان شان ہوا کر آپ کی نذر کیا۔ اس کو طرح طرح کے پردوں اور فرش سے آراستہ کیا اور ہر
..ں ایک بڑی رقم خدام کے اخراجات کے لئے نذر کرتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے احمد علی
..ب بھی اپنے والد ہی کے طریقے پر سلوک کرتے ہیں۔ بلکہ ارادت اور عقیدت میں ان سے بھی بڑھ چڑھ کر
..یں۔ ہر مہینہ مجلس منعقد کرتے ہیں۔ چونکہ خدا نے ان کو ضروریات دنیوی سے بے نیاز و بے پروا کر دیا
ہے۔ اس لئے لوگوں سے ... اور بے نیازی دکھلاتے ہیں۔ اور اپنی اوقات کو عبادت اور فقیروں کی تربیت میں
..ف کرتے ہیں۔ خدا پرستی اور حق شناسی میں مست رہتے ہیں۔ الغرض ان کی ذات غنیمت ہے۔" تذکرہ
..سرت افزا مولفہ ابو الحسن امیر الدین احمد عرف امر اللہ الہ آبادی، مترجمہ عطا کاکوی۔ (اس کتاب کا ترجمہ
..ہ مجیب قریشی نے بھی کیا ہے جو راقم کے پیش نظر ہے۔)

ان کے علاوہ آپ کا ذکر مندرجہ ذیل تذکروں میں بھی ملتا ہے۔

(۱) تذکرہ شعرائے اردو از میر حسن دہلوی، متوفی ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۶ء)۔ (۲) عیار الشعرا از خوب چند
..، متوفی ۱۸۴۲ء۔ (۳) گلشن ہند از مرزا لطف علی۔ (۴) تاریخ ادب ہندوستانی از گارساں دتاسی متوفی
..۱۸۷۷ء۔ (۵) گلستان بے خزاں از حکیم میر قطب الدین باطن۔ (۶) طبقات الشعرائے ہند از کریم الدین
..نین صاحب۔ (۷) یادگار الشعرا از ڈاکٹر اسپرنگر۔ (۸) گلشن ہمیشہ بہار از مولوی عبد العلیم نصر اللہ خاں
خویشگی احمدی خورجوی۔ (۹) سخن شعرا از عبد الغفور نساخ۔ (۱۰) شمیم سخن (حصہ اول) از عبد الحی صفا
..یونی، شاگرد مذاق بدایونی۔ (۱۱) عروس الاذکار از نقش حیدر آبادی۔ (۱۲) بزم سخن از سید علی حسن خاں ابن
سید محمد صدیق حسن خاں۔ (۱۳) طور کلیم از سید نور الحسن بن نواب صدیق حسن۔ (۱۴) تذکرہ آزردہ از مفتی
صدر الدین آزردہ۔ (۱۵) نسخہ دلکشا از جنم جے متر۔

نمونہ کلام یہ ہے:-

..ت کہنے کی نہیں طاقت، شکایت کیا کروں	عشق رخصت دے، تو شور حشر اب برپا کروں
..یہ کیا جفائیں ظالم، ہم نے تری سہیں ہیں	لیکن شکایتوں سے لب آشنا نہیں ہیں
..ن کے دامن تلک نہ پہونچے ہم	خاک میں آپ کو ملا دیکھا
خانما کر چکا ہوں میں برباد	تو بھی وہ میرے گھر نہیں آتا
..ے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا	نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا

تفصیل کے لئے راقم کا مضمون "حضرت شاہ رکن الدین عشق" مطبوعہ ماہنامہ سلطان الادب
..نیشنل کراچی ماہ دسمبر ۱۹۹۹ء دیکھیں۔ نعمت اللہ۔

۴۶۔ حضرت شاہ پیر محمد قدس سرہ'

آپ نو مسلم تھے حضرت مخدوم شاہ منعم علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت کر کے عرصے تک تعلیم پاتے رہے صحبت شریف کی برکت سے صاحب احوال ہوئے۔ کشف ارواح آپ کو بدرجہ غایت حاصل تھا۔ آپ کے برادران طریقت کبھی آپ کو چھیڑنے کی غرض سے آپ سے والد کا نام پوچھتے۔ آپ شرم سے کچھ جواب نہ دیتے کیونکہ نو مسلم تھے۔ ایک روز حضرت مخدوم کے حضور میں شکایت کی آپ نے فرمایا کیوں نہیں کہہ دیتے پیر منعم ہستم ایک روز آپ نے حضرت مخدوم کے حضور میں عرض کیا کہ حضرت عشق کی کیفیت جذبیہ ہے اگر اجازت ہو تو ان کی صحبت میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ وہاں جذب وشوق بہت ہے اس لئے تم بھی طالب سوزش ہو کر ہاتھ پاؤں تڑوانا چاہتے ہو۔ اچھا جاؤ الغرض حضرت مخدوم کی اجازت سے حضرت عشق کی صحبت میں حاضر ہوئے۔ اتفاق سے پہلے ہی روز آپ کو مجلس سماع میں وجد ہوا اور ہاتھ پاؤں دونوں کو صدمہ پہنچا۔ پھر آپ تابقائے حیات برابر یہیں رہے اور حضرت عشق کی خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ اکثر عالم ارواح کی حالت بیان فرمایا کرتے تھے۔ رحلت آپ کی بعد وصال حضرت عشق قدس سرہ' کے ہوئی۔ مزار آپ کا اسی احاطہ میں ہے۔

۴۷۔ حضرت شاہ قطب الدین عرف شاہ ساون قدس سرہ العزیز

آپ [illegible]نکی پور اور داناپور کے درمیان ایک بستی موضع کورجی ہے، وہاں کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد سے تھے۔ حضرت شاہ غلام حسین دانا پوری قدس سرہ' کے قرابت قریبہ سے پھوپھا تھے۔ خاندانی رشد وارشاد کا سلسلہ بھی آپ کے یہاں جاری تھا۔ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ' کی تشریف آوری وفیاضی کا شہرہ سن

...مت اقدس میں حاضر ہوئے۔ بعد حصول بیعت شبانہ یوم حاضر رہ کر اذکار و شغل
... میں بہ کوشش و محنت تمام مشغول رہے۔ تھوڑے عرصے میں حضرت مخدوم
... نے آپ کی استعداد وافر اور نسبت متعدی دیکھ کر خلافت سے ... ...
... خودی آپ پر طاری رہتی۔ صاحب کشف و کرامات و رشد و ارشاد ...
... سے زیادہ کا سن ہوا تھا کہ ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) میں انتقال کیا۔ مزار آپ کا
... کورجی میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے شیخ محمد غوث عرف منشی
... حاکم وقت کی رفاقت میں عہدہ انشاء پردازی پر مامور تھے اور دوسرے مولانا
... تھے۔

۴۸۔ حضرت مولانا شاہ عزیز اللہ قدس سرہ

آپ پسر دوم حضرت شاہ قطب الدین عرف شاہ بساون قدس سرہ کے تھے۔ تمام
... تکمیل حضرت شیخ الکاملین غوث الدہر مولانا حافظ سید شاہ محمد ظہور الحق محدث
... روی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ اور فارسی میں بھی لاثانی تھے۔ نہایت خوش رو ذی
... بزرگ تھے۔ بیعت آپ کو طریقہ چشتیہ خضریہ(۱) میں اپنے والد بزرگوار سے
... یکن تربیت باطنی و خلافت واجازت جناب حضرت سید شاہ قمر الدین حسین بن
سید شاہ شمس الدین حسین قدس اسرار ہما سے حاصل ہوئی۔ آپ کی وجاہت ظاہری سن
... و ضعیفی میں بھی بہت تھی۔ آپ کی شادی شاہ تاج الدین نوآبادی کی دختر سے ہوئی
... سے چار فرزند ہوئے۔ مزار آپ کا مقام کورجی میں ہے۔ لیکن تاریخ وفات معلوم
نہ ہوئی۔

(۱) چشتیہ خضریہ اس سلسلہ کو کہتے ہیں۔ جو حضرت قطب صاحب سے حضرت خضر رومی کو پہنچی اور
... سمہ ہندوستان (برصغیر) میں حضرت قطب الدین بینادل سے پھیلا ہے۔ حسیب اللہ۔

۴۹۔ حضرت میر عسکری قدس سرہ'

آپ عظیم آباد کے رہنے والے تھے۔ عالم شباب میں بعد تحصیل علم ظاہر حضرت عشق قدس سرہ' کی صحبت میں حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف ہو کر حصول تربیت و تعلیم میں مشغول ہوئے۔ توجہ سے حضرت کے معمور الکیف ہوئے۔ آپ اعلیٰ درجے کے خوش نویس تھے۔ بہت سے شاگرد آپ کے پٹنہ میں ہوئے۔ ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۲ء) میں انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا احاطہ مسجد ملامتین میں ہے۔

۵۰۔ حضرت میر حیدر جان علیہ الرحمتہ

آپ کا وطن دہلی تھا لیکن کسی وجہ سے عظیم آباد پٹنہ میں آکر قیام فرمایا اور رئیس شہر مانے جاتے تھے۔ حضرت عشق قدس سرہ' کی صحبت میں حاضر ہو کر بیعت حاصل کی اور محنت ریاضت میں برابر مشغول رہے۔ خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہوئے۔ حضرت عشق رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادہ میر باقر علی صاحب تھے۔

۵۱۔ حضرت شاہ محمد فاضل علیہ الرحمۃ

آپ پر ابتدا سے کیفیت جذبی طاری رہتی تھی۔ کشف حال میں آپ کو نہایت ملکہ تھا جو شخص آپ کے پاس پہنچتا اس کا حال فوراً بیان فرماتے۔ اکثر ارواح انبیا و اولیاء سے مشرف ہوتے۔ درویشوں کی خدمت میں جب جاتے تو ان کا احوال لکھ کر لے جاتے اور بیان فرماتے چنانچہ جس وقت حضرت قطب العالم مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ' دہلی سے عظیم آباد تشریف لائے، حسب معمول آپ حالات لکھ کر لے گئے اور بیان کیا کہ باوجود اس تحریر کے

تھا پتہ نہیں ملتا کہ آپ کے مراتب و مدارج کہاں سے کہاں تک ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ بابا یہ باتیں فقر و درویشی کے بالکل خلاف ہیں۔ جو شخص عاشق اللہ ہوتا ہے وہ کشف و کرامات کا خواہش مند نہیں ہوتا اور ان کی کشفی قوت بہ زور ولایت سلب فرمائی۔ بعد ہ دل میں ثابت ہو کر آپ کی صحبت میں داخل ہوئے۔ بارہ برس تک خدمت اقدس میں حاضر رہ کر مجاہدات و ریاضات کرتے رہے۔ پھر خلافت سے مشرف ہوئے۔ آخر عمر میں زیادہ تر عرب میں رہتے۔ آپ کا مزار بھی عظیم آباد میتن گھاٹ میں ہے۔

۵۲۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ

حضرت خواجہ ابوالبرکات ابن حضرت خواجہ محمد شجاع ابن حضرت خواجہ محمد حسن قدس سرہ۔ آپ کا مکان و مولد شہر الہ آباد میں ہے۔ آپ کی ولادت ۱۱۵۹ھ (۱۷۴۶ء) میں ہوئی اور آپ کے پرپوتے وغیرہ اس وقت موجود ہیں۔ ابتدا میں آپ ڈاکوؤں کے سردار تھے تعلق سے آپ گرفتار ہو گئے۔ آپ نے نیت کی کہ اگر میں رہا ہو جاؤں تو خدا کی راہ میں رہوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رہائی دی بعد اس کے پیر جوئی میں چلے۔ آپ کے ساتھ سید ابراہیم صاحب دہلوی، جن کا رشد و ارشاد دہلی میں جاری تھا آپ کے ساتھ ہوئے اور یہ خاں صاحب بھی ساتھ ہوئے۔ حضرت منعم پاک قدس سرہ کا شہرہ سن کر پٹنہ تشریف لائے۔ جب یہاں معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو گیا تو بغرض فاتحہ میتن گھاٹ میں تینوں حضرات آئے اور فاتحہ پڑھ کر خواجہ کلاں کا طرف جا رہے تھے کہ حضرت عشق قدس سرہ نے بارگاہ کا حال سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ سید ابراہیم صاحب نے کچھ دنوں رہ کر تکمیل حاصل کر لی اور بہ اجازت دہلی روانہ ہو گئے اور حضرت سیدنا ابوالبرکات قدس سرہ کو یہیں رہنے کا حکم ہوا۔ غرض بعد تکمیل آپ نے بیعت بھی کر لی اور اجازت خلافت کے بعد آپ کو بھی مکان جانے کا حکم ہوا۔ چنانچہ پچھم میں آپ سے بہت اجرائے طریقہ ہوا یہاں تک کہ حضرت عشق قدس سرہ کا وصال ہو گیا اور آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ

احمد حسین صاحب جب سن شعور کو پہنچے تو حضرت صاحب کو الہ آباد سے بلوایا چنانچہ آپ
تشریف لائے اور شاہ احمد حسن صاحب علیہ الرحمتہ کی بیعت لی اور تعلیم و تربیت کے بعد
حضرت عشق قدس سرہ کی جگہ پر سجادہ کیا۔ اگرچہ چند ہی برس بعد آپ کا وصال ہو گیا
گدی پھر خلفائی رہ گئی اور پٹنہ کے لوگ جوق در جوق آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ جو محلہ املی شاہ اسحاق میں آسودہ
ہیں و دیگر خلیفہ میر قمر الدین حسین صاحب مٹھن گھاٹ و منشی محمد قاسم صاحب داناپور
جناب میر علی حسین صاحب علیہ الرحمۃ داناپور و جناب غلام حسین صاحب سملی وغیرہ
ہوئے۔ بعد اس کے پھر الہ آباد تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کا وصال ہوا۔ آپ بالکل امی تھے
ستانوے سال کی عمر شریف میں ۱۲۵۶ھ (۱۸۴۰ء) آٹھویں شب ماہ صیام کو مقام الہ آباد
میں رحلت فرمائی۔ آٹھویں تاریخ رمضان شریف کو بطور تفویض آپ کی نعش مبارک
کو لوگوں نے دفن کیا۔ ان دنوں آپ کے چھوٹے صاحبزادے خواجہ شاہ ابوالحسن قدس سرہ
بہ ضرورت عظیم آباد تشریف لائے ہوئے تھے وصال کی خبر انہیں معلوم ہوئی لوگوں کے
مشورہ سے خواجہ لطف علی صاحب نواسہ حضرت عشق قدس سرہ مع چند مریدان حضرت
خواجہ صاحب قدس سرہ کے چھوٹے صاحبزادے کے ہمراہ نعش مبارک لانے کے لئے الہ
آباد گئے۔ تقریب فاتحہ چہلم و رسم سجادگی چھوٹے صاحبزادہ میں شریک ہو کر یہ لوگ کچھ
دنوں وہیں ٹھہرے۔ آخر ماہ ذی الحجہ میں نعش مبارک کے ساتھ براہ دریا کشتی پر روانہ ہوئے
اور پانچویں محرم الحرام ۱۲۵۷ھ (۱۸۴۱ء) کو عظیم آباد پہنچے اور اسی روز محلہ تخشی گھاٹ
میں حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہ کے مزار مبارک کے پائینتی میں دفن
ہوئے۔ قبر میں رکھنے کے بعد جناب خواجہ شاہ وجہ اللہ قدس سرہ نے چہرہ مبارک سے کفن
ہٹادی کل لوگوں نے زیارت کی۔ کسی قسم کا ذرا بھی تغیر نہ ہوا تھا۔ مرزا اسد اللہ بیگ آپ کے
بارسوخ خادموں میں تھے۔ فرماتے ہیں کہ مرض الموت میں حضرت نے مجھ سے فرمایا تھا
میں عالم مثال سے ایک مرتبہ پھر دنیا میں آؤں گا۔ بعد میں مقام عظیم آباد مرزا صاحب

خواب میں دیکھا کہ حضرت فرمارہے ہیں دیکھا تم نے عالم ظاہر میں آنے کی یہ صورت تھی۔ قبل انتقال حضرت کسی کا بھی ایسا خیال نہ تھا کہ نعش مبارک عظیم آباد جائے گی۔

۵۳۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالخیر قدس سرہ'

آپ حلف اکبر و مرید مسترشد و خلیفہ حضرت سید شاہ خواجہ ابو البرکات عشقی ابو العلائی قدس سرہ کے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۰۳ھ (۱۷۸۸ء) میں بمقام دیو ثانہ ہوئی۔ کم سنی کے زمانے سے آخری عمر تک برابر اپنے والد ماجد قدس سرہ کی حضور میں حاضر رہے۔ علم ظاہر و باطن و بیعت و خلافت اپنے والد ماجد قدس سرہ' سے حاصل کی جب حضرت خواجہ صاحب گوالیار وغیرہ سے واپس ہو کر الہ آباد تشریف لائے اور قیام پذیر ہوئے تو آپ اجازت لے کر مع اہل و عیال عظیم آباد تشریف لائے اور آخر عمر تک مقیم رہے۔ ۴ رجب المرجب ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو پچاس برس کی عمر میں عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ مزار شریف عظیم آباد پٹنہ محلہ میتن گھاٹ میں ہے۔

۵۴۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالحسن قدس سرہ'

خواجہ ابوالحسن ابن اصغر حضرت خواجہ ابوالبرکات قدس سرہ' آپ ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) میں بمقام بنارس پیدا ہوئے تعلیم و تربیت علوم ظاہر و باطن و بیعت و ارشاد و خلافت و اجازت اپنے والد قدس سرہ' سے حاصل کی اور والد ماجد قدس سرہ' کے سامنے ہی مسند رشاد پر جلوہ افروز ہو کر طالبان مولا کی ہدایت اور خلق کی دستگیری میں مصروف ہوئے ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۰ء) میں حسب طلب مہاراجہ گوالیار والد ماجد قدس سرہ' سے اجازت لے کر گوالیار تشریف لے گئے اور چودہ سال تک بہت اقتدار کے ساتھ وہاں مقیم رہے بعدہ' الہ آباد آگئے۔ بعد وصال حضرت قطب العاشقین شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' ۱۲۵۸ھ

(۱۸۴۲ء) میں مسماۃ بیجابائی کے ہمراہ حج بیت اللہ کیلئے تشریف لے گئے بعد ادائے حج و زیارت حرمین الشریفین ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) میں ہندوستان واپس آئے اور الہ آباد ہی میں ٹھہرے۔ ۱۲۶۱ھ (۱۸۴۵ء) میں عظیم آباد پہنچ کر عزیز و اقارب سے ملے پھر تشریف لے جانے کی نوبت نہ آئی۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) کو اٹھاون برس کی عمر میں مقام صاحب گنج گیا میں انتقال کیا۔ لوگوں نے نعش مبارک عظیم آباد پٹنہ لے جاکر حضرت عشق قدس سرہ' کے تکیہ میں دفن کی۔

۵۵۔ حضرت شاہ احمد حسین عرف چھوٹے حضرتؒ

چھوٹے صاحبزادہ حضرت شاہ رکن الدین عشق قدس سرہ' کے ہیں ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۴ء) میں بمقام عظیم آباد پیدا ہوئے۔ حضرت عشق قدس سرہ' کے وصال کے وقت آپ کا سن شریف چار سال کا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں کتب درسی عربی و فارسی سے فراغت کر کے نعمات باطنیہ کے حصول کی طرف راغب ہوئے اور حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' سے بیعت حاصل کر کے خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نہایت وجیہہ و شکیل اور انتہا درجہ کے خلیق و منکسر المزاج تھے پیرو مرشد کے ادب کا لحاظ کر کے آپ نے کبھی کسی کی بیعت نہ لی۔ ناظر خیر اللہ بیگ مرحوم کی صاحبزادی سے شادی ہوئی مگر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ ۳۳ سال کی عمر میں ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) ۲۹ جمادی الثانی کو انتقال فرمایا۔ مزار احاطہ میں حضرت عشق قدس سرہ' کے ہے۔

۵۶۔ حضرت شاہ خدا بخش قدس سرہ'

حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے عظیم آباد کے قیام کے زمانے میں اکثر صحبت اقدس میں حاضر رہتے اور فیوض باطن سے کامیاب ہوتے۔ کچھ دنوں بعد بیعت بھی

ں۔ صاحب نسبت و تاثیر ہو کر خلافت و اجازت سے سر فراز ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب کے گوالیار تشریف لے جانے کے بعد طالبان مولا کی رہنمائی میں مصروف ہوئے ساٹھ برس سے زیادہ سن میں ۱۳ رمضان المبارک ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) کو انتقال فرمایا۔ مزار قدس حضرت عشق قدس سرہ' کے احاطہ میں ہے۔

۵۷۔ حضرت خواجہ حسین علی خاں قدس سرہ'

خواجہ حسین علی خاںؒ ابن خواجہ کاظم خاں ابن خواجہ علی اعظم خاں ابن خواجہ محمدی خاںؒ خواجہ محمدی خان، خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار قدس سرہ' کی اولاد میں تھے اور حضرت شاہ محمد فرہاد قدس سرہ' کے مرید و مسترشد تھے۔ دہلی سے عہدہ جلیلہ پر مامور ہو کر بنگالہ تشریف لے گئے اور اسی طرف انتقال فرمایا۔ اپ کی اولاد عظیم آباد میں آباد ہوئی اور خاندان ہمیشہ نہایت معزز و محترم سمجھا گیا۔ خواجہ حسین علی خاں قدس سرہ' خود بھی اپنے زمانے کے روؤسا میں نہایت معزز تھے۔ حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے حضور میں حاضر ہو کر بیعت حاصل کی اور بعد طے مراتب سلوک خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہوئے جس زمانے میں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ' گوالیار میں تشریف رکھتے تھے آپ پیرو مرشد کی زیارت کو گوالیار پہنچے اور وہاں کی ریاست میں عہدہ جلیلہ پر مامور ہوئے لیکن بعد تشریف آوری حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ' برادشتہ خاطر ہو کر وہاں سے چلے آئے اور ضلع گیا میں مہاراجہ مترجیت سنگھ ریاست ٹکاری کے دیوان مقرر ہوئے۔ آخر عمر میں اس سے بھی مستعفی ہو کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے اور فیض بخشی نعمات باطنہ کی فرماتے رہے۔ نہایت خلیق و منکسر المزاج فقیر دوست تھے۔ ستر برس سے کچھ زیادہ کی عمر میں ۷ اجمادی الاول ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) کو عارضہ ہیضہ میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا۔ مزار مقام عظیم آباد محلہ میتن گھاٹ میں ہے۔

۵۸۔ حکیم خواجہ عبیداللہ قدس سرہ'

آپ بھی حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ' کی والاد میں تھے اور خواجہ حسین علی خاں مرحوم سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ اپنے زمانے میں حکمت وطبابت میں یکتاوطبیب شہر مانے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' سے سلسلہ ابوالعلائیہ میں بیعت کی اور نعمات طریقہ ابوالعلائیہ سے مالامال ہوئے اور خلافت واجازت بھی حاصل کی۔ سلسلہ طبابت کے ساتھ تعلیم وتربیت طریقہ ابوالعلائیہ کی فرماتے تھے۔ ستر سال کی عمر میں ۹ ذی الحجہ ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۴ء) کو انتقال فرمایا۔ مزار احاطہ درگاہ شاہ ارزاں بمقام عظیم آباد ہے۔

۵۹۔ حضرت مولانا شاہ شعیب الحق عرف شاہ مسافرؒ

آپ مرید و خلیفہ و جانشین والد حضرت شاہ منیری بہاری قدس سرہ' کے تھے اور حضرت شاہ منیری قدس سرہ' مرید و خلیفہ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک قدس سرہ' کے تھے۔ آپ کا وطن بہار شریف ہے۔ آپ بڑے عالم فاضل تھے۔ ایک عرصے تک آپ سے بھی منعمی ابوالعلائی فیض جاری رہا۔

مولانا محمد سعید عظیم آبادی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں کہ آپ نے کتب درسیہ مولوی محمد قائم رامپوری سے پڑھی تھیں اور حضرت شاہ محمد بدرالدین صاحب پھلواروی قدس سرہ' نے آپ کو ملاحسن کا شاگرد لکھا ہے۔ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ حضرت شاہ مسافر نے دونوں سے کتابیں پڑھی ہوں گی۔ اس طرح پر تطبیق دونوں اقوال میں ہو جاتی ہے ممکن ہے کہ فراغت مولوی قائم رامپوری سے ہوئی ہو کیونکہ مولانا محمد سعید صاحب کے والد خود مولوی مسافرؒ کے شاگرد تھے اس لئے مولانا محمد سعید کے قول کو ترجیح حاصل ہے واللہ اعلم۔

آپ کی ذات سے علم ظاہری و باطنی دونوں جاری رہا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے مولوی عبدالوہاب مولوی محمد باقر، مولوی محمد تقی ان لوگوں کی حیات تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ حضرت سید شاہ قمرالدین قدس سرہ' تحریر فرماتے ہیں کہ چودہ برس کی عمر میں حضور میں مولانا سید شعیب الحق مسافرؒ کے درس میں مستعد تھا اور ان کا مذہب کہ باطن میں وحدت الوجود اور ظاہر میں شہود فقط تھا۔ اپنے عقیدہ کو بطور متکلمین کے ظاہر کرتے تھے۔ آپ کے شاگرد بہت تھے۔ بعض کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

منشی واعظ علی بدر، مولانا محمد سعید صاحب، مولوی اشرف حسین استاد مولانا محمد سعید، حضرت سید شاہ قمرالدین حسین داناپوری قدس اسرارہم و مولوی بہرام شاہ و مولوی امام شاہ در بھنگوی۔ آپ نے ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) میں انتقال فرمایا۔ مزار محلہ ٹیڑھی گھاٹ شہر پٹنہ میں ہے۔ قطعہ تاریخ وفات۔ ؎

مسافر بود شاہ ملک عرفان　　برایں معنیست اجماع اکابر
چو رحلت کرد گفتم سال تاریخ　　"شد از دنیا سوئے جنت مسافر"
۱۲۸۷ھ

۶۰۔ حضرت شاہ لطیف علی عرف خواجہ میاں جانؒ

حضرت شاہ لطیف علیؒ بن خواجہ لطف علیؒ کی بیعت حضرت خواجہ سید شاہ ابوالحسن قدس سرہ' سے ہوئی۔ بیعت لے کر وہ گیا تشریف لے گئے اور وہیں وصال ہو گیا۔ اور آپ سجادگی پر حضرت عشق قدس سرہ' کے بیٹھے اور تعلیم باطنی و اجازت و خلافت آپ نے حضرت شاہ وجہ اللہ قدس سرہ' سے حاصل کیا۔ وفات آپ کی ۲۷ ذی الحجہ بروز جمعہ ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) میں ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا احاطہ حضرت عشق قدس سرہ' میں واقع ہے۔ آپ کے چار خلیفہ ہوئے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت خواجہ امجد حسین عرف شاہ امیر مرزا۔ مولانا مولوی حفیظ الدین پورنیہ

حضرت شاہ عبدالقادر گیاوی۔ حضرت مولوی حسن جان صاحب حسن شہسرامی۔

۶۱۔ حضرت خواجہ سید شاہ امجد حسین عرف شاہ امیر مرزاؒ

آپ کی ولادت ۱۲۶۳ھ (۱۸۴۷ء) میں ہوئی۔ جب سن شعور کو پہنچے تو تحصیل علم ظاہری جناب مولوی کمال صاحب اور مولانا محمد سعید صاحب و حکیم غلام علی صاحب سے کی اور علوم باطنی کی تکمیل اپنے والد ماجد قدس سرہ' سے حاصل کی۔ اجازت و خلاف طریقہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ سہروردیہ وغیرہ سے مشرف ہو کر بحکم اجازت پیر، منیر شریف میں اپنے خسر جناب سید شاہ امجد حسین قدس سرہ' سے اجازت و خلافت چہاردہ خانوادہ حاصل کیا۔ بعون عنایت الہٰی کچھ ایسی استعداد حاصل تھی کہ طالبان حق کو برابر درس کلام اللہ شریف و مثنوی سے مستفید فرماتے رہے۔ وفات آپ کی تاریخ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ (۱۹۱۸ء) کو ہوئی۔ آپ کی جگہ پر سجادہ نشین آپ کے صاحبزادے خواجہ سید شاہ حمید الدین صاحب ہیں اور سلسلہ رشد وارشاد کا جاری ہے۔

۶۲۰۔ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ'

آپ حضرت مخدوم شاہ شعیب قدس سرہ' کی اولاد میں ہیں۔ حضرت سید شاہ عطا حسین قدس سرہ 'کنزالانساب' میں آپ کا نسب نامہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔ مخدوم شاہ حسن علی ابن شاہ اکرم ابن شاہ ابوالفتح ابن شاہ عبدالرزاق ابن شاہ محمد جمال ابن شاہ محمد فیروزالدین ابن شاہ محمد نظام الدین ابن شاہ مظفر ابن مخدوم شاہ شعیب قدس اسرار ہم۔ مگر جناب شاہ عبدالقادر قدس سرہ 'انوارولایت' میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کا نسب واسطہ بندگی شاہ خدا بخش ابن مخدوم شاہ مظفر ابن مخدوم شاہ شعیبؒ حضرت امام تاج فقیہ سے ملتا ہے۔ حالانکہ شاہ خدابخش چوتھے فرزند حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ کے تھے اور شاہ نظام الدین ابن شاہ مظفر کی

شادی آپ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ الغرض آپ ۱۱۴۲ھ (۱۷۳۰ء) میں بمقام شیخ پورہ کلاں ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے۔ آپ ولی مادر زاد تھے۔ بارہ برس کے سن میں علم باطن حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ حضرت مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ کی صحبت میں حاضر ہوئے اکیسویں برس آپ نے سلسلہ عالیہ فردوسیہ میں حضرت مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ' سے بیعت کی چونکہ حضرت مخدوم کے کوئی اولاد نہ تھی اور آپ سے بہ سبب قرب وجوار کے کوئی قرابت بھی تھی لہذا حضرت مخدوم آپ کو بجائے فرزند کے سمجھتے تھے اور غایت درجہ شفقت فرماتے تھے۔

جناب شاہ محمد واجد صاحب نو آبادی مرحوم تذکرۃ الابرار ترجمہ ذکر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' نواسے (۱) و خلیفہ اکمل وافضل حضرت مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ' کے تھے۔ المختصر آپ برابر صحبت اقدس میں حاضر رہ کر تعلیم و تربیت سلسلہ ابوالعلائیہ کی پاتے رہے اور دقائق و عرفان سے آگاہ و نعمات باطنیہ سے معمور ہو کر مشرف بہ خلافت ہوئے اور ۲۳ برس تک برابر حضرت مخدوم کی صحبت میں حاضر رہ کر ریاضات و مجاہدات کرتے رہے۔ جب آپ کی عمر بیالیس برس کی ہوئی اس وقت حضرت مخدوم شاہ محمد منعم پاک بازؒ نے وصال فرمایا بعد وصال حضرت منعم پاکباز کے آپ نے محلہ خواجہ کلاں گھاٹ میں مکان خرید کر قیام فرمایا اور تامدت حیات یہیں پر مقیم رہے اور طالبان حق کی تربیت و تعلیم میں مشغول رہے۔ چونکہ آپ ولی مادر زاد تھے لہٰذا ایام صغر سنی سے کرامات کا اظہار ہوتا رہا۔ ہزاروں کرامتیں آپ سے سرزد ہوئیں اور برابر تجرید و تفرید میں عمر بسر فرمائی اور کبھی متاہل نہ ہوئے۔ آپ کی وفات ۲۸ ربیع الاول بروز چہار شنبہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا پٹنہ محلہ خواجہ کلاں گھاٹ میں ہے۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت شاہ جلال الدین قدس سرہ' جو مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' کے حقیقی بھائی شاہ عالم علی قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے اور حضرت کے مرید و خلیفہ بھی تھے، مسند ارشاد پر بیٹھے۔ چند سال تک طالبان کی فیض بخشی کرتے رہے ان کے بعد آپ کے بھانجے شاہ مہدی علی

صاحب اور ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ واعظ علی قدس سرہ ' اور ان کے بعد ان کے نواسے شاہ علی احمد صاحب جانشین رہے۔

آپ کے خلفاء۔ حکیم شاہ فرحت اللہ المخاطب بہ حسن دوست کریم چکی و شاہ جلال الدین و حضرت مولانا عبد الغنی قدس سرہ ' پھلواروی و شاہ حیات اللہ و شاہ عماد الدین و حضرت مخدوم سید شاہ یحیٰی علی قدس سرہ ' نو آبادی، سید شاہ سلطان احمد ابن سید شاہ غلام حسین قدس سرہ ' داناپوری و شاہ وارث علی و شاہ فہم اللہ قدس اسرار اہم۔

(۱) اس سے بھی مطلب ہے کہ رشتہ کے نواسے ہوں گے ورنہ حضرت مخدوم کو برابر تجرد رہا اور کبھی متاہل نہ ہوئے۔ کوئی آل اولاد آپ کی خاص نہیں ہے۔ (مولف)

۶۳۔ حضرت شاہ اہل اللہ کلاں قدس سرہ '

آپ حضرت قطب العالم مخدوم شاہ محمد منعم قدس سرہ ' کی خدمت میں دہلی میں حاضر ہوئے اور بعد حصول بیعت بیس سال تک برابر سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ ایک لمحہ بھی مفارقت نہ کی۔ دہلی سے عظیم آباد حضرت کے ساتھ ہی تشریف لائے۔ بعد وصال حضرت قطب العالم چند سال زندہ رہ کر رحلت کی اور حضرت ہی کے احاطہ میں دفن ہوئے تاریخ انتقال معلوم نہ ہو سکی۔

۶۴۔ حضرت شاہ کالے قدس سرہ '

حضرت شاہ کالے قدس سرہ ' بھی قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کا احوال بھی نہیں ملتا ہے مگر صاحب تذکرۃ الکرام نے لکھا ہے کہ پٹنہ شہر کے پچھم دروازہ پر کوئی مجذوب صاحب شاہ کالے رہا کرتے تھے۔ آپ کے بہت کچھ تصرفات لوگوں نے دیکھے ہیں اور آپ کی ولایت و کرامت کے قائل تھے۔ یہ ہمیشہ ننگے رہا کرتے تھے مگر جب حضرت تاج العارفین شاہ مجیب اللہ قدس سرہ ' پھلواروی بغل میں کتاب دبائے ادھر سے نکلتے تو حضرت مجذوب

ـب حاضرین میں سے کسی سے چادر لے کر اپنے بدن کو ڈھانک لیا کرتے تھے اور کہتے کہ یہ جوان عجیب شان رکھتا ہے۔ حضرت تاج العارفین نے انہیں ننگا کبھی نہ پایا۔ مزار آپ کا محلہ ـادق پور میں سڑک سے اتر جانب واقع ہے اور اس پر بہت بڑا گنبد ہے اور اس گنبد کے دروازہ پر یہ قطعہ تاریخ لکھا ہے۔

شاہ کالے حبیب یزدانی یافت نعمت ز مرتضیٰ ثانی
گفت رزاق سال تاریخش گو "محب اتیت ربانی"

۱۲۲۴ھ

قل آپ کا ہر سال ۲۰ صفر کو ہوا کرتا ہے۔

۶۵۔ حضرت شاہ حمزہ علی قدس سرہ'

آپ ایک بزرگ کامل و آزاد تھے اور ترک علائق و کشف دقائق و قناعت و عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ نے بتاریخ ۲۰ محرم ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۰ء) کو وفات پائی۔ مزار آپ کا محلّہ مہراج گنج آبادی سے باہر دکھن جانب واقع ہے اور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔ قطعہ تاریخ از حضرت یاس مرحوم۔

عاشق حق مجرد و آزاد شاہ حمزہ علی پاک وجود
چوں ز مولا صدائے عشق شنید در رہ گام ذوق کشود
بد در جستجوئے تاریخش سر فرد بردہ احمد بے بود
از لب یاس گفت ہاتف غیب بردہ بستر بدر گہ معبود

۱۲۳۶ھ

بعد آپ کے حضرت شاہ یٰسین قدس سرہ' جانشین ہوئے۔ حضرت شاہ یٰسین قدس سرہ نے ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۶ء) میں انتقال فرمایا تو ان کے بعد سے کوئی سجادہ نشین ایسا نہ ہوا جو قابل ذکر ہو بالفعل عظیم شاہ سجادہ نشین ہیں اور عرس آپ کا ۲۰ محرم کو کرتے ہیں۔

۶۶۔ حضرت مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فایض قدس سرہ'

آپ کا مولد دیوریہ پرگنہ ارول ضلع گیا ہے اور آپ کا نسب حضرت آدم صوفی تک یوں پہنچتا ہے کہ حضرت شاہ ابوالبرکات محمد فایض ابن شیخ ابو سعید ابن شیخ شاہ محمد ابن شاہ تیم اللہ ابن مخدوم شاہ حمید الدین ابن مخدوم آدم صوفیؒ۔ آپ جب سن شعور کو پہنچے تو بمقام بھاگل پور خدمت میں اپنے پھوپھا حضرت مولانا شہباز محمد قدس سرہ' متوفی ۱۰۵۰ھ (۱۶۴۰ء) کے پہنچے اور آپ سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی تکمیل کے ساتھ کی اور سالہائے دراز تک وہاں اقامت فرمائی۔ حضرت مولانا قدس سرہ' نے اپنی دختر نیک اختر سے عقد نکاح کر دیا۔ اس کے بعد سیر و سیاحت شروع کی اور جابجا بزرگان طریقت و علمائے شریعت سے مستفید ہوتے ہوئے دہلی پہنچے۔ وہاں سے لاہور اور ملتان وغیرہ کی سیر کی پھر وہاں سے مراجعت کر کے بھاگل پور پہنچے اور وہاں سے حسب الحکم جناب مولانا شہباز محمد قدس سرہ' شہر پٹنہ تشریف لائے اور محلہ تموہیہ میں اقامت گزیں ہوئے اس وقت محلہ تموہیہ جنگل کی صورت میں تھا۔ اس کے بیچ میں ایک بلندی بطور گڑھ کے تھی اس میں آپ نے ایک حجرہ بنا کر قیام فرمایا اور ایک مسجد اور ایک خانقاہ بنوائی جو اس وقت جمعہ مسجد تموہیہ کے نام سے مشہور ہے اور خلق خدا کی ہدایت اور تعلیم علوم ظاہری و باطنی میں مصروف ہوئے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں مرزا آپ کا صحن مسجد جمعہ تموہیہ میں ہے۔

۶۷۔ حضرت مولانا شاہ ابوتراب محمد منور قدس سرہ'

آپ مولانا شاہ ابوالبرکات محمد فایض قدس سرہ' کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے تحصیل علوم ظاہری و باطنی اپنے پدر بزرگوار سے کی اور مرید ہو کر اجازت و خلافت سے بھی

پنے پدر بزرگوار کے مشرف ہوئے۔ بعد اس کے سفر کرتے ہوئے لاہور پہنچے اور وہاں حضرت ملا شیخ غلام محمدؒ سے تکمیل علوم فرمائی پھر وہاں سے پٹنہ تشریف لائے اور اپنے دولت کدے میں پہنچ کر ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہوئے بعد چند دنوں کے وفات پائی۔ مزار آپ کا صحن جمعہ مسجد نموہیہ شہر پٹنہ میں ہے۔

۶۸۔ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر محمد انور قدس سرہ'

آپ حضرت مولانا شاہ ابو تراب محمد منور قدس سرہ' کے صاحبزادے ہیں۔ آپ نے تحصیل علوم ظاہری وباطنی اپنے پدر بزرگوار سے کی اور درجہ کمال کو پہنچے اور اپنے والد کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سند اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے اور سلسلہ رشد و ارشاد جاری فرمایا اور سینکڑوں آدمی آپ سے مستفید ہوئے۔ مزار آپ کا پشت جمعہ مسجد نموہیہ شہر پٹنہ میں ہے۔

۶۹۔ حضرت مولانا شاہ محمد عزیز قدس سرہ'

مولانا شاہ محمد عزیزؒ ابن حضرت شاہ مولانا ابوالخیر محمد انور قدس سرہ'۔ لقب آپ کا درگاہی تھا۔ آپ اپنے وقت کے بڑے سالک تھے۔ مرید اپنے والد بزرگوار سے ہوئے اور اجازت وخلافت بھی اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی۔ صدہا آپ کے مرید تھے۔ نواب ناظم صوبہ بہار اور بڑے بڑے ارکین سلطنت واہل دل آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور فیضیاب ہوئے اور علماء وفضلاء بھی آپ سے بہرہ ور ہوئے مزار آپ کا پشت جمعہ مسجد نموہیہ شہر پٹنہ میں ہے۔

۷۰۔ حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ‘

آپ حضرت شاہ محمد عزیز عرف شاہ درگاہی قدس سرہ‘ کے صاحبزادہ ہیں آپ اپنے وقت کے بڑے سالک اور پیشوائے وقت گزرے ہیں تمام سکنائے محلہ تموہیہ و موضع دیوریہ و شہر گھاٹی وغیرہ اور اکثر اہل صادق پور آپ ہی کے مرید تھے۔ وفات آپ کی ۸ماہ محرم ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۲ء) میں ہوئی۔ مزار آپ کا پشت جمعہ مسجد تموہیہ شہر پٹنہ میں ہے۔

۷۱۔ حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ‘

شاہ محمد حسین ابن حضرت شاہ محمد معز ابن حضرت شاہ محمد عزیز عرف درگاہی قدس اسرار ہم۔ آپ ۱۲۰۳ھ (۱۷۸۸ء) میں پیدا ہوئے۔ جب سن شعور کو پہنچے تو اپنے چچا شاہ محمد کریم قدس سرہ‘ سے دینیات کی تعلیم پائی اور بیعت کر کے اجازت و خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ بڑے عابد و زاہد تھے۔ جب حضرت سید احمد صاحب بریلوی قدس سرہ‘ تشریف لائے اس وقت آپ سید صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کا وعظ سن کر بہت متاثر ہوئے اور چاہا کہ بیعت بھی حاصل کریں لیکن پہلے اپنے چچا سے بیعت کر چکے تھے للہذا بغیر اجازت ان کے دوسری بیعت کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے چچا پیر و مرشد حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ‘ سے کل کیفیت سید صاحب کی عرض کی آپ نے بہ طیب خاطر اجازت بیعت کی دی اور فرمایا۔ ”متاع نیک بر دکان کہ باشد“۔ تب آپ نے حضرت سید صاحب کو اپنے گھر مدعو کیا اور مرید ہوئے اور سید صاحب نے آپ کو خلافت بھی دی اور اس وقت سے آپ برابر ہدایت وارشاد کے کاموں کو شب و روز نہایت سرگرمی سے انجام دیتے رہے لاکھوں آدمی آپ سے مرید ہوئے بہتیری مسجدوں کو جو ویران پڑی تھیں آپ نے آباد کرایا۔ چنانچہ

۔ مسجد نمو ہیہ کی وسعت بڑھائی اور رمضان شریف میں آپ تراویح بھی پڑھایا کرتے تھے۔
۔ (۱۸۴۵ء) میں وفات پائی۔ آپ کے بعد سے خاندان صادق پور و نمو ہیہ سے مشایخی
۔ تمہ ہو گیا اور ان کے لوگوں نے اپنا لقب اہل حدیث رکھا اور سلسلہ رشد و ارشاد و ذکر
۔ وغیرہ مفقود ہو گیا اور لوگ علمائے ظاہر میں شمار کئے جانے لگے۔

۷۲۔ حضرت شاہ قطب صاحب قدس سرہ'

محلّہ کھمرار پٹنہ میں قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔ یہ بزرگ بہت قدیم
۔ وں میں سے ہیں۔ آپ کا مزار وارث خاں کے تالاب کے متصل ریلوے لائن کے اتر
۔ میر علی محمد شاد مرحوم لکھتے ہیں کہ آپ ایسے بزرگ تھے کہ سجادہ نشینان خانقاہ شاہ
۔ بھی مشکلوں کے وقت یہاں مرادیں مانگنے اور چادر چڑھانے آئے ہیں۔ کھمرار میں اور
۔ تین بزرگ گزرے ہیں۔ شاہ برہان پیر نو آباد۔ روشن شہید۔ یہ روشن شہید وہی ہیں جو
۔ رت تاج فقیہ کے ساتھ جہاد میں لڑ کر زخمی ہوئے کھمرار میں مدفون ہوئے۔

۷۳۔ حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ'

۔ ت آپ کی ۲۷ ذیقعدہ ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۶ء) کو ہوئی۔ آپ کے والد کا نام منشی واعظ علی تھا
۔ بتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد سے پڑھیں اور کافیہ ابن حاجب تک مولوی مظہر علی
۔ حوم سے پڑھی اور چند کتابیں مولوی ابوالحسن صاحب سندی سے پڑھیں پھر تیرہ برس کے
۔ میں تحصیل علم کے شوق میں وطن کو خیر باد کہہ کر حضرت مولوی شاہ سلامت اللہ
۔ حب کی خدمت میں کانپور حاضر ہو کر بقیہ درسیات تمام کیں۔ اسی اثناء میں آپ لکھنو
تشریف لے گئے اور صدرا کے چند اسباق تیمناً تبرکاً مفتی ظہور اللہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ سے
۔ ڑھے۔ مولانا محمد سعید صاحب کی کم سنی کے زمانے میں حضرت مرزا حسن علی صاحب

محدث لکھنوی عظیم آباد تشریف لائے۔ آپ نے اس موقع پر ان کے دست حق پرست پر
بیعت طریقت کی پھر قیام کانپور کے زمانے میں حضرت شاہ نذر محمد صاحب سے فیض باطنی لیا
اور انہیں سے اجازت وخلافت حاصل کی۔ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) میں علوم ظاہری وباطنی سے
مرصع ہو کر عظیم آباد تشریف لائے۔ ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۵ء) میں حج وزیارت کے خیال سے
حرمین شریفین کا سفر کیا۔ اس موقع پر آپ نے اکثر علماء حرمین کو حدیثیں سنائیں اور ان سے
سند حدیث حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں دو بزرگ نہایت ممتاز ہیں ایک حضرت مفتی سید
احمد وجلان رحمتہ اللہ علیہ دوسرے محمد علی ابن سنوسی الحسنی الحطائی۔ حضرت مفتی
صاحب کی تصنیفات اس وقت احناف میں خاص پایہ رکھتی ہیں اور نہایت وقیع سمجھی جاتی ہیں
۔ دوسرے بزرگ وہ ہیں جن کا فیضان اس وقت عرب سے لے کر طرابلس الغرب تک جاری
ہے۔ موجودہ شیخ سنوسی آپ ہی کے خلیفہ ہیں مولانا محمد سعید صاحب حج وزیارت سے فارغ
ہو کر شعبان ۱۲۶۴ھ (۱۸۴۷ء) میں مکان واپس ہوئے۔ آپ نے اپنی تمام عمر علمی مشغلے
میں گزاری۔ ایک مدرسہ بھی آپ نے قائم کیا تھا جس میں خود تو درس دیتے ہی تھے اس کے
علاوہ اور بھی چند علماء وحفاظ کو نوکر رکھا تھا۔ بیسیوں طلبا کو اپنی طرف سے کھانا دیتے تھے اور
ان کی پوری کفالت کرتے تھے۔ آپ کو کتب بینی کا اچھا ذوق تھا۔ اس سلسلہ میں ایک کتب
خانہ جمع کیا تھا۔ جس میں اکثر کتابیں مصر اور بیروت کی چھپی ہوئی تھیں۔ بعض نادر قلمی کتابیں
تھیں جو اب تداول ایام سے ضائع ہو گئیں۔ مدرسہ میں جس قدر فتاویٰ آتے سبھوں کا جواب
خود تحریر کرتے۔ شاعری کا آپ کو ذوق کامل تھا اور اس فن میں مہارت کاملہ رکھتے تھے (۱)۔
مگر زیادہ تر کلام آپ کا فارسی میں ہوتا تھا۔ پٹنہ میں اس وقت فارسی طرحوں میں مشاعرے
ہوتے تھے آپ ان میں برابر شریک ہوتے تھے آپ کے اوقات درس وتدریس ہدایت و
تلقین اوراد و وظائف میں صرف ہوتے۔ امراء اور حکام کی ملاقات کو نہیں جاتے تھے۔
گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا تھا۔ آپ نے تہتر برس کی عمر
میں چوتھی شعبان ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۷ء) کو انتقال کیا اور اپنے مکان کے قریب محلہ مغل پورہ

۔۔۔ نون ہیں۔

آپ کی تاریخ وفات مولوی احمد کبیر صاحب مرحوم پھلواروی (۲) نے تاریخ الکملا میں ۔۔۔ ہے اس کا آخری شعر ہے۔

۔ تراشیدہ ایں عطارد گفت رضی اللہ ربہٗ بودودود

آپ کی تصنیفات سے مندرجہ ذیل کتابیں ہیں۔

تحفۃ الاخوان۔ زاد الفقیر۔ اشمام العطر فی احکام عید الفطر۔ الحلاوت العلیہ کلیات مسمی بہ ۔۔۔ البلاغۃ اور اس کا ضمیمہ مقصد البلاغۃ۔

(۱) آپ سعید اور حسرت تخلص کرتے تھے۔ آپ کا کلیات قسطاس البلاغہ پانچ حصوں پر منقسم ۔۔۔ تھے حصے میں اردو غزلیں ہیں۔ نمونہ کلام۔

۔۔۔ اشک خوں رشکِ حنائے یار پر کیا کیا
پسے عشاق کے دل دست و پائے یار پر کیا کیا

۔۔۔ اپنا جلوہ کر دیا ہر شے سے مستغنی
حسد ہے بادشاہوں کو گدائے یار پر کیا کیا

۔۔۔دم میں بھی خوبی مقسوم سے ورنہ
لٹی دولت در دولت سرائے یار پر کیا کیا

نا مجھ میں اثر ہے کچھ سعید
میں سراغ رفتگاں ہوں کیا کہوں

۔۔۔پ کر دل مجروح نے کی بے لطفی
خون سے تردامنِ قاتل نہ ہوا تھا سو ہوا

۔۔۔ پر مرے ہنس ہنس کے چھڑکتے ہو نمک
یہ مزا عشق کا حاصل نہ ہوا تھا سو ہوا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۔۔ مولوی احمد کبیر خلف اکبر مولوی حاجی محمد فرید۔ حیرت تخلص کرتے تھے۔ عدالت پٹنہ میں وکیل تھے۔ ۔۔۔ سے خاص شغف تھا۔ بہت پر گو تھے۔ تاریخ، علم عروض اور صنائع بدائع میں کمال حاصل تھا۔ ۔۔۔کملا" ۱۳۰۲ھ، دو جلدوں میں چھپی ہے۔ فارسی اور اردو دونوں میں اظہار کمال کیا۔ ۱۹۱۱ء میں انتقال ۔۔۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

۔ یہ کہہ رہی ہے صبا سے پکار کے
موسم گیا خزاں کا، دن آئے بہار کے

۔۔۔ پر خطر سے گیا بے خطر وہ شخص
جو شخص معترف ہوا اپنے گناہ کا

۔۔۔ہو گا نہ تحمل ہرگز
کرعنا دل نہ ذرا غل ہرگز

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۴۷۔ حضرت حاجی مولانا حافظ نذر الرحمٰن قدس سرہ'

پیدائش آپ کی ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۲ء) میں ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام نذر الرحمٰن رحمہُ
آپ مولانا محمد سعید حسرت قدس سرہ' کی ہمشیرہ (۱) کے نواسے تھے چونکہ مولانا ممدوح
کوئی اولاد نہ تھی۔ اس وجہ سے پرورش آپ کی مولانا کے مہد عاطفت میں ہوئی۔ بسم
خوانی کے بعد آپ حفظ کلام اللہ کے لئے عظیم آباد کے مشہور حافظ عالم علی صاحب کے
بٹھائے گئے۔ چودہ برس کے سن میں آپ حافظ ہو گئے۔ اسی سال محراب سنایا۔ حفظ کلام
کی مولانا محمد سعید قدس سرہ' نے تاریخ لکھی وہ درج ذیل ہے ؎

نذر رحمٰن کہ باد خیرش جاری — حافظ شد و عنقریب گردد قـ
جستم چو برائے سال حفظش تاریخ — دل گفت کہ "حافظ کلام بار
۱۲۹۳

مندرجہ بالا قطعہ میں آپ کے قاری ہونے کی جو پیشن گوئی کی گئی تھی وہ پوری ہ
یعنی حافظ صاحب مرحوم نے مولانا قاری عبد الرحمٰن پانی پتی سے علم تجوید حاصل کیا او
سے قرأت کی سند کے علاوہ حدیثوں کی سندیں بھی لیں۔ اکتساب علوم عقلیہ ونقلیہ مولا
سعید قدس سرہ' سے کیا۔ علاوہ ان کے اور بھی علماء سے اقتباس علمی کیا چنانچہ مولانا محمد
سے بخاری شریف اور بیضاوی پڑھی اور مولانا حکیم علی حیدر لکھنوی کچھ دنوں کے لئے
آباد چلے آئے تھے اور خانقاہ عمادیہ میں مطب کرتے تھے۔ ان سے مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑ
پھر حضرت مولانا فضل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ گنج مراد آبادی کی خدمت میں پہنچ کر احادیث
سندیں حاصل کیں۔ ۱۳۱۳ھ (۱۸۹۵ء) میں جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے
حرمین شریفین کے مشاہیر علماء محدثین کی خدمت میں حاضر ہو کر تیمناً و تبرکاً کچھ حدیث
پڑھیں اور ان سے سندیں حاصل کیں پھر ۱۳۲۵ھ (۱۹۰۷ء) میں آپ نے دوسرا حج
اس موقع پر بھی وہ علماء جو غیر ممالک سے آکر حجاز میں مقیم ہو گئے تھے ان سے اجا

حاصل کیں جن علماء و مشائخین سے آپ نے سندیں لی تھیں۔ ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ علامہ مصطفیٰ ابن محمد عقیقی الشافعی مولانا محمد سعید ابن عبدالرحمٰن مدنی۔ مولانا صدیق ابن عبدالرحمٰن کمال۔ مولانا عبدالرحمٰن ابو خضر مکی۔ مولانا محمد صالح زوادی۔ مولانا محمد علی ابن سید طاہر وتری مولانا ابوالخیر ابن عثمان جمال مکی۔ شیخ صالح ابن عبداللہ مکی شطاری رحمتہ اللہ علیہ۔ شیخ شطاری رحمتہ اللہ علیہ صرف محدث ہی نہ تھے بلکہ طریقہ شاذلیہ کے شیخ کامل تھے۔ حافظ صاحب مرحوم نے احادیث کی سندوں کے علاوہ حضرت شیخ سے شاذلیہ طریقہ کی اجازت و خلافت بھی لی۔ مولانا محمد سعید قدس سرہ' حافظ صاحب مرحوم کو بہت مانتے تھے۔ اپنی زندگی ہی میں مولانا نے انہیں اپنا ولی عہد و خلیفہ بنا کر تمام سلاسل طریقت کی اجازت تامہ عطا فرمائی۔ مولانا کے انتقال کے بعد بروز چہارم حافظ صاحب مرحوم کی دستار بندی اور جانشینی کی رسم انجام پائی۔ سجادگی کے بعد آپ کو اجرائے سلسلہ بیعت کا موقع کم ملا۔ آپ کو بھی شعر گوئی میں مہارت تامہ حاصل تھی عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں بہت بہتر اشعار کہتے تھے۔ تخلص آپ کا حفیظ ہے (۲)۔ چنانچہ ایک دیوان اپنا حافظ صاحب نے مرتب کر کے نظم دل فریب کے نام سے ۱۳۱۶ھ (۱۸۹۸ء) میں شائع کیا اور دوسرے دیوان کی بھی ترتیب دے چکے تھے اور اس کے چھپوانے کا قصد تھا مگر افسوس کہ وہ مسودہ ضائع ہو گیا پھر آخر میں کچھ کلام مرتب کیا تھا مگر اس کے چھپنے کا موقع نہ ملا۔ آپ کو استسقاء کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضے میں ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ (۱۹۲۴ء) کو اس دار فانی سے رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تالیف سے تین کتابیں ایک میلاد کا رسالہ ہے جس کا نام وسیلۃ النجاۃ ہے جو شائع ہو گیا ہے اور دو دیوان ایک مطبوعہ اور ایک قلمی ہے۔

آپ کے خلفاء: شاہ محمد خلیل الرحمٰن سلمہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے صاحبزادے و سجادہ نشین ہیں۔ مولوی مسلم صاحب نظام پوری و مولوی عبدالرزاق مرحوم بے کس جبل پوری اور مولانا مولوی سید شاہ محمد صبیح الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عمادی مجیبی ہیں۔ عزیزی مولانا مولوی سید شاہ صبیح الحق صاحب نے آپ سے شاذلیہ طریقہ کی خلافت اور احادیث کی

اجازت لی تھی۔

(۱) آپ مولانا محمد سعیدؒ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد حمیدؒ کے نواسے تھے۔ یہ حقیقت شاہ نذر الرحمنؒ کے نواسے سید شاہ قیام الدین صاحب مقیم کراچی سے معلوم ہوئی۔ سید شاہ قیام الدین صاحب نے موصوف کی تصانیف کی مکمل فہرست عطا فرمائی جو ذیل میں دی جاتی ہے۔

۱۔ الصلوٰۃ (دو حصے) ۲۔ چہل حدیث ۳۔ اوائل حج ۴۔ مسلسلات ۵۔ وسیلۃ النجات ۶۔ نظم دل فریب ۷۔ خم خانہ ازل (دیوان دوم) ۸۔ دیوان فارسی ۹۔ نغمہ قیصری۔ ان کے علاوہ نظم و نثر اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ نعمت اللہ۔

(۲) حضرت ازل لکھنوی جب عظیم آباد میں قیام پذیر تھے، ان سے شاعری میں اصلاحیں لیں۔ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں بہتر اشعار کہتے تھے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

آگئی یاد شام غم یہ شب تار دیکھ کر — رو دئے زارزار ہم کنج مزار دیکھ کر

کسی کا شیوہ ہے بیداد کرنا — تحمل او دلِ ناشاد کرنا

منتخب ہم ہوئے سزا کے لئے — کیوں یہ کس جرم کس خطا کے لئے

بندگی اور ان بتوں کی حفیظ — قہر ہے بندۂ خدا کے لئے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۷۵۔ پھلواری شریف

مشہور ہے کہ یہ متبرک قصبہ پھلواری تخمیناً ہزار برس سے آباد ہے۔ مگر اسلامی آبادی اس کی حضرت مخدوم سید منہاج الدین راستی قدس سرہ ٗ کی جلوہ افروزی کے بعد سے سنی جاتی ہے۔ مخدوم صاحب کے پہلے بھی اولیاء کرام کا وجود پایا جاتا تھا اور ان کے مزارات کے نشان بھی ملتے ہیں۔ مگر حضرت مخدوم کے کتنے پہلے فیوضات سے یہاں کے لوگوں کو استفادہ حاصل ہوا۔ اس کی تحقیق نہیں ہے اور یہی سنا جاتا ہے کہ اسلامی آبادی سے پہلے یہ قصبہ سنیاسی فقراء جوگیوں کا مولد و مسکن رہا ہے اور انہیں فقرا کی دریافت سے حضرت مخدوم کی جلوہ افروزی اور مسلمانوں کی آبادی ہونے کی خبر سنی گئی تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مخدوم سے پہلے کا کوئی صحیح واقعہ معلوم نہیں ہوتا اور نہ کوئی قابل تسلیم حالت کا پتہ چلتا ہے۔ پھلواری شریف شہر پٹنہ سے تقریباً چھ، سات کلو میٹر مغرب میں واقع ہے۔ یہ بستی حضرت مخدوم منہاج الدین راستی ؒ، خواجہ عماد الدین قلندرؒ اور پیر مجیب اللہ ؒ سے لے کر آج تک علم و عرفان کا مرکز رہی ہے۔

۷۶۔ حضرت مخدوم سید منہاج الدین راستی قدس سرہٗ

آٹھوں صدی کے اوائل میں حضرت مخدوم سید منہاج الدین راستی فردوسی قدس سرہٗ، حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم الملک شرف الدین بہاری قدس سرہٗ کے فرستادہ ہدایت خلق کے لئے تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد البتہ یہاں کی اسلامی آبادی کو فروغ ہوا۔ اور خلق آپ کے روحانی برکات سے فیض یاب ہوئی اور صدہا کفارو مشرکین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ کا اصلی وطن صاحب تذکرۃ الکرام کی روایت کے مطابق گیلان تھا۔ نسبی حیثیت سے حسینی رضوی سید تھے اور بعض فرامین میں جو آپ کی خانقاہ کے متعلق مصارف وقف کرنے کے لئے بادشاہ وقت کی طرف سے حکام وقت کے نام سے صادر ہوئے تھے ان میں آپ کو حضرت غوث پاکؒ کی اولاد سے لکھا ہے۔ لیکن جو نسب نامہ آپ کا میری نظر سے گزرا ہے اس میں غوث پاکؒ سے صلبی تعلق ثابت نہیں ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ جزئیت آپ کو کسی طرح پہنچی ہو۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: مخدوم سید منہاج الدین راستی جیلانی قدس سرہٗ بن سید تاج الدین بن سید عبدالرحمٰن بن سید عبدالکریم مشہدی بن سید اسمٰعیل مشہدی بن سید مصطفےٰ بن سید حسین مشہدی بن سید علی موسیٰ رضا۔

والد آپ کے حضرت تاج الدین راستی اپنے زمانے کے خدارسیدہ بزرگ اور اولیاء کاملین سے تھے۔ ہزاروں ان کے باطنی فیوضات سے منزل مقصود تک پہنچے تھے۔ مخدوم کو ابتدا طفولیت سے اپنے والد ہی سے عقیدت تھی۔ ابتدائی کچھ کتابیں آپ نے اپنے والد سے پڑھی تھیں۔ جب شعور پایا تو کسب سلوک کا خیال پیدا ہوا اور والد سے یہ تمنا ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا اے منہاج الدین قسمت تمہاری ہندوستان میں ہے۔ تمہاری تعلیم و تربیت اور باطنی کشود بہار کے فخر اولیاء حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مخدوم شاہ شرف الدین احمد یحیٰی

منیری قدس سرہ' کی روحانی توجہات سے ہو گی۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ انہیں کے فیض صحبت سے تمہاری مرادیں حاصل ہوں گی۔ مخدوم نے فرمایا کہ آپ کی عمر شریف حد شیخوخیت تک پہنچ چکی ہے قویٰ محتاج خدمت ہو رہے ہیں۔ ایسی حالت میں آپ کی خدمت سے جدا رہنا آپ کے حق میں باعث تکلیف ہونے کے علاوہ میرے لئے سعادت سے محرومی بھی ہے۔ آپ نے فرمایا تم اس کا غم نہ کرو۔ مخدوم نے عرض کیا کہ جب میں اس دیار میں جاؤں گا تو مجھ کو حضور کی خبر کیوں کر ملا کرے گی۔ آپ نے فرمایا جب میں دنیا سے گزر جاؤں گا تو خلق تمہیں میرے نام سے یاد کرے گی۔ اس دن سمجھنا کہ میں اب تم سے قیامت کے دن ملوں گا۔ چنانچہ مخدوم کو اپنے والد کی رحلت کی خبر اسی طرح ملی کہ ایک دن آپ حجرے میں اذکار و اشغال میں مشغول تھے کہ آپ کے پیر حضرت مخدوم الملک قدس سرہ' نے "اے راستی بیا" کہہ کر آواز دی۔ بہ مجرد سننے اس آواز کے مخدوم پر گریہ مستولی ہوا اور روتے ہوئے شیخ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ دوسرے یاران جو اس راز سے ناواقف تھے متعجب ہوئے کہ جو شخص اپنے شیخ کی طرف سے مخاطب راستی کے خطاب سے ہوا اس کی مسرت کی حد نہ ہونی چاہیے تھی۔ یہ بجائے مسرت کے روتے ہیں۔ بہت تعجب کا مقام ہے مخدوم الملک قدس سرہ' پر یاروں کا یہ خطرہ منکشف ہوا۔ آپ نے فرمایا جس کا بزرگ باپ دنیا سے گزر جائے پھر وہ کیوں نہ روئے آخر اس دن سے مخدوم راستی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ الغرض حسب الحکم والد کے مخدوم بہار پہنچے اور حضرت مخدوم الملک قدس سرہ' کے فیض صحبت میں مدتوں رہ کر فائز المرام ہوئے اور بڑے بڑے ریاضات شاقہ کئے۔ تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے کہ مشق سلوک کے زمانے میں مخدوم نے اکثر پہاڑوں میں زندگی بسر کی ہے اور سالہائے دراز تک چلہ کش رہے ہیں۔ مشہور ہے کہ تین سال کامل تک مخدوم برابر (۱) کے پہاڑ پر چلہ کش رہے ہیں اور اثنائے چلہ میں ایک شیر نے آپ پر حملہ کیا جس کو آپ نے اپنی کھڑاون سے ایسا صدمہ پہنچایا کہ وہ اسی جگہ سرد ہو گیا۔ اور جسم سے اس کے جس قدر خون بہہ کر پتھروں پر جم گیا تھا ہنوز اس کا تازہ اثر باقی ہے۔ شاہ ابو الحیوٰۃ قدس سرہ' لکھتے ہیں کہ میرے ایک دینی

بھائی میاں علی احمدؒ عظیم آبادی نے اس پہاڑ پر جاکر اس کرامت کا معائنہ بہ چشم خود کیا ان کا بیان تھا کہ حضرت مخدوم کے زمانے سے لے کر آج تک جس کو ساڑھے چار سو برس کی مدت گزری اس وقت تک پتھروں پر تازہ خون کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ریاضات و مجاہدات کے بعد حضرت مخدوم الملک قدس سرہ' کی طرف سے تربیت و تعلیم خلق کے لئے ممتاز و مفخر ہوئے اور قصبہ پھلواری کی ولایت آپ کو سپرد ہوئی۔ مخدوم حسب الحکم پیر کے پھلواری تشریف لائے اور باب ولایت کھولا۔ مدت دراز تک کوئی طالب آپ کی جناب میں نہ آیا۔ اسی کی شکایت آپ نے حضرت مخدوم الملک قدس سرہ' کے حضور میں لکھ بھیجی۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ تم اس جگہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہو۔ پھلواری کوئی معمولی جگہ نہیں ہے در حقیقت وہ جگہ بستان نجات ہے۔ ایک زمانہ وہاں ایسا آئے گا جس میں صدہا اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔ ہر شخص اس جگہ کا خواہش مند ہے۔ چونکہ میں تمہیں زیادہ عزیز رکھتا ہوں اس لئے وہاں کی خدمت تمہارے سپرد کی۔ مخدوم نے اس کے بعد سے مصمم ارادہ اقامت کا کر لیا اور ارشاد و ہدایت خلق میں مصروف رہے اور آپ کے صلب سے بکثرت اولاد وجود میں آئی جن سے آپ کا نسبی سلسلہ جاری ہے۔ آپ کی اولاد میں مدت ہائے دراز تک علم و عرفان باقی رہا اور ان میں سے اکثر دربار شاہی میں مناصب جلیلہ پر بھی ممتاز رہے جن کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ وفات آپ کی ۲۹ ذی الحجہ ۷۸۶ھ (۱۳۸۵ء) کو ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا آبادی سے اتر جانب واقع ہے جو زیارت گاہ عالم ہے اور اسی احاطہ میں مخدوم قدس سرہ' کے سرہانے آپ کے استاد سید محمد عباس قدس سرہ' کا مزار ہے۔ مشہور یوں ہے کہ مخدوم صاحب کی وصیت ہے کہ جو شخص ہماری قبر پہ آئے وہ فاتحہ ہمارے استاد کی پڑھے بعد اس کے ہماری قبر پر۔ چنانچہ یہی طرز عمل آج تک جاری ہے۔

(۱) بہار میں ایک پہاڑ کا نام۔

۷۷۔ حضرت خاصہ وخلاصہ قدس اسرا ہما

حضرت خاصہؒ و خلاصہؒ یہ دونوں بزرگ برادر حقیقی تھے۔ مشہور یہ ہے کہ خواہر زادہ حضرت مخدوم سید راستی قدس سرہ' کے تھے دونوں بزرگوں کے مزار حضرت شاہ نعمت اللہ پھلواری قدس سرہ' کے باغ سے پچھّم جانب پچاس ساٹھ قدم کے فاصلہ پر بر سر راہ ایک ہی چبوترہ پر واقع ہیں۔ دونوں قبریں بالکل متصل اور برابر ہیں۔ حاجات روائی خلق کے لئے حکم اکثیر کارر کھتے ہیں۔ مخدوم سید راستی قدس سرہ' نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو بر آمد کار جلد مقصود ہو مزار پر خاصہ خلاصہ کے جائے آپ قدمائے اولیاء اللہ میں سے ہیں اور نظر عنایت ہر خاص وعام حاضرین مزار پر ہوتی ہے۔ واسطے شفائے مرض خارشت و دنبل نیاز میں آپ کے سواسیر گلگلہ بوزن پختہ مجرب ثابت ہوا ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۷۸۔ حضرت حاجی الحرمین قدس سرہ'

آپ بھی یکے از قدمائے اہل مزار اس دیار کے ہیں معلوم نہیں کہ کس شہر سے آئے تھے اور کتنا زمانہ آپ کی وفات کو گزرا۔ مشہور ہے کہ شہیدوں مین ہیں۔ اس جگہ انگلی پائی گئی تھی کہ اس کو اس جگہ دفن کیا گیا۔ مزار شریف قبرستان مغربی قصبہ پھلواری میں واقع ہے تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۷۹۔ حضرت عاشق شہید قدس سرہ'

آپ بھی از قدمائے اہل مزار اس قصبہ پھلواری کے ہیں۔ بہت صاحب تصرف و حاجات روا ہیں معلوم نہیں کہاں سے تشریف لائے اور کتنا زمانہ گزار۔ مشہور ہے کہ حضرت بھی شہیدوں میں ہیں۔ مزار شریف بیرون قصبہ پھلواری جانب شمال ایک میدان میں واقع

ہے۔ مزار سے آپ کے بہت کچھ تصرفات ظاہر ہوئے ہیں تاریخ وفات معلوم نہیں۔

۸۰۔ حضرت سید شاہ محمد قادری شہباز پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ والد ماجد حضرت مخدوم بدر الدین بدر عالم قادریؒ کے تھے اور آپ حضرت قمیص قادریؒ کے خلیفہ تھے۔ مزار شریف آپ کا موضع شہباز پور (جو قصبہ پھلواری سے جانب شمال قریب پاؤ میل ہے) بستی سے پورب جانب آبادی سے متصل بر سر راہ واقع ہے مزار سے اکثر تصرفات کے واقعے سنے گئے ہیں۔ تاریخ وفات معلوم نہیں ہے۔

۸۱۔ حضرت مخدوم بدر الدین بدر عالم شہباز پوریؒ

آپ کو بلاواسطہ فیض حضرت قمیص قادریؒ سے پہنچا ہے اور مرید و خلیفہ اعظم حضرت کے ہیں اور حضرت سید شاہ محمد قادری قدس سرہ، پدر بزرگوار سے آپ نے بھی اجازت خلافت قمیصیہ حاصل فرمائی ہے۔ آپ اپنے زمانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور سلسلہ قمیصیہ میں خاتم الکاملین تھے۔ مزار آپ کا بر آمد حاجات کے واسطے بہت پر اثر ہے۔ تاریخ وفات پانزدہم شعبان ہے۔ اس تاریخ کو آپ کا عرس بمقام شہباز پور مزار پر ہوا کرتا تھا اب موقوف ہو گیا۔

نسب نامہ آپ کا یہ ہے: حضرت مخدوم سید بدر الدین و سید صدر جہاں ابنائے میر سید شاہ محمد بن سید کفایت الدین بن سید بدر الدین بن سید کریم الدین بن سید نور الدین بن سید مومن بن سید تاج الدین بن سید بہاء الدین بن سید فتح اللہ حیدر مبارزی بن سید ابو القرشی سید ابو الفضل بن سید ابو الفرح واسطی بن سید داؤد بن سید عیسیٰ در کوفہ مبشر بودند ابن سید محمد بن سید ابو الحسن زید بن سید حسین بن سید اکبر، سید منصور بن عدنان بن سید عمر بن سید یحییٰ ابن امام زید شہید کنیت ابو الحسن ابن امام علی اصغر عرف زین العابدین بن امام حسین شہید دشت کربلا علیہ السلام ابن امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۸۲۔ حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ'

مخدوم سید راستی قدس سرہ کی اولاد سے جس قدر یہاں کی آبادی ممتاز پیمانہ پر پہنچی اس سے کہیں زیادہ دسویں صدی ہجری کے ابتدو وسط میں حضرت امیر عطاء اللہ جعفری قدس سرہ' کا معزز خاندان دہلی سے آکر بسا تو اس قصبہ کی آبادی غیر معمولی حد تک بڑھ گئی اور پھلواری کے اس ایک مقدس بزرگ کی اولاد کی برکات سے فقر و تصوف و علم کا شہرہ اطراف صوبہ بہار میں اس قدر بلند ہوا کہ لوگ اس قصبہ کو دارالعلوم تصور کرنے لگے۔ حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کے جد اعلیٰ دہلی کے سادات جعفریہ سے تھے اور حضرت زینب بنت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الشریف کی جزئیت کا فخر رکھتے تھے۔ ایک مدت سے آپ کا خاندان دہلی میں آباد تھا اور ہمیشہ ہدایت خلق میں سرگرم رہا اور خلق عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتی رہی۔

آپ کا نسب نامہ یہ ہے: امیر عطاء اللہ بن محمد سعد اللہ بن محمد فتح اللہ بن محمد محب اللہ بن محمد ہدایت اللہ بن سید محمد سمین بن محمد امین بن محمد ابراہیم بن محمد عمر بن محمد عبید بن سید محمد حمید بن محمد اسمٰعیل بن محمد بن علی الزینبی والدہ آپ کی زینب بنت فاطمہ الزہرا بنت رسول اللہ ﷺ اور والد عبداللہ جواد بن جعفر طیار بن عم رسول اللہ ﷺ یعنی برادر عینی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف۔

آپ کے جد امجد حضرت شاہ فتح اللہ جعفری تک سلسلہ فقر جاری رہا ان کے بعد سے حضرت امیر عطاء اللہ نے آبائی سلسلہ چھوڑ کر ملازمت اختیار کی۔ اس کی تفصیل حضرت محی السالکین شاہ محمد نور الحق متخلص بہ تپاں قدس سرہ' پوتے حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ قدس سرہ' نے یوں تحریر فرمائی ہے کہ جب حضرت شاہ فتح اللہ جعفری الزینبی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ اکابر مشائخ عصر و خلیفہ و جانشین و نواسہ حضرت شیخ نور الدین ملک یار پیران قدس سرہ' کے تھے انتقال فرمایا تو اولاد میں آپ کے واسطے جانشینی کے تنازع

اس قدر ہوا کہ بڑے صاحبزادے آپ کے حضرت شاہ سعد اللہ قدس سرہ' کو ترک وطن اور مہاجرت از اقربا مصلحت وقت معلوم ہوئی۔ لہٰذا آپ بہ مقتضائے وقت اپنے نور دیدہ برگزیدہ حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کو ساتھ لے کر جلا وطنی اختیار کی اور بنگالہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب قصبہ پھلواری میں پہنچے اور امیر صاحب جاگیر پرگنہ پھلواری کو، کہ از مریدان والد بزرگوار کا آپ کے تھا، اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اپنے عملے کو لکھا کہ آپ کو بہر صورت راضی رکھو اور جس چیز کی آپ کو حاجت ہو پوری کرو۔ اس وجہ سے چندے آپ اقامت پذیر اس قصبہ و پرگنہ میں ہوئے۔ بعد ازاں جب شیر شاہ کو سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی اور ملک گیری کے لئے بکثرت فوج مہیا کر کے چڑھائی کی۔ اس سبب سے تمام ملک میں طوائف الملوکی پھیل گئی اور کل اگلا نظم درہم برہم ہو گیا۔ اس وقت کے زمینداروں میں کشت و خون شروع ہو گیا۔ رہزنی عام ہو گئی۔ ہر شخص ایک دوسرے کا دشمن ہو گیا۔ اتفاق سے اسی زمانے میں حضرت شاہ سعد اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو بغرض سیر شکار دریائے پن پن (۱) کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ کسی نے بے گناہ آپ کو شہید کر ڈالا۔ مزار شریف آپ کا موضع منورہ سالار پور میں پن پن کے کنارے مشہد پر واقع ہے۔ اس سخت واقعہ کے بعد حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ' نے اپنے ایک معتمد علیہ موروثی غلام کو اپنے ساتھ لے کر سفر کا قصد کیا اور شہسرام پہنچ کر بادشاہ کے لشکر سے ملے۔ آپ کے ظاہری حسن و جمال و علو خاندانی لوگوں نے دیکھ کر بڑی عزت و وقعت کی کچھ دن رہنے کے بعد آپ سے اور وزیر سے خاندانی قرابت بھی ثابت ہوئی۔ اس سبب سے وزیر مذکور نے اپنی صاحبزادی بی بی صالحہ نامی سے آپ کا عقد پڑھا دیا جن سے دو بیٹے محمد مظفر و محمد حسین اور دو بیٹیاں وجود میں آئیں۔ شادی کے بعد وزیر صاحب نے آپ کو بادشاہ کے دربار تک پہنچا کر کسی منصب جلیلہ پر مقرر کرا دیا۔ جب وزیر صاحب کا انتقال ہو گیا تو بادشاہ نے خلعت امارت و منصب وزارت آپ کو عطا کیا اور بہ عہد شیر شاہ وزیر تمامی ہندوستان کے رہے۔ بعد وفات شیر شاہ ۹۵۲ھ (۱۵۴۵ء) میں سلیم شاہ بیٹا اس کا تخت نشین ہوا تو اس کے وقت میں بھی بدستور سابق وزیر رہے بعد چار برس

تخت نشینی سلیم شاہ کے ۹۵۶ھ (۱۵۴۹ء) میں ایک مسجد سنگ سرخ کی اکبر آباد میں تیار کرا
اس قصبہ میں بھیج دیا کہ ہنوز وہ مسجد بفضلہ تعالیٰ درست و مستحکم موجود ہے۔ زاد اللہ شرفاۂ
تخمیناً۔ بعد سلیم شاہ ۹۶۰ھ (۱۵۵۲ء) میں پسر شش ماہہ اس تخت پر بیٹھایا گیا اور اسی طور
سے آپ وزیر رہے۔ جب آمد آمد سلطان ہمایوں بادشاہ کی ہوئی تو آپ بافوج قاہرہ اس طرف
متوجہ ہوئے۔ شاہ شش ماہہ کو دارالسلطنت میں چھوڑا ماموں نے اس کے ازراہ نمک حرامی
اس طفل صغیر کو زہر دیا اور خود تخت پر بیٹھا اور نام اپنا محمد عادل رکھا۔ یہ بات خلاف مزاج
حضرت کے ہوئی اور ہمایوں بادشاہ کے ساتھ صلح سے پیش آئے۔ ہمایوں نے اس بات کو
نیمت سمجھ کر خلعت امارت و قلمدان وزارت اپنی طرف سے عطا کر کے ساتھ اکبر بادشاہ
کے ۹۶۱ھ (۱۵۵۳ء) میں واسطے تسخیر ہندوستان کے روانہ کیا۔ چنانچہ اکبر نامہ میں منجملہ
ساتھیوں کے آپ کا نام بھی مندرج ہے۔ صرف فرق اسی قدر ہے کہ ہم لوگ امیر عطاء اللہ
کہتے ہیں اور اس میں خواجہ عطاء اللہ لکھا ہوا ہے۔ بہر کیف بعد فتح ہندوستان میں جب تسلط
بادشاہی ہوا تو آپ کا ارادہ بہ مقتضائے فطرت ترک دنیا کا ہوا اور چاہتے تھے کہ اپنے بڑے
صاحبزادے محمد مظفر کو حضور میں بادشاہ کے پیش کریں اور اس خدمت پر ان کو مامور کرا کر
خود استعفیٰ داخل کریں کہ اتفاقاً بقاضائے الٰہی محمد مظفر نے تین بیٹے یتیم چھور کر انتقال کیا۔
غم والم فرزند دلبند کا آپ کو از حد ہوا اور زندگانی ناگوار بہ یک دفعہ ترک جاہ و جلال و تلف مال
و منال کر کے زوجہ و فرزندان کو ساتھ لیا اور والد بزرگوار کے مشہد کی طرف روانہ ہوئے اور
اس قصبہ میں پہنچ کر مسکن اختیار کیا۔ بعد تھوڑے دنوں کے جب اکبر بادشاہ کی سلطنت کا زمانہ
پہنچا۔ اس نے پھر آپ کو اپنے پاس طلب کیا۔ ہر چند آپ نے خدمت وزارت قبول نہ کیا۔
لیکن بہ مجبوری حضور میں بادشاہ کے رہے۔ جب کل مہمات طے ہوئیں اور ملک میں امن
قائم ہوا اور آپ بھی ضعیف ہوئے تو بادشاہ سے رخصت ہو کر متوجہ طرف قصبہ پھلواری
کے ہوئے۔ جب مقام محب علی پور میں پہنچے گھوڑے پر سوار ہی تھے کہ جان بحق تسلیم ہوئے
اور کسی کو اطلاع نہ ہوئی۔ اسی طور سے سوار چلے آتے تھے جب ساتھ کے لوگ آگاہ ہوئے تو

گھوڑے سے اتارا اور پالکی پر مکان تک لائے۔ جب یہ خبر آپ کی زوجہ کو پہنچی تو انہوں نے بجائے رنج والم کے خادمہ و کنیز کو حکم دیا کہ غسل کے لئے پانی گرم کردیں۔ بعد ازاں غسل سے فراغت کر کے نیا کپڑا پہن کر خوشبو ملی اور نماز کے لئے کھڑی ہوئیں۔ ہنوز نماز سے فارغ نہ ہوئی تھیں کہ روح پر فتوح نے قالب عنصری کو چھوڑا۔

یہ عجیب و غریب واقعہ تھا کہ ایک ہی دن دونوں کا انتقال ہوا اور ایک دن بہ یک وقت دونوں کی تجہیز و تکفین ہوئی۔ یہ دونوں قبریں سنگی مسجد کے دکھن جانب زیر دیوار مسجد واقع ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہا۔ تاریخ و سنہ وفات معلوم نہیں۔

(۱) دریائے پن پن بہار میں پٹنہ اور گیا ضلع میں ہے۔

۸۳۔ حضرت شاہ اسمٰعیل بن محمد مظفر بن امیر عطاء اللہ قدس اسرارہم

آپ امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کے پوتے ہیں اور یکے از اعظم خلفائے مخدوم بدرالدین قادری شہباز پوریؒ کے ہیں اور بہ دو واسطہ از سید قمیص قادریؒ سے بہ ایں طور ملتے ہیں کہ شاہ اسمٰعیل خلیفہ حضرت مخدوم شاہ بدرالدین قادری شہباز پوری کے اور وہ خلیفہ اپنے والد بزرگوار سید شاہ محمد قادری کے اور وہ خلیفہ حضرت قمیص قادریؒ کے تھے مزار شریف بمقام پھلواری دراحاطہ امیر عطاء اللہ قدس سرہ' جانب دکھن سنگی مسجد پائیں دیوار احاطہ مسجد واقع ہے۔ آپ صاحب احوال رفیعہ و صاحب کرامات عجیبہ تھے اور صاحب تصرفات وخرق عادات تھے۔ لیکن افسوس بے التفاتی سے ان کے فرزندوں کے نشان قبر کا اب باقی نہ رہا۔ ۱۰۴۲ھ (۱۶۳۲ء) میں آپ کی وفات ہوئی۔

۸۴۔ حضرت مخدوم جنید ثانی قدس سرہ'

آپ نور دیدہ و سرور سینہ حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ' کے اور نواسہ حضرت شیخ عمر کاکوی کے تھے۔ نقل ہے کہ جب کوئی فرزند حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ' کو ہوتا تو باوجود

حسن صورت کے بغیر دیکھے مجرد سننے خبر تولد فرزند فرماتے کہ بد صورت ہے اور کراہیت کرتے۔ وہ فرزند ایک ہفتہ بھی گزرنے نہ پاتا کہ انتقال کر جاتا اسی طرح بہت اولاد آپ کی ہوئی اور انتقال کرتی گئی۔ جب حضرت مخدوم شاہ جنید ثانی پیدا ہوئے تو حضرت اسمٰعیل قدس سرہ‘ نے فرمایا کہ یہ لڑکا زندہ رہے گا اور جنید وقت ہوگا اور نام آپ کا جنید رکھا اس وقت آپ کے نانا شیخ عمر بہ مقام کاکو تشریف رکھتے تھے۔ اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ فلاں لڑکی کو ہماری لڑکا پیدا ہوا ہے اور اوصاف حمیدہ آپ کے بہت کچھ بیان فرمائے۔ اہلیہ نے آپ کی کہا کہ آج تک کوئی قاصد نہیں آیا ہے۔ شیخ عمر نے فرمایا کہ قاصد راہ میں ہے عنقریب پہنچتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد قاصد آیا اور خوشخبری پیدائش فرزند ارجمند نیک اختر کی پہنچائی۔ نقل ہے کہ جب عمر مخدوم بارہ برس کی ہوئی تو ایک روز حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ‘ نے فرمایا کہ اے بیٹا مجھ کو فرصت نہیں ہے کہ دھان کٹوانے کو کھیت میں جائیں۔ تم مزدوروں کو لے جاکر کٹواؤ اور اجرت ان لوگوں کو دے کر حق اپنا لے آؤ۔ حسب ارشاد پدر عالی قدر بہ موضع رسول پور کہ متصل قصبہ پھلواری ہے کھیت پر گئے اور کام کرایا۔ مزدوروں بددیانت نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ لڑکا ناتجربہ کار ہے۔ ہم لوگوں کی اجرت کا حال معلوم نہیں ہے۔ جس قدر چاہا اجرت لے لی اور قدرے قلیل آپ کو دیا۔ پدر بزرگوار نے فرمایا کہ اسی قدر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مزدوروں نے اپنا حق لے کر جو کچھ دیا ہم لے آئے۔ حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ‘ بہت خفا ہوئے اور فرمایا کہ اگر شعور نہ تھا تو کیوں گئے تھے۔ حضرت مخدوم کو رنج ہوا کہ ناتجربہ کاری ہماری تو مخفی نہ تھی۔ باوجود اس کے خود مجھ کو اس کام پر مقرر کیا۔ مجھ کو جرات انکار نہ تھی اس پر رنج و عتاب کیا۔ لیکن بہ پاس ادب کچھ نہ کہا اور دوسرے روز افسردہ خاطر نماز صبح (فجر) پڑھ کر اسی موضع کی طرف ایک لوٹا پانی اور ایک بوریا لے کر روانہ ہوئے اور آم کے باغ میں کہ قریب اس موضع کے تھا ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ قریب شام آپ کو لوگوں نے تلاش کیا لیکن نہ پایا تب خود والد بزرگوار آپ کی تلاش میں اسی باغ کی طرف روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے افسردہ خاطر بوریہ پر بیٹھے ہیں پوچھا کہ کیا کسی نے تم کو

کچھ بتایا یا خود جذب محبت ہے۔ عرض کیا کسی نے کچھ نہیں ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت وہ بزرگوار نے کہا کہ یہی شغل کرتے رہو۔ بیٹھنا اس جگہ کا فائدہ بخشے گا اور واپس آئے۔ شام کے وقت حضرت مخدوم بھی مکان پر آئے۔ پھر نماز فجر پڑھ کر اسی باغ میں تشریف لے گئے۔ وہ شام تک اسی جگہ رہے۔ تھوڑے دنوں تک اسی طور سے گزرا تھا کہ حضرت شاہ اسمٰعیل قدس سرہ' نے رحلت فرمائی۔ اب بوجہ یتیمی و بار خانہ داری، بار چہار ہمشیرگاں ناکتخدا بہت پریشان خاطر تھے۔ یہاں تک کہ ایک روز غایت تشویش سے زار نزار اس باغ میں رو رہے تھے کہ ناگاہ اسی جگہ جمال جہاں آرائے نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ساتھ کمال دلجوئی و شفقت ارشاد فرمایا کہ ملول نہ ہو۔ تمہارے باپ ہم ہیں اور ہم تمہارے ساتھ ہیں اور کچھ اشغال و افکار تعلیم فرمائے اور حکم فرمایا کہ اسی جگہ کرتے رہو پھر انہوں نے عرض کیا کہ پھر یہ دولت دیدار کیوں کر میسر ہوگی۔ آں حضرت ﷺ نے تسکین خاطر آپ کی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ پھر اسی جگہ کامیاب ہو گے۔ یہ ارشاد فرما کر آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور غم دل مخدوم خوشی سے مبدل ہو گیا اور روز بروز ترقی باطن اپنے میں دیکھنے لگے۔ اگر کچھ مشکل پیش آن پڑتی تو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام تشریف لا کر حل فرماتے تھوڑے دنوں کے بعد حکم شریف یوں ہوا کہ اب باغ و صحرا میں بیٹھنا ضرور نہیں ہے اور اسی زمانے سے شب و روز مکان پر اقامت پذیر ہوئے۔ ایک رات کو جناب رسالت مآب ﷺ نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ پچھم میں ملا جمال اولیاء کڑوی بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ عرض کیا کہ تمنا غلام یہ ہے کہ اس امر میں بھی حضور ہی دستگیری فرماتے۔ ارشاد ہوا کہ ایسا ہی ہے لیکن دوسروں کی بیعت لینے کے واسطے بیعت کرنا اپنا ظاہر میں ضرور ہے کہ اس عالم ظاہر میں وسیلہ ظاہر بھی ضروری چاہئے۔ حسب الحکم ان بزرگ کے پاس پہنچے اور عرض حال کیا ان بزرگ نے آپ کی بیعت لی اور اجازت جمیع سلاسل کی جس کے وہ مجاز تھے مع اشغال و افکار و اذکار و اوراد حضرت مخدوم جنید اولیاء ثانی قدس سرہ' کو مجاز کر کے رخصت فرمایا اور

نے مریدوں سے فرمایا کہ سنت اس طرح جاری ہے کہ مریدوں کو پیر سے وطالبوں کو مرشد سے فائدہ پہنچتا ہے اور یہ شخص جو واسطے مرید ہونے کے آیا ہے زہے مرید کہ پیر کو اس سے فائدہ حاصل ہوا۔ وفات آنحضرت بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۰۷۲ھ (۱۶۶۲ء) کو ہوئی۔ مادہ تاریخ وفات "شیر حق بود عارف و کامل" مزار پر انوار آپ کا مقام پھلواری پانچ چھ ہاتھ اتراز مزار مخدوم عالم محمد مخدوم قدس سرہ' واقع ہے۔

۸۵۔ حضرت شاہ محمد امین قدس سرہ'

آپ حضرت مخدوم جنید اولیاء ثانی قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ آپ کو بیعت اجازت و خلافت اپنے پدر بزرگوار سے تھی آپ بڑے کامل و مکمل بزرگ تھے۔ ریاضات و توکل میں یگانہ روزگار تھے۔ وفات آپ کی ۱۱۰۲ھ (۱۶۹۰ء) میں ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں واقع ہے۔ خلیفہ آپ کے حضرت شاہ امان اللہ و شاہ محمد مخدوم قدس اسراہما صاحبزادگان آپ کے تھے۔

۸۶۔ حضرت مولانا شاہ امان اللہ قدس سرہ'

حضرت شاہ محمد امین قدس سرہ' کے صاحبزادے ہیں اور حضرت مخدوم جنید اولیاء ثانی قدس سرہ' کے پوتے تھے۔ بیعت آپ کی دست حق پرست پر اپنے والد بزرگوار کے طریقہ جنیدیہ میں ہوئی۔ بعد تکمیل باطنی اجازت و خلافت بھی آپ کو پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی اور علم ظاہری میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے اور نہایت باکمال بزرگ تھے بعد وفات اپنے والد کے سجادہ جنیدیہ پر رونق افروز ہوئے اور طریقہ رشد وارشاد کا جاری کیا وفات آپ کی بتاریخ ۲۳ جمادی الاول ۱۱۳۹ھ (۱۷۲۷ء) کو ہوئی۔ مزار قصبہ پھلواری میں واقع ہے۔

۸۷۔ حضرت مخدوم عالم شاہ محمد مخدوم قدس سرہ‘

آپ حضرت شاہ امان اللہ قدس سرہ‘ کے خلف صدق ہیں اور نسبت فرزندی حضرت محبوب سبحانی سے بھی رکھتے تھے۔ آپ یکے از یاران کاملین حضرت مولانا محمد وارث رسول نما بنارسیؒ کے ہیں۔ حضرت مولانا آپ کو خط میں برابر کامل و مکمل و مخدوم عالم لکھا کرتے تھے۔ جب آپ کو شوق حصول علم کا ہوا تو آپ نے سفر اختیار کیا اور بنارس پہنچ کر حضرت مولانا سے مشرف ہوئے اور علم ظاہر و باطن آپ سے حاصل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ بعد تکمیل علوم شرعیہ و معارف باطنیہ و طے مقامات طریقہ وارثیہ اویسیہ خلعت خلافت مثالی سے سرفراز ہوئے اور اپنے وطن کو واپس تشریف لائے۔ آپ نے متوکلانہ زندگی بسر فرمائی اور صاف گوئی میں کسی کے ملال کا کچھ خیال نہ فرماتے تھے۔ آپ کا احوال تذکرۃ الکرام میں مندرج ہے۔ آپ کو اپنے والد سے آبائی سلسلہ جنیدیہ کی اجازت و خلافت بھی تھی۔ وفات آپ کی بتاریخ ۲۶ ربیع الثانی وقت اشراق ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) کو ہوئی۔ مزار پر انوار آپ کا قریب مزار حضرت جنید ثانی قدس سرہ‘ بجانب دکھن واقع ہے۔ خلیفہ آپ کے حضرت شاہ آیت اللہ صاحبزادے و حضرت شاہ مولانا وجیہ الحق برادر قدس اسرارہما ہیں۔

۸۸۔ حضرت شاہ آیت اللہ قدس سرہ‘

آپ حضرت مخدوم قطب الاقطاب محمد مخدوم قدس سرہ‘ کے صاحبزادے ہیں۔ پیدائش آپ کی بتاریخ ۷ شوال ۱۱۲۶ھ (۱۷۲۴ء) کو ہوئی۔ آپ نے علم ظاہری حضرت مولانا شاہ وجیہ الحق قدس سرہ سے حاصل کیا اور مرید اپنے والد بزرگوار سے ہوئے اور بعد مرید ہونے کے تعلیم و تربیت باطنی آپ کی ہونے لگی اور تکمیل مدارج کے بعد خلعت خلافت و اجازت عامہ و تامہ و سلسلہ وارثیہ اویسیہ و سلسلہ جنیدیہ سے سرفراز ہوئے اور اپنے

ـ ن وفات کے بعد سجادہ جنیدیہ کے سجادہ نشین ہوئے اور سلسلہ فقر آپ سے جاری ہوا۔ ـ شاعری میں بھی آپ کو مہارت کامل تھی۔ تخلص آپ کا شورش (۱) ہے۔ شادی آپ کی ـ ت تاج العارفین کی بڑی صاحبزادی سے یعنی حضرت شاہ عبدالحق قلندر قدس سرہ کی تیہ ـ سے ہوئی۔ ان سے صرف تین صاحبزادیاں ہوئیں جن کی اولادیں پھلواری میں ہنوز ـ جود ہیں۔ آپ نہایت کامل و مکمل بزرگ تھے۔ آپ کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں۔ ـ ت آپ کی چوراسی برس کی عمر میں بتاریخ غرہ ماہ رجب بروز سہ شنبہ وقت پہر دن چڑھے ـ ـھ (۱۷۹۶ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا پھلواری میں ہے۔ آپ نے دوسری شادی غیر ـ ت میں کی تھی۔ ان سے حضرت شاہ غلام شبلی قدس سرہ ہوئے۔

(۱) فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری فرماتے تھے۔ فارسی میں تخلص شورش تھا۔ اردو غزل مثنوی میں جوہری تخلص فرماتے تھے۔ مراثی کے لئے آپ نے مذاقی تخلص رکھا تھا۔ تین ہزار اشعار پر مشتمل ایک ضخیم اردو مثنوی ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۷ء) میں لکھی۔ جسکا نام 'مثنوی گوہر جوہری' رکھا تھا۔ اس میں ـنوں دی" اور "راجہ رام" کی داستان معاشقہ کو نظم کیا ہے۔ یہ مثنوی حیدر آباد دکن سے سہ ماہی اردو میں چھپ چکی ہے۔ نمونہ کلام مختلف اشعار مثنوی اور مرثیہ کے یہ ہیں:۔

ـ ـن ہے ہماری سیج سونی ہوئے رہ رہ مجھے دکھ درد دونی
ـ کے وصل کی ہوں ایسی بھوکی کہ جوں سورج کے پیچھوں سورکھ موکھی
ـ ـں ہوں میں کنول دی ہے مرا نام مجھے جل بیچ بن سورج نہ آرام
ـ ـ حسین بچارا بن میں یکس کرکے مارا بن میں
ـ ہمرا راج دلارا اکبر ہمرے نینوں کا تارا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول۔

تذکرہ شورش از میر غلام حسین شورش میں شاہ آیت اللہ جوہری کے بارے میں یوں لکھا ہے مولوی آیت اللہ جوہری تخلص متوطن پھلواری، شاعر فارسی است۔ صاحب علم و فضل، درویش ـمس، مزاج عالیش سوئے ریختہ میل تمام دارد۔" منقول از صوفیائے بہار اور اردو۔

تذکرہ عشقی از شیخ محمد وجیہ الدین عشقی میں شاہ آیت اللہ جوہری کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ لکھا ہے "جوہری تخلص اسمش مولوی آیت اللہ، مردے فاضل از بزرگان پھلواری است، بیشتر فکر مرثیہ و سلام

ہندی می کردد۔ در مقطع مرثیہ مذاقی ودر غزل فارسی شورش تخلص می آورد۔ گاہ گاہ بہ نظم پردازی ریختہ جوہر طبع خود بہ عنوان فاضلان آشکاری ساخت۔ ''منقول از صوفیائے بہار اور اردو۔

پروفیسر محمد معین الدین دردائی اپنی تالیف صوفیائے بہار اور اردو میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت غلام سرور المعروف بہ شاہ آیت اللہ جوہری اردو اور فارسی دونوں کے قادر الکلام شاعر اور صاحب سمہ صوفی بزرگ تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا شاہ محمد مخدومؒ بہت ذی علم اور روشن ضمیر بزرگ تھے۔ آپ کی والدہ حضرت ولیہ (الف) بھی بڑی عابدہ، زاہدہ اور عربی فارسی اردو تینوں زبان پر پوری دستگاہ رکھنے والی خاتون تھیں۔''

(الف) حضرت ولیہ کے والد کا نام شاہ عزیز الدین ابھری تھا۔ ۱۹ جمادی الاول ۱۱۳۹ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

کون ستی تدبیر بتاویں اون اپنے کن ہم کو بلا ویں
حضرت کی ڈیوڑھی جو پاویں سیر جھکا کے آنکھ لگاویں

صوفیائے بہار اور اردو از پروفیسر محمد معین الدین دردائی۔

۸۹۔ حضرت شاہ غلام شبلی قدس سرہ'

آپ ۱۱۹۰ھ (۱۷۷۶ء) میں پیدا ہوئے آپ اپنے والد حضرت شاہ آیت اللہؒ کے سچے وارث تھے۔ بیعت وارشاد و خلافت آپ کو اپنے والد ہی سے تھی۔ جب والد نے آپ کے رحلت فرمائی تو بجائے آپ کے حضرت شاہ غلام شبلی قدس سرہ' جانشین کئے گئے۔ آپ بڑی مستعدی کے ساتھ خدمت خانقاہ اور اجرائے طریقہ آبائی میں مصروف رہے۔ آپ کے عہد خلافت میں فقر و عرفان بدستور تھا اور بیعت وارشاد کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے علم ظاہری مفتی غلام مخدوم علیہ رحمتہ (ا) سے پڑھا اور شعر و سخن سے بھی آپ کو مذاق تھا۔ آپ نے باون برس کی عمر میں ہشتم ماہ صفر ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۶ء) کو رحلت فرمائی اور بجائے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ محمد حسن قدس سرہ' جانشین ہوئے۔ آپ بھی بہت ہی مغتنم بزرگ تھے۔ مگر آپ کے زمانے میں فقر و عرفان کا وہ زور جو سابق میں تھا باقی نہ رہا تھا۔ تاہم

آپ کی ذات بزرگان ماسبق کی یادگار تھی۔ آپ کے زمانے تک حضرت شاہ محمد مخدوم قدس سرہ کا سلسلہ نسلاً بعد نسل سلوک کے ساتھ باقی رہا۔ یکم ذیقعدہ ۱۲۹۲ھ (۱۸۷۵ء) کو آپ نے انتقال فرمایا آپ کے بعد اگرچہ آپ کے بڑے صاحبزادے شاہ عنایت اللہ قدس سرہ جانشین ہوئے مگر وہ محض اجازت ہی کی حیثیت سے رہے۔ سلوک بالکل جاتا رہا۔

(۱) حضرت مفتی غلام مخدوم، ثروت فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ آپ کا سال ولادت ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) اور سال وفات ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ء) ہے۔ راز بلخی تاریخ شعرائے بہار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ثروت مولوی جمال الدین پھلواروی کے فرزند اور مولوی آیت اللہ شورش کے شاگرد تھے۔ آپ کا ایک شعر یہ ہے۔

چشم یہ مجنونہ تھی اے چشم گریاں اشک سے ۔۔۔ آستیں جو ہو گئی دریا ہے دامان اشک سے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۹۰۔ حضرت مولوی شاہ امان علی قدس سرہ

آپ شاہ غلام علی قدس سرہ کے صاحبزادے تھے اور حضرت شاہ آیت اللہ قدس سرہ کے شاگرد و مرید و خلیفہ تھے۔ اور قرابت کے لحاظ سے حقیقی چچازاد بہن کے بیٹے تھے۔ کتب درسیہ وغیرہ آپ نے زیادہ تر حضرت آیت اللہ قدس سرہ ہی سے تمام کیں۔ آپ کو شاعری کا بھی شوق تھا۔ تخلص ترقی تھا۔ ابتدائی عمر میں آپ نے حصول طریقت اپنے پیرومرشد سے کیا تھا مگر تکمیل کا موقع نہ ملا اور شیخ کا انتقال ہو گیا تو آپ نے حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ سے رجوع کیا۔ بسر اوقات کے لئے کچھ جائیداد تھی جس سے دنیاوی زندگی گزارتے تھے۔ انتقال آپ کا بماہ ذیقعدہ ۱۹ شب ۱۲۵۵ھ (۱۸۴۰ء) کو ہوا اور پھلواری میں اپنے پیرومرشد مخدوم شاہ محمد آیت اللہ قدس سرہ کے مقبرے میں دفن ہوئے۔

۹۱۔ حضرت مولانا محمد وجیہ الحق محدث قدس سرہ'

آپ حضرت مولوی شاہ امان اللہ قدس سرہ' کے صاحبزادے و حضرت مخدوم عالم شاہ محمد مخدوم قدس سرہ' کے بھائی تھے۔ آپ نے اوائل میں جو کچھ پڑھا وہ اپنے والد ماجد سے پڑھا اور متوسطات سے لے کر آخر تک کتابیں حضرت ملا عتیق اللہ بہاریؒ سے پڑھیں۔ آپ کے علم کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ آپ کے استاد کیسے مشہور و معروف بزرگ تھے۔ آپ مرید دست حق پرست پر حضرت مخدوم عالم شاہ محمد مخدوم قدس سرہ' کے ہوئے اور بعد تعلیم تربیت باطنی خلعت خلافت و اجازت بھی سلسلہ وارثیہ و اویسیہ کی حضرت شاہ محمد مخدوم قدس سرہ' آپ کے برادر نے عنایت فرمائی اور سلسلہ جنیدیہ آبائیہ کی اجازت اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی۔ آپ بھی متوکل بزرگ تھے۔ وفات آپ کی اپنے برادر بزرگ کے حیات ہی میں تاریخ ۲۰ رمضان المبارک ۱۱۵۰ھ (۱۷۳۷ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا پھلواری میں حضرت جنید ثانی قدس سرہ' کے پائین میں واقع ہے۔

۹۲۔ حضرت مولانا شاہ محمد وحید الحق قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ محمد وجیہ الحق قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ تحصیل علوم ظاہری از خال معظم خود ملا مبین پھلواروی و از ملا حقانی ساکن قصبات و از ملا نظام الدین بحر العلوم سہالوی رحمہم اللہ تعالیٰ ہوئی۔ علم و فضل میں بے نظیر تھے۔ کوئی شخص اس قصبہ پھلواری میں ایسا نہ تھا جو آپ کے علم و فضل سے فیض یاب نہ ہوا ہو۔ یا تو آپ کے شاگرد تھے یا شاگرد در شاگرد تھے اور آئین درس تدریس و قانون تربیت ایسا تھا کہ جو سبق کہ طالب العلم نے پڑھا وہ اس کی ملک ہو گئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ بیس مرتبہ مطلوب طالب العلم سے بلا حشو و زواید کہلاتے تھے۔ ہر علم میں ایک کتاب طالب العلموں کو کافی تھی۔ آپ کی بیعت

طریقہ عمادیہ مجائیہ میں ۱۱۶۵ھ (۱۷۵۱ء) میں دست حق پرست پر حضرت تاج العارفینؒ کے ہوئی اور تعلیم طریقت از ابتدائے سلوک تا آخر حضرت ہی سے ہوئی اور بعد تکمیل مدارج ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء) میں خلعتِ و خلافت واجازت طریقہ عمادیہ مجائیہ و دیگر سلاسل مجیبیہ سے سرفراز ہوئے اور سلسلہ جنیدیہ جمالیہ مخدومیہ واویسیہ از عم معظم خود حضرت محمد مخدوم قادری قدس سرہ' حاصل ہوا۔ آپ حضرت تاج العارفین کے داماد اور اجل خلفاء اہل خدمات ہیں۔ ملقب بہ ابدال صاحب، حالات و مقامات عالیہ و خوارق عادات و کرامات کثیرہ تھے۔ ورع و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔ تصانیف سے آپ کے چندرسائل یادگار باقی ہیں اور ایک رسالہ مسمی بہ نعمت شامل فارسی شرح مائۃ عامل واسطے تعلیم حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ پھلواری قدس سرہ' کے تصنیف فرمایا ہے وہ کتب خانہ میں خانقاہ عمادیہ مقام پٹنہ کے موجود ہے۔ آپ کی شادی حضرت تاج العارفینؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔

آپ کو شعر گوئی کا بھی مذاق تھا۔ تخلص آپ کا وحید ہے۔ وفات آپ کی بعارضہ ضیق النفس بتاریخ ۲۴ ماہ صفر ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا بمقام پھلواری زیر درخت مولسری جانب پچھم از مزار حضرت شیخ العالمین قدس سرہ' واقع ہے۔

۹۳۔ حضرت مولانا احمدی قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ وحید الحق قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ ولادت آپ کی بماہ صفر ۱۱۷۷ھ (۱۷۶۳ء) کو ہوئی اور علم ظاہری میں شاگرد اپنے پدر بزرگوار کے تھے۔ آپ نے بھی درسی کتابیں کم پڑھیں لیکن صرف مطالعہ سے کتابوں کے اس قدر آپ کو استعداد ہو گئی کہ چند حواشی لکھ ڈالے۔ اور سید العلماو سند العرفا کا خطاب پایا۔ چنانچہ حضرت شاہ محمد ابوالحیوۃ قدس سرہ' یکے از شاگردان آپ کے تذکرۃ الکرام میں بضمن احوال حضرت شاہ وحید الحق ابدال قدس سرہ' تحریر فرماتے ہیں جناب مستطاب سید العلما سند العرفا کہ نور دیدہ سرورِ سینہ حضرت ایشان اند نخواندن چہاردہ کتاب درس کہ مدار فضیلت آن است

احتیاج نہ افتادہ۔ چوں صدرا و شمس بازغہ تحریر اقلیدس چغمنی میر زاہد شرح مواقف و شرح تجرید و حاشیہ قدیمہ و دیگر کتب کہ فقط از مطالعہ بر آں عبور یافتند و حواشی نوشتند کہ ہر کے راز علماء زمانہ بر تحقیق ایشان اعتراف است و بر تبحر شان اعتماد علی الخصوص حاشیہ میر زاہد جلالی و صدرا عالمی راز محققین و تبحرین معترف تبحر و تحقیق ایشان کردہ و بعد فراغ سند العلماء از تحصیل علوم دیگر اں جناب را اتفاق درس و تدریس نہ شود ہمہ شاگردان را سپرد ایشان فرمود الخ۔

آپ اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر مرید ہو کر خلافت و اجازت سلسلہ آبائیہ جنیدیہ و سلاسل مجیبیہ سے سرفراز ہوئے اور طریقہ اوراد واشغال حضرت شاہ نعمت اللہ قادری، ماموں سے اپنے اخذ فرمایا اور بعد تکمیل باطنی اجازت و خلافت جمیع سلاسل مجیبیہ کی آپ کو حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ نے بھی عنایت فرمائی۔

چونکہ بسر اوقات کے لئے بجز سرمایہ توکل ذریعہ معاش کوئی نہ تھا اس لئے ملازمت کی ضرورت ہوئی۔ ۱۱۹۶ھ (۱۷۸۱ء) میں تین ضلع شاہ آباد۔ گورکھپور اور سارن کے مولوی عدالت مقرر ہوئے۔ بیالیس سال تک اضلاع مذکور میں مفتی عدالت رہے۔ پھر ۷ ذی الحجہ ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۳ء) کو ضلع پٹنہ کے مفتی عدالت مقرر ہوئے اور نو برس تک یہ کام انجام دیا۔ پھر ۱۲۴۷ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۸۳۲ء کو مبلغ ایک سو ماہانہ آپ کی پنشن مقرر ہوئی بعد اس کے آپ کی عمر پھلواری میں بسر ہوئی اور درس تدریس اور عبادت میں مصروف ہوئے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔ از آنجملہ حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ کے چھ صاحبزادے مولانا شاہ ابو الحسن فرد و مولوی شاہ ابو تراب و مولوی شاہ محمد امام و مولوی شاہ محمد ابو الحیات و مولوی شاہ محمد قادری و مولوی شاہ محمد علی سجاد قدس اسرا ہم یہ کل بزرگان آپ ہی کے تعلیم یافتہ تھے۔ آپ کا احوال تفصیل سے تذکرۃ الکرام اور معارف کے پرچے ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) میں مندرج ہے۔ وفات آپ کی یکم شعبان روز یک شنبہ ۱۲۰۱ھ (۱۷۸۷ء) کو ہوئی مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں بر چبوترہ فرد الاولیاء جانب جنوب از مزار

مولوی محمد امام قدس سرہٗ واقع ہے۔

۹۴۔ حضرت مولوی شاہ محمد علی اکبر قدس سرہٗ

آپ فرزند دوئم حضرت شاہ وحید الحق لبدال قدس سرہٗ کے تھے اور ولی مادر زاد، تھے صابر و شاکر مثل آپ کے دوسرا کوئی نہ تھا۔ پیدائش آپ کی ۱۰ جمادی الثانی ۱۱۸۰ھ (۱۷۶۶ء) کو ہوئی اور بیعت طریقت آپ نے پدر بزرگوار کے دست حق پرست پر کیا اور علم درسیہ بھی اپنے والد سے پڑھے اور تعلیم طریقت حضرت شیخ العالمین شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ سے ہوئی۔ اور بعد تکمیل باطنی اجازت و خلافت جمیع سلاسل جنیدیہ جمالیہ و مجیبیہ ووارثیہ اویسیہ و عمادیہ مجائیہ کی حاصل ہوئی۔ مدتوں گیا میں مفتی عدالت رہے۔

وفات آپ کی بتاریخ ۹ ذی الحجہ روز دوشنبہ ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۲ء) کو ہوئی اور اپنے والد کے پائیں میں بمقام پھلواری دفن ہوئے۔

۹۵۔ حضرت مولوی شاہ محمد ہادی قدس سرہٗ

آپ مولانا احمدی قدس سرہٗ کے صاحبزادے تھے۔ بتاریخ ۶ شوال ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد سے پڑھا اور بیعت طریقت بھی اپنے والد کے ہاتھ پر کی اور تعلیم باطنی اپنے والد اور حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ سے ہوئی اور بعد تکمیل باطنی و اجازت و خلافت حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ نے جمیع سلاسل مجیبیہ کی اور مولانا احمدی قدس سرہٗ نے سلسلہ آبائیہ جنیدیہ کی آپ کو عنایت فرمائی۔

بیان دقایق و معارف میں بے مثل تھے۔ بعد وصال اپنے والد کے سجادہ جنیدیہ کے جانشین ہوئے۔ آپ کی تصانیف سے فن منطق میں چند رسالے یادگار ہیں۔ وفات آپ کی بتاریخ شب یازدہم شوال روز یک شنبہ ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں پہلو میں اپنے والد کی جانب پورب واقع ہے۔

۹۶۔ حضرت حاجی الحرمین مولوی شاہ شرف الدینؒ

آپ مولوی شاہ محمد ہادی علیہ الرحمۃ کی فرزند اوسط تھے۔ پانچویں رجب ۱۲۳۵ھ (۱۸۲۰ء) کو پیدا ہوئے۔ تعلیم ظاہری آپ کی مولوی شاہ محمد حسین قدس سرہ' سے ہوئی اور بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو بیعت طریقت دست حق پرست پر اپنے بڑے ماموں فرد الاولیاء مولانا شاہ محمد ابو الحسن قدس سرہ' کے سلسلہ وارثیہ میں کی اور تعلیم طریقت بھی آپ ہی سے ہوئی بعد تکمیل حضرت فرداولیاء قدس سرہ' نے اپنے جمیع سلاسل مجیبیہ کی اجازت اور آپ کے والد نے طریقہ لبائیہ قادریہ جنیدیہ و سلاسل مجیبیہ کی اجازت و خلافت بتاریخ ۱۸ ربیع الاول ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کو عنایت فرمائی اور بعد اپنے بڑے بھائی مولوی شاہ فضل احمد قدس سرہ' کے سجادہ جنیدیہ پر بیٹھے۔ وفات آپ کی شب سیوم ذی الحجہ شب یک شنبہ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۳ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں پائیں مزار جد امجد خود مولانا احمدی قدس سرہ' برگوشتہ شرقی واقع ہے۔ آپ کی تصانیف سے ایک رسالہ لب العقائد یادگار ہے۔

۹۷۔ حضرت مخدوم شاہ برہان الدین عرف لعل میاں قدس سرہ'

آپ حضرت بایزید ثانی بن محمد فرید الدین بن حضرت شاہ محمد حسین بن امیر عطاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے صاحبزادے تھے۔ پیدائش آپ کی ۱۰۳۴ھ (۱۶۲۴ء) میں ہوئی۔ آپ مرید و خلیفہ اعظم حضرت مخدوم جنید اولیاء ثانی قدس سرہ' کے تھے اور علم ظاہر آپ نے میر زاہد بن قاضی اسلم الہروی سے حاصل کیا۔ ریاضت و توکل و پیر پرستی میں

یکتائے زمانہ وفرد کامل ومکمل تھے۔ آپ کسی کی بیعت نہیں لیتے تھے جب تک بہت منت و سماجت نہ کرے اور معتقدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ متحمل اس بارگراں کا میں نہیں ہوں۔ عمادالدین قلندر کے پاس جاؤ کہ وہ طاقت تحمل اس بارگراں کے اٹھانے کا رکھتے ہیں اور کوئی طالب اشغال واذکار کا آتا تو فرماتے کہ زندگی اپنی تلخ ودشوار نہ کرو صرف روزہ نماز کرو اور جو کچھ نعمت ہائے لذیذ حق تعالیٰ عنایت فرمائے کھاؤ اور آب سرد سے دل کو راحت پہنچاؤ اور شکر خدا کا بجالاؤ اس کوچے میں ہرگز قدم نہ رکھو کہ یہ راہ پرخار و تاریک ہے اور پل صراط سے بھی باریک ہے۔ عشق بازی جان بازی ہے اور عمر بھر میں آپ نے شاید دو تین آدمیوں کی بیعت لی اور ایک یا دو آدمیوں کو اشغال واذکار تعلیم فرمایا اور اہل دنیا کی ملاقات سے پرہیز رکھتے تھے اور توکل پر اپنی عمر بسر فرمائی۔ آپ حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ قدس سرہ' کے پھوپھا تھے اور آپ ہی کی دعا سے حضرت تاج العارفین پیدا ہوئے وفات آن جامع کمالات بتاریخ ۱۵ ماہ ذیقعدہ ۱۱۰۷ھ (۱۶۹۶ء) کو ہوئی۔ مزار شریف بالیں مزار شریف حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عمادالدین قلندر قدس سرہ' دریک احاطہ بمقام پھلواری واقع ہے اور لعل میاں کی درگاہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے اول حضرت محبوب رب العالمین قلندرؒ دوئم حضرت شاہ ابو تراب قلندرؒ۔

۹۸۔ حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عمادالدین قلندر باشاہ قدس سرہ'

آپ کا احوال کتاب تذکرۃ الکرام مولفہ حضرت شاہ ابوالحیات پھلواروی قدس سرہ' میں صفحہ ۶۵۴ سے صفحہ آخر تک درج ہے اور رسالہ معارف پھلواری کے سب ایڈیٹر صاحب سلمہ' نے بھی ماہ شوال ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۱ء) کے معارف میں لکھا ہے اور اس حقیر نے اپنے رسالے انوار الاولیاء میں پیران سلاسل کے احوال میں درج کیا ہے اس لئے اس رسالہ میں نہایت مختصر طور سے لکھا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت آپ کی ۱۰۶۵ھ (۱۶۵۴ء) میں ہوئی(۱)۔ آپ نے ابتدائی تعلیم

اپنے پدر بزرگوار حضرت مخدوم شاہ برہان الدین قادری پھلواروی قدس سرہ' سے پائی۔ جب اٹھارہ یا انیس برسوں کے ہوئے تو اپنے والد کی اجازت سے تکمیل بقیہ علوم کے لئے شہر دہلی پہنچے اور دہلی میں بقیہ کتب درسیہ میں اکثر کتب کی تکمیل کے بعد آپ نے نبیرہ حضرت محقق علام شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہم سے سند حدیث حاصل فرمائی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت سید محمد فاضل قلندر سادھوری قدس سرہ' خلیفہ حضرت شاہ عبدالرسول کھوندوی قدس سرہ' دہلی ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت محبوب رب العالمینؒ اکثر فرصت کے اوقات میں آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا کرتے تھے یہاں سے حضرت محبوب رب العالمین لاہور کے ایک مدرسہ میں تشریف لائے اور جو کچھ کتابیں باقی رہ گئی تھیں ان کی تکمیل پچیس برسوں کی عمر میں کرلی اور اس کے بعد دو برس تک اسی مدرسے میں درس دیتے رہے۔ اس اثناء میں سید المستغرقین سید محمد فاضل قلندر قدس سرہ اپنی اقامت سادھورہ میں اختیار فرما چکے تھے اس لئے حضرت محبوب رب العالمین رحمۃ اللہ علیہ نے سید صاحب کی زیارت کے لئے سادھورہ کی طرف رخ کیا۔ یہاں حضرت کی زیارت سے جب مشرف ہوئے تو نسبت فطری کا تقاضا ہوا اور حضرت کے دست مبارک پر بیعت کرلی بعد از حصول بیعت کچھ مدت تک بغرض کسب طریقہ اذکار واشغال و مراقبات خاندان قلندریہ حضرت کی صحبت بابرکت میں حاضر رہے اور برابر داد ریاضات و مجاہدات دیتے رہے۔ جب آپ کو سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر طرح سے کامل و مکمل بنادیا تو اجازت و خلافت جمیع سلاسل قادریہ قلندریہ سہروردیہ، فردوسیہ وطیفوریہ وچشتیہ و مداریہ مجائیہ جس کے وہ خود مجاز تھے عنایت فرمائی اور تاج جعفری سوزنی کار اور ایک سربند پیراہن جس کو نیم تنہ کہتے ہیں اور ایک کمر بند اور ایک ظفر تکیہ اور ایک تبر اور عصاء و تسبیح و مصلا جو آج تک خانقاہ عمادیہ پٹنہ میں موجود ہے اور بروز سجاد گی صاحب سجادہ کو پہنایا جاتا ہے، عنایت فرمایا۔

جب یہ سب دولتیں حاصل ہو چکیں تو آپ اپنے پیر کی اجازت سے ۱۱۰۴ھ (۱۶۹۲ء) میں وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہاں پہنچے تو آپ کے والد مخدوم شاہ برہان

ـدین قادری پھلواروی قدس سرہ' نے بھی آپ کو ہر طرح سے لائق و قابل دیکھ کر اپنے
ـسل جنیدیہ اویسیہ وجمالیہ کی اجازت وخلافت بخشی۔

حضرت محبوب العالمینؒ (۲) نے بستم جمادی الاول ۱۱۲۴ھ (۱۷۱۲ء) کو ایک ہشت
ـہ صاحبزادے حضرت شمس العارفین مخدوم شاہ غلام نقشبند محمد سجاد قدس سرہ' اور
ـسرے صاحبزادے دوسالہ حضرت شاہ انعام الدین قدس سرہ' کو چھوڑ کر اس دنیائے فانی
ے دارباقی کی طرف رحلت فرمائی مزاریاک قصبہ پھلواری میں حضرت مخدوم شاہ برہان
ـدین قادری قدس سرہ کے مزار کے جانب پائیں واقع ہے۔

خلفاء آپ کے حضرت شاہ ابوتراب قلندر برادر حقیقی و حضرت تاج العارفین مخدوم
ـہ محمد مجیب اللہ قلندر قادری پھلواروی و حضرت شاہ محمد مقیم قلندر پھلواروی وغیرہ قدس
ـرارہم ہیں۔

(۱) بروائتے ۱۰۳۴ھ (۱۶۲۴ء) میں ہوئی۔

(۲) آپ ولی دکنی کے ہم عصر تھے۔ تخلص عماد ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

ـب نگہ عنایت ایدھر کر دو کانٹا ہے عماد تم گل تر کر دو
ـچ نظر کے ایدھر ادھر ہر دم آوے جاوے ہے بل بے ظالم تس پر تک دیکھے کو ترساوے ہے
ـے اپنے ہاتھ وہ مورکھ نہیں عماد اب اسکی آس اسکے کارن کون جتن ہم کیا جو نہیں آوے ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد سوم۔

ـب ستی چھوڑس کھانا پینا تیرا دوانہ الفت میں خون جگر کا پیوے ہے اور غم غصہ کو کھاوے ہے

صوفیائے بہار اور اردو از پروفیسر محمد معین الدین دردائی۔

حضرت عماد الدین قلندرؒ نے ایک مختصر رسالہ ۱۰۸۱ھ (۱۶۷۰ء) میں اپنی اہلیہ کی فرمائش پر دودن
ـیں مرتب فرمایا۔ رسالے کا ترقیمہ درج ذیل ہے۔

"تمام ہوا یہ رسالہ صراط مستقیم معروف بہ سیدھا رستہ بتاریخ ۲۲ ربیع الاول شریف بیچ وقت ظہر
ـے ۱۰۸۱ھ ایک ہزار ۸۱ ہجری میں۔"

ترقیمہ کے ساتھ آخر کتاب میں درج ذیل فارسی عبارت ہے۔

"الحمد للہ کہ ایں رسالہ در مدت دو روز حسب فرمائش اہل خانہ خود در زبان مادری ایشان ذریعہ

معلومات ضروریہ دینیہ گردد وبرائے من ذخیرہ آخرت شود۔"

اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔

۹۹۔ حضرت مخدوم شاہ ابو تراب قلندر قدس سرہ'

آپ حضرت مخدوم شاہ برہان الدین قادری پھلواروی قدس سرہ' کے چھوٹے صاحبزادے اور حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۷۵ھ (۱۶۶۴ء) میں ہوئی۔ آپ بہت بڑے صاحب مقامات ودرجات رفیعہ اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم متفرق بزرگوں سے ہوئی۔ پھر متوسطات سے لے کر آخر تک آپ نے اپنے والد بزرگوار سے پڑھی اور سند حدیث اپنے اخ معظم حضرت محبوب رب العالمینؒ سے حاصل فرمائی۔

آپ بڑے ذہین و فطین تھے۔ استعداد علمی نہایت قوی اور وسیع تھی۔ بیعت طریقت اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر فرمائی اور تعلیم و تربیت زیادہ تر اپنے اخ معظم حضرت محبوب رب العالمینؒ سے پائی۔ آخر ربیع الاول ۱۱۱۷ھ (۱۷۰۵ء) کو حضرت محبوب رب العالمین نے آپ کو اپنے کل سلاسل کی اجازت وخلافت دے کر مجاز کل بنایا۔ حضرت محی السالکین شاہ محمد نور الحق ابدال قدس سرہ' آپ کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ میں جہاں اور صفات حمیدہ تھیں وہاں امانت داری کا مفہوم پورے طور سے آپ میں پایا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اکثر اہل قریہ آپ کو امین ہی کے نام سے یاد کیا کرتے تھے چونکہ آپ نہایت آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے اور اپنے ساتھ سامان واسباب اساس البیت کی قسم سے بہت مختصر اور معمولی رکھتے تھے۔ اس وجہ سے بستی میں ڈاکوؤں کا جب ہنگامہ ہوتا تھا تو کل لوگ ڈر سے بھاگ جاتے تھے۔ مگر آپ اسی بے پروائی اور آزادی کے ساتھ بستی میں تشریف رکھتے تھے۔ ڈاکو بھی سمجھتے تھے کہ یہ ایک باخدا اور فقیر آدمی ہیں۔ ان کے پاس یہ

ہے کہ انہیں پریشان کریں۔ بستی والوں نے جب دیکھا کہ ان کو ڈاکو کچھ نہیں کہتے ہیں تو
ں نے بھاگنا چھوڑ دیا اور اپنے یہاں کے اسباب وزیورات و نقود ان کے پاس رکھ دیئے۔ اس
سبب سے وہ سب لوٹ مار سے محفوظ رہ جاتے تھے۔ پھر جب ہنگامہ فرو ہوتا تھا تو کل چیزیں
ن کو فوراً مل جایا کرتی تھیں۔ آپ کی صاحبزادی سے حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ محمد
مجیب اللہؒ کی پہلی شادی ہوئی تھی، جن سے حضرت مخدوم شاہ عبدالحق قطب قدس سرہٗ اور
حضرت شاہ عبدالحی قدس سرہٗ ہوئے۔ زیادہ احوال آپ کا مل نہ سکا اس لئے اس قدر پر اکتفا
ہے۔ آپ کو قطبیت شاہ جہاں آباد دہلی کی تھی۔ وفات آپ کی شب جمعہ ہفتم ماہ رمضان
مبارک ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۴ء) کو نماز صبح (فجر) کے وقت ہوئی۔ مزار مبارک شاہ جہاں آباد
دہلی میں متصل قدم شریف جہاں پہلے تالاب تھا، شرقی جانب واقع ہے۔

۱۰۰۔ حضرت شاہ نظام الدین احمد قلندر قادری قدس سرہٗ

آپ حضرت شاہ ابو تراب قلندر قادری سرہٗ جن کا ذکر اوپر ہو چکا، ان کے
صاحبزادے تھے۔ آپ نے علم ظاہری تمام آپ نے والد بزرگوار سے پڑھا اور بیعت
طریقت و تکمیل باطنی آپ کو حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قادری قلندر
شاہؒ عم بزرگوار سے اپنے ہوئی اور بعد تکمیل اجازت و خلافت بھی آپ کو حضرت
محبوب رب العالمینؒ نے عنایت فرمائی۔ آپ بھی بڑے صاحب تصرفات و کرامات
بزرگ تھے لیکن حیات ناپائیدار نے آپ کی وفا نہ کی اور حضرت محبوب رب العالمینؒ کی
وفات سے تین برس بعد اپنے والد بزرگوار کی زندگی میں ۱۱۲۷ھ (۱۷۱۴ء) میں وفات
فرمائی۔ اس وجہ سے آپ سے سلسلہ فقر جاری نہ ہوا۔ مزار آپ کا مقام الہ آباد باغ محب
اللہ میں ہے۔

۱۰۱۔ حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ محمد مجیب اللہ قلندر قادری قدس سرہ'

حضرت محبوب رب العالمینؒ کے خلفاء میں حضرت تاج العارفینؒ نہایت ہی سر بر آوردہ اور کامل و مکمل تھے۔ آپ کا حال بھی رسالہ معارف پھلواری اور سالہ نظام المشائخ کے متعدد نمبروں میں پیر مجیب کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے اور کتاب تذکرۃ الکرام مولفہ شاہ ابوالحیات پھلواروی قدس سرہ' میں اور سالہ انوارالاولیاء میں بھی اس حقیر نے لکھا ہے اس لئے میں مختصر مشتے از خروارے کے طور پر درج کرتا ہوں۔

حضرت تاج العارفینؒ گیارہویں ربیع الآخر کو جمعہ کے دن قبل طلوع آفتاب ۱۰۹۵ھ (۱۶۸۳ء) کو حضرت مخدوم شاہ برہان الدین قادری پھلواروی قدس سرہ' کی دعا سے اس عالم وجود میں تشریف لائے تو حضرت مخدوم نے آپ کے والد سے فرمایا کہ میاں ظہور اللہ تمہارا یہ فرزند آفتاب ہے اسے مجھے دے دو یہ ہمارا فرزند ہے یہ فرما کر آپ زنانہ مکان میں (۱) تشریف لے گئے اور حضرت تاج العارفین کو دایہ کے ہاتھ سے اپنی گود میں لے لیا اور دائیں بائیں کانوں میں اذان اقامت حسب دستور مسنونہ خود اپنی زبان مبارک سے پکاری اور بہت کچھ دعائیں دے کر پھر آپ کو دایہ کے گود میں دے کر خوش خوش اپنی خانقاہ میں واپس تشریف لائے۔ چار پانچ برسوں کے بعد حضرت تاج العارفین کے والد ماجد حضرت شاہ ظہور اللہ قدس سرہ' نے اس سرائے فانی سے ملک باقی کی طرف کورخ فرمایا اس وقت سے تاحیات خود مخدوم شاہ برہان الدین قادری قدس سرہ' نے حضرت تاج العارفین کو اپنے آغوش عاطفت میں پرورش فرمایا اور قرآن شریف اور چند محض ابتدائی کتابیں خود اپنے ہی دست مبارک سے لکھ کر پڑھائیں۔ جب حضرت محبوب رب العالمینؒ تحصیل علوم ظاہریہ و باطنیہ سے فارغ ہو کر وطن تشریف لائے تو حضرت محبوب رب العالمینؒ کے والد

حضرت مخدوم شاہ برہان الدین قادری قدس سرہ' نے حضرت تاج العارفین کی کفالت حضرت محبوب رب العالمین ہی کے متعلق فرمادی اور خود سبکدوش ہو گئے۔ چنانچہ حضرت تاج العارفین حضرت محبوب رب العالمینؒ سے کل علوم متداولہ کی تقریباً کل کتابیں جو درس نظامیہ میں معمولی ہیں، پڑھیں۔ آخر کی کچھ کتابیں باقی رہ گئی تھیں۔ چاہتے تھے کہ جلد تحصیل علوم ظاہریہ سے فارغ ہو جائیں اور حضرت محبوب رب العالمین کا معمول تھا کہ ہر سال دو اربعین قلندریہ کھینچتے تھے اس وجہ سے اکثر سبق ناغہ ہو جایا کرتا تھا۔ ایک سال آپ کو تین تین اربعین کھینچنے کا موقع ہو گیا یہ سال حضرت تاج العارفین کے لئے تحصیل علوم سے فارغ ہونے کا تھا۔ کیونکہ کتابیں بہت کم رہ گئی تھیں اور موقع سے آپ کے بچپن کے دوست اور قرابت مند حضرت مخدوم عالم شاہ مخدوم قدس سرہ' نے آپ کے سامنے حضرت مولانا رسول نما بنارسی کا تذکرہ فرمایا اور ان کے منطق و فلسفہ پڑھانے کی بہت تعریف کی اس لئے آپ بہ اجازت حضرت محبوب رب العالمین بنارس تشریف لے جا کر حضرت مولانا کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور سلسلہ تعلیم جاری فرمایا۔ چونکہ حضرت مولانا جس طرح علوم ظاہریہ میں کمال رکھتے تھے اسی طرح علوم باطنیہ میں بھی پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ حضرت تاج العارفینؒ کا ارادہ دلی ہوا کہ مولاناؒ سے رجوع کریں۔ چنانچہ بعد حصول اجازت حضرت محبوب رب العالمینؒ حضرت مولانا سے رجوع کیا۔ یہاں تو حضرت مولانا کا بھی فیض حاصل ہو رہا تھا اور وہاں سے حضرت خواجہ محبوب رب العالمین کا فیض الگ پہنچ رہا تھا۔ اس لئے آپ نے بہ توجہ خاص ہر دو مرشدین کاملین بہت جلد مقامات سلوک طے فرماتے رہے اور چوبیس برسوں کی عمر میں پوری طرح علوم ظاہریہ سے فارغ ہو کر مقامات سلوک طریقہ قادریہ، نقشبندیہ و درودیہ، اویسیہ، وارثیہ طے فرما کر اور حضرت مولانا سے خرقہ خلافت و مثالی طریقت حاصل فرما کر وطن روانہ ہوئے اور بحکم حضرت مولانا محبوب رب العالمینؒ سے حسب مقامات وسلوک طریقہ، قادریہ، قلندریہ و سہروردیہ، فردوسیہ وطیفوریہ و چشتیہ و مداریہ و مجائیہ و جمیع طرق جنیدیہ میں مشغول ہو گئے۔

حضرت محبوب رب العالمینؒ چونکہ آپ کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے اس لئے بھتیجی یعنی حضرت مخدوم شاہ ابوتراب قلندر قادری قدس سرہ، جن کا تذکرہ اوپر گزرا ہے، صبیہ رضیہ سے حضرت تاج العارفین کی شادی کر دی اس کے بعد حضرت محبوب رب العالمینؒ نے جب دیکھا کہ حضرت تاج العارفین میں پوری قابلیت آگئی اور بنارس سے فائز المرام ہو کر آگئے تو بعد از استصواب از حضرت مولانا بنارسی قدس سرہ، وصوابدید آپ نے بتاریخ ہشتم رمضان شریف روز چہار شنبہ ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) آپ کی بیعت کر اپنے تمام سلاسل وطرق کی اجازت عامہ وتامہ دے کر اپنا خلیفہ ومجاز کل بنادیا۔

حضرت محبوب رب العالمینؒ اور حضرت مولانا رسول نما بنارسی قدس سرہ، کے آپ کو حضرت شاہ معزالدین کورجوی چشتی نے چشتیہ نظامیہ ومداریہ وطیفوریہ وشاہ محمد قاسم بہادر پوری نے اپنے طریقہ نقشبندیہ اور ملا محمد عتیق اللہ بہاری نے جلال الدین بخاری آبائی طریقہ امامیہ عتیقیہ کا آپ کو مجاز بنا کر تمامی سلاسل کا سرچشمہ بنا دیا فرحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین۔

آپ کے خلفاء بہت ہوئے منجملہ ان کے آپ کے پیر زادے اور داماد وذی النورین حضرت شمس العارفین مخدوم شاہ غلام نقشبند محمد سجاد قدس سرہ، اور آپ کے تینوں صاحبزادے حضرت شاہ محمد عبدالحق قطب اور حضرت شاہ احمد عبدالحی قدس اسرارہم اور حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ، اور آپ کے دو پوتے حضرت محی السالکین قطب الوقت حضرت شاہ مخدوم محمد نورالحق تپاں ابدال بن حضرت شاہ عبدالحق قطب قدس اسرارہما اور حضرت مخدوم شاہ شمس الدین ابوالفرح بن حضرت شاہ عبدالحی قدس اسرارہما وغیرہ تھے جن کی تفصیل کتاب تذکرۃ الکرام (۲)(۳) سے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور اکثروں کا تذکرہ مستقل طور پر آگے آتا ہے۔

آپ کی وفات بستم شہر جمادی الثانی بروز شنبہ ۱۱۹۱ھ (۱۷۷۷ء) قریب نصف النہار بہ عمر نود و شش سال ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا پھلواری میں خانقاہ مجیبیہ سے دکھن احاطہ میں

میں ایک بہت بلند گنبد کے اندر زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

(۱) حضرت مخدوم قدس سرہ ‘ سے اور حضرت شاہ ظہور اللہ قدس سرہ ‘والد حضرت تاج العارفین سے قرابت خاص تھی یعنی حضرت شاہ ظہور اللہ قدس سرہ ‘حضرت مخدوم کے برادر نسبتی تھے۔اس لئے عورتوں کو آپ سے پردہ نہ تھا۔

(۲) تذکرۃ الکرام (اردو ترجمہ از مولوی سید محمد یعقوب) سے کچھ اہم واقعات کے اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ نعمت اللہ۔

(الف) ایک دفعہ شاہ عالم بادشاہ آپ کی زیارت کو تشریف لائے۔ حضور میں اطلاع ہوئی۔ آپ نے اجازت دی اور بادشاہ خلوت میں تشریف لے گئے۔ کچھ دیر باتیں رہیں۔ حضرت تاج العارفین کو خیال ہوا کہ اسلام کا بادشاہ آیا ہے کچھ ہدیہ دینا چاہئے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص ایک دونہ (خشک پتے اور بانس کی تیلیوں سے بنی ہوئی ٹوکری) گلاب کا پھول نذر لایا۔ چونکہ فصل نہ تھی، لوگوں کو حیرت ہوئی کہ کہاں سے لایا۔ اور وہ بہت محظوظ ہوئے۔ حضرت تاج العارفین نے مسلم دونہ ہی بادشاہ کے آگے بڑھادیا کہ فقیروں کی طرف سے ہدیہ ہے۔ جب بادشاہ خلوت سے باہر آئے تو ارکان دولت سے گویا ہوئے کہ شمشیر و سلاح کا امیدوار آیا تھا لیکن آپ نے بے موسم کے پھول عنایت فرمائے، جن سے میں یہ فال لیتا ہوں کہ ملک گیری اور جہان داری میں میرا نام نہیں ہوگا۔ ہاں اولاد بہت ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تذکرۃ الکرام اردو ترجمہ مولوی سید محمد یعقوب)

(ب) قاسم علی خاں صوبہ (دار) کو ایک دفعہ ارکان دولت کے توجہ دلانے سے خیال ہوا کہ حضرت تاج العارفین کی خانقاہ کا کچھ روزینہ مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ مبلغ تین سو روپے نقد اور ایک پروانہ مبلغ پانچ روپیہ یومیہ کا بھیجا کہ وارد صادر کی خدمت کے لئے پانچ روپیہ روزانہ خزانہ کی طرف سے ملا کرینگے۔ اور یہ تین سو نقد نذر ہے۔ جن دنوں کا یہ واقعہ ہے اس وقت قاسم علی خاں کا وہ رعب تھا کہ سمندر کی مچھلیاں اور ہوا کے پرند بھی اس کے نام سے تھراتے تھے۔ لیکن حضرت تاج العارفینؒ نے پروانے کی پشت پر یہ لکھ کر واپس کیا کہ جس کریم کے در پر بیٹھا ہوں اس نے اب تک اپنا معمول موقوف نہیں کیا۔ پھر کیا ضرور ہے کہ کسی دوسرے کے دروازے (پر) جاؤں والسلام۔

فتنہ و فساد کا زمانہ پہونچا اور فرنگیوں سے جنگ شروع ہوئی تو قاسم علی خاں کو اس میں شکست کھا کر بھاگنا پڑا۔ اس بھگیڑ میں قاسم علی خاں نے پہلی منزل پھلواری میں کی۔ رات کے وقت حضرت تاج العارفین کے پاس آدمی بھیجا کہ ملاقات چاہتا ہوں۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ملاقات کا کوئی فائدہ

نہیں۔ میں غائبانہ دعاگو ہوں۔ نواب کو اس جواب سے بھی حیرت ہوئی کہ آج بھی بڑے بڑے امر
میری ملاقات کو غنیمت سمجھتے ہیں۔ اس نے اپنے آدمی سے کہا کہ سنو جی! ہو نہ ہو یہ بڑے کامل فقیر ہیں
کامل کے سوا اور کسی میں ایسی ہمت ممکن ہی نہیں۔ پھر جاؤ اور بہت منت سے عرض کرو کہ ملازمت
ہے۔ آدمی دوبارہ گیا مگر وہی پہلا سا جواب ملا۔ اب تو قاسم علی خاں سے رہا نہ گیا اور خود پہونچا۔ فقیر کے
دربان تو تھے ہی نہیں کہ روک ٹوک ہوتی۔ خلوت میں پہونچ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے بھی جواب
(کا) دیا اور اخلاق محمدی سے پیش آئے۔ قاسم علی خاں نے عرض کیا کہ میں حضور کے حکم کا
ہوں۔ اگر حکم ہو تو اس وقت بھی فوج کی بندہ کو کمی نہیں ہے۔ صرف آپ کی مرضی پالینے کا انتظار ہے۔
سے اگر اجازت ملے تو میں دشمنوں پر اب بھی چرب ہوں اور غالب آسکتا ہوں۔ آپ چپ رہے۔ نواب
دوسرے انداز سے پھر اسی کو چھیڑا اور کہا کہ سب لوگ بہی خواہان دولت ہماری رائے سے متفق ہیں۔
حضور کی اجازت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کہنے اور رائے دینے کی اور بات ہے۔ جب تک کام انجام
رائے پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ میں کامیابی کے آثار نہیں دیکھتا تو کیوں کر کہہ دوں کہ ہاں لڑ پڑو۔
رخصت ہوا اور دوسرے دن ایک پالکی دو ہزار روپے کی لاگت کی نذر لایا۔ آپ نے اسے منظور نہ کیا۔
اسے خانقاہ کے دروازے پر چھوڑ کر بہ حسرت رخصت ہوا۔ ندیموں سے کہتا تھا کہ افسوس میں نے
جانا کہ ایسا شیر ہماری قلمرو میں رہتا ہے ورنہ وقت سے پہلے میں ملازمت میں حاضر ہوا ہوتا۔ اور فائدہ
ہوتا۔ سچ ہے خدا کے سچے دوستوں میں اس بلا کا جلال ہوتا ہے کہ دنیاوی بادشاہ کی کوئی ہستی نہیں۔

۱۰۲۔ حضرت شمس العارفین مخدوم شاہ غلام نقشبند محمد سجاد قلندرؒ

آپ کا احوال معارف پھلواری ماہ صفر ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۳ء) میں تفصیل سے شائع ہو
چکا ہے اور تذکرہ الکرام مولفہ مولوی شاہ ابوالحیات قدس سرہ، و حضرت محی الساکین مو
شاہ محمد انوار الحق قلندر پھلواروی قدس سرہ، نے رسالے انوار طریقت میں بہت تفصیل کے
ساتھ لکھا ہے کہ میں بھی ان ہی سب تحریروں کو درج کرتا ہوں۔

۱۱۱۶ھ (۱۷۰۴ء) میں آپ پیدا ہوئے حضرت محی الساکین تحریر فرماتے ہیں کہ
جس زمانے میں حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ مجھے مراقبہ اعیان کی تعلیم فرمارہے
تھے بر سبیل تذکرہ ایک دن یوں ارشاد فرمانے لگے کہ میں جس زمانے میں مراقبہ اعیان

مشق کر رہا تھا میاں غلام نقشبند اعلی اللہ درجتہ بہت صغیر سن تھے اور اس قدر علیل تھے کہ کل لوگ ناامید ہو گئے تھے۔ ایک دن مجھ سے حضرت پیرو دستگیر محبوب رب العالمینؒ نے حجرہ اقدس میں طلب فرما کر یوں ارشاد فرمایا کہ دو برس گزرے کہ میں نے حالت مراقبہ میں ایک بار دیکھا کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ' سامنے تشریف فرما ہیں اور نہایت شفقت و نوازش کے ساتھ ارشاد فرما رہے ہیں کہ خدا تم کو ایک ایسا فرزند عنایت فرمانے والا ہے جو بہت بڑا عارف کامل صاحب مقامات جلیلہ و احوال رفیعہ و صاحب کشف و کرامات ہو گا مگر یہ تو کہو کہ تم اس کا نام کیا رکھو گے میں نے عرض کیا کہ جو ارشاد ہو فرمایا کہ میں اس کا نام محمد سجاد رکھتا ہوں اور اسی وقت سے تمہیں اس کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس واقعے کو سال بھر بھی نہ ہوا تھا کہ خدائے پاک نے ایک فرزند جمیل عطا فرمایا میں سمجھا کہ یہ وہی فرزند مبشر یہ ہے اس لئے تعمیل ارشاد کے خیال سے اس کا نام محمد سجاد رکھا مگر افسوس کہ وہ کچھ ہی دنوں بعد بقضائے الٰہی فوت ہو گیا۔ صدمہ تو بہت ہوا مگر حیرت یہ تھی کہ خلاف ارشاد کیونکہ وقوع میں آیا۔ آخر کئی دنوں کے بعد ایک بزرگ سے خواب میں مبشر ہوا دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ موعود مبشر یہ نہ تھا بلکہ ایک دوسرا ہے جو بہت جلد اس کے نعم البدل کے طور پر تمہیں عنایت ہو گا۔ چنانچہ وہ بشارت پوری اتری کہ اس خالق دو جہاں نے پھر ایک نور نظر عنایت فرمایا میں نے بہ نظر تعمیل حکم اس کا نام پھر محمد سجاد رکھا مگر چونکہ اقران و احباب اس راز سے واقف نہ تھے اس لئے یہ تکرار تسمیہ انہیں بالکل انوکھی سی معلوم ہوئی اور اسے بدشگونی کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور ہر شخص مجھے تنگ کرنے لگا کہ تم نے یہ کیا نام رکھا ہے۔ چونکہ افشائے راز مناسب نہ تھا اس لئے مجبوراً احباب و اقران کی خاطر سے ایک دوسرا نام یعنی غلام نقشبند رکھنا پڑا اور نہ در حقیقت اس کا نام وہی محمد سجاد ہے اب یہ اس قدر بیمار ہے کہ کچھ امید باقی نہیں ہے ذرا تم مراقبہ اعیان کے ذریعہ سے دریافت تو کرو کہ اس علالت کا مآل کیا ہے۔ میں اسی وقت اٹھا اور ایک گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر حسب الحکم مراقبہ اعیان میں مشغول ہو گیا۔ دیکھا کہ میاں غلام نقشبند سلمہ اللہ تعالیٰ بوڑھے ہیں۔ داڑھی کے بال اکثر سفید اور بعض دانت ٹوٹے

ہوئے ہیں اور میری دو لڑکیاں یکے بعد دیگرے ان کے بائیں بیٹھی ہوئی نظر آئیں۔ اس کے بعد دو لڑکیاں کم سن ان کے سامنے دیکھیں۔ جن دونوں کو میں نے پھر بہت بوڑھی دیکھا۔ جب اس مراقبے سے فارغ ہوا سمجھا کہ میری دو لڑکیاں یکے بعد دیگر ان کے عقد مناکحت میں آئیں گی اور ان سے دو لڑکیاں ہوں گی مگر حضرت پیر دستگیر محبوب رب العالمین قدس سرہ' کے حضور میں شرم اور لحاظ کی وجہ سے اس قدر تفصیل کے ساتھ تو عرض نہ کیا ہاں اس قدر جاکر ضرور عرض کیا کہ غلام نے غلام نقشبند سلمہ اللہ تعالیٰ کو بوڑھا دیکھا ہے۔ حضرت پیر دستگیر نے مجھ سے اس قدر سن کر تبسم فرمایا اور کہا کہ الحمد اللہ علی علم القدیم۔ اس تبسم کی وجہ سے میں نے سمجھا کہ غالباً حضرت نے اس امر کو مجھ سے قبل خود دریافت فرمایا تھا۔

حسب تحریر حضرت محی السالکینؒ، آپ کی ابتدائی تعلیم بذات خاص حضرت محبوب رب العالمین نے فرمائی مگر جب حضرت محبوب رب العالمینؒ کا وصال ہو گیا تو آپ کی تعلیم و تربیت کے کفیل حضرت تاج العارفینؒ ہوئے۔ علوم ظاہریہ کے ساتھ ہی علوم باطنیہ کی بھی تعلیم ہوتی جاتی تھی مگر تحصیل کی کیفیت یہ تھی کہ دم بدم اور لحظہ بہ لحظہ معلومات بڑھتی تھیں اور علوم اکتسابیہ سے زیادہ علوم وہبیہ کا القا آپ کے قلب پاک پر ہوتا رہتا تھا۔

روزانہ حضرت حضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استفادہ علوم ظاہریہ و باطنیہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت محبوب رب العالمینؒ کے وصال کے دوسرے یا تیسرے دن کا واقعہ حضرت محی السالکین قدس سرہ'، حضرت تاج العارفین کے روایت سے یوں تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت حضرت شمس العارفین شاہ غلام نقشبندؒ کل آٹھ برس کے ہوئے تھے نماز عصر کے بعد کچھ لوگ حضرت تاج العارفینؒ کے حضور میں بمقام خانقاہ عرفان پناہ حضرت محبوب رب العالمین بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت شمس العارفین، حضرت تاج العارفین کے داہنے طرف پہلو سے سٹے ہوئے تشریف فرما تھے کہ حاضرین مجلس میں سے کسی نے حضرت تاج العارفین سے مسئلہ جبر و قدر کے متعلق استفسار کیا۔ حضرت تاج العارفین ابھی کچھ جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت شمس العارفین نے کچھ بولنا چاہا مگر پھر کچھ سوچ کر ذرا شرما کر

چپ ہو رہے۔ حضرت تاج العارفین نے اس ادا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا کہ کیا آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اگر کہنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ فرمایئے ہم لوگ بھی مشتاق ہیں۔ حضرت شمس العارفین عرض رسا ہوئے کہ اگر اجازت ہو تو اس مسئلہ کے متعلق خاکسار کچھ عرض کرے اس پر حاضرین مجلس آپ کی کمسنی اور اس جرأت پر مسکرانے لگے اور حضرت تاج العارفین نے بھی شفقت سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ہاں ہاں ضرور ضرور آپ ہی ارشاد فرمایئے۔ مگر آپ نے اس کمسنی کے عالم میں ایسے مہتم بالشان اور معرکۃ الآراء مسئلے پر اس وقت برجستہ ایسی عمدہ اور معنی خیز اور دقیق بحث فرمائی اور اس طرح مسائل کو سمجھایا کہ اس کی پوری تشفی ہو گئی۔ جب تک آپ تقریر فرماتے رہے حاضرین ہمہ تن محو حیرت بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت تاج العارفین درمیان تقریر بار بار سبحان اللہ اور ماشاء اللہ بے اختیار کہہ اٹھتے تھے۔ ختم تقریر کے بعد حضرت تاج العارفین نے آپ کو فوراً گود میں اٹھالیا اور بہت پیار کیا اور بہت بہت دعائیں دیں۔ اس کے بعد حضرت تاج العارفین اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ محبوب رب العالمین کو یاد کر کے بہت روئے۔ یہاں تک کہ جب گریہ حد سے زیادہ مستولی ہوا تو آپ مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور دیر تک لپٹ کر روتے رہے۔ جب کچھ سکون ہوا تو وہیں نماز عشاء وغیرہ سے فراغت کر کے مزار مبارک کے سامنے مراقب بیٹھ گئے اور صبح تک بیٹھے رہے پھر اٹھ کر خانقاہ میں حضرت خواجہ کے تشریف لا کر نماز صبح (فجر) باجماعت ادا کی اس کے بعد حضرت شمس العارفین قدس سرہ کو بلا کر قریب بٹھایا اور پھر رونے لگے آخر گریہ کو ضبط کر کے حاضرین سے فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر محبوب رب العالمین نے کئی مصلحتوں سے آپ کی بیعت نہیں لی مگر آج مجھے حکم ہوا ہے اس لئے میں فاتحہ چہارم کے بعد آپ کی بیعت لے کر سجادہ پر حضرت پیر دستگیر قدس سرہ کے انہیں بٹھا دیتا ہوں۔ حاضرین اس بشارت کو سن کر نہایت خوش ہوئے اور بات کی بات میں یہ خبر تمام بستی میں پھیل گئی۔ چنانچہ ۲۳ جمادی الاول ۱۱۲۴ھ (۱۷۱۲ء) کو حضرت تاج العارفین نے بروز فاتحہ چہارم بیعت لے کر بحضور اکثر مشائخ عصر حضرت شمس

العارفین قدس سرہ کو سجادہ عمادیہ پر بٹھادیا۔ اس کا ذکر تذکرۃ الکرام میں یوں لکھا ہے کہ "دراندک زمانہ از تحصیل علوم ظاہری و کسب معارف باطنی فراغتے دست دادو از ہمسبقاں گوئے سبقت در میدان معرفت ربودند و بر سجادہ پدر بزرگوار خود نشستند و بہ ہدایت خاص و عام مجاز گردیدند۔ الخ"۔ حضرت تاج العارفین نے حضرت محبوب رب العالمین کے فاتحہ چہارم کی شرکت کے لئے جن جن مشائخ و عمائد کو دعوت دی تھی وہ سب کے سب حضرت شمس العارفین کے سجادہ نشینی کے وقت موجود تھے۔

پٹنہ محلہ کیواں شکوہ معروف بہ کواکھوہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت شاہ محمد عارف قلندر قدس سرہ' بھی مدعو کئے گئے تھے مگر بوجہ پیران سالی کے تشریف نہ لا سکے اور معذرت کا ایک خط حضرت تاج العارفین کے نام بھیجا جو اس وقت تک خانقاہ عمادیہ پٹنہ میں موجود ہے۔ یہاں اس کی نقل ہدیہ ناظر کرتا ہوں وہو ہذا۔

"مایۂ مانیاز کیشان حضرت مولوی شاہ محمد مجیب اللہ سلمکم اللہ وابقاکم پس از اہدائے ہدیہ سلام کہ مسنون لاسلام است و دستور اہل اسلام ملتمس مرام ہستم معذرت نامہ مشتمل بر استعذار از عدم شرکت در فاتحہ چہارم حضرت خواجہ پاک نوشتہ ام امید است کہ ملاحظہ عالی گزشتہ باشد اکنون بگوش این بیہوش کہ ہمہ تن مصداق پیری و صد عیب است خبر سجادہ نشینی نوبادۂ گلزار معرفت میاں غلام نقشبند اوصلہ اللہ الٰی تمناہ رسید از آنجا کہ ما از مرہ ارادت کیشان بزرگان قلندریہ ام و با حضرت عماد الدین کہ محبوب رب العالمین بود رشتہ خلوص محبت و حسن عقیدت محکم میداشتم و میدارم ازین خبر فرحت اثر در ہجوم غموم صورت مسرتے پیش نگاہ آمد۔ ہماناکہ اگر انسب واولٰی بود ہمیں بود کہ شد خدا ایش تا در حیات عالیہ رسا تادو صاحب مقامات رفیعہ کناو بالنون والصاد۔ و نیز ما انکہ ضعف پیرانہ سالی غالب است و قوائے ظاہری و باطنی مغلوب لاماہمت بزرگان کار کرد کہ قطعہ مشتمل بر تاریخ جانشینی بہم آمد ہدیۃً درج ذیل است ؎

قطعہ

نقش بند نگین صدق و صفا	منبع ابتداء مصدر فضل
فخر اعیان محمدؐ سجاد	اصغر سن و سال و اکبر فضل
زیب سجادۂ پدر گردید	یاکہ آمد نیاز و بر فضل
سال تاریخ خواست چوں عارف	ہاتف غیب گفت "جوہر فضل"

۱۲۴۱ھ

حضرت شمس العارفین قدس سرہ' کا حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوتے رہنا۔ تذکرۃ الکرام میں بھی منقول ہے جیسا کہ ایک جگہ لکھا ہے۔

"حضرت شیخ العارفین می فرمودند کہ شاہ غلام نقشبند قدس سرہ' را اکثر با خضر علیہ السلام ملاقات بودے و بر صورت مختلفہ بر ایشان آمدے۔ الخ"۔

حضرت محی السالکین اپنے رسالہ انوار الطریقت میں ضمناً آپ کا ذکر آ گیا ہے۔

باوجویکہ کہ آپ اپنی حالتوں کے چھپانے کی حتی الوسع بہت کوشش کرتے تھے پھر بھی آپ سے خرق عادات و کرامات کا ظہور بہت ہوا کرتا تھا چنانچہ تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے "و آداب سلوک بس مرعی داشتے و تاوسع از تصرفات خود را دور داشتے"۔ الخ

حضرت محی السالکین رسالہ انوار اطریقت میں حضرت تاج العارفین کا ذکر فرماتے ہوئے یوں لکھتے ہیں "و خوارق حضرت پیر دستگیر من و خوارق خلفائے آنحضرت قدس سرہ' بسیار است۔ مثل زندہ شدن والدہ شیخ بدیع الدین مرحوم بعد مردن' از تصرفات قبلۃ السالکین و کعبۃ المسترشدین شمس العارفین حضرت شاہ غلام نقشبند قدس سرہ' کہ خلف و جانشین پیران پیر حضرت جدی محبوب رب العالمینؒ و از ارشد و اکمل خلفائے متین این طریقہ و داماد بار شد و ارشاد آنحضرت بودند و ایں حقیر نالائق داماد و جاروب کش آستانہ فیض نشان ایشان است و دیگر کرامات آں را برائے امراض ایشان قدس سرہ است۔"

جن حضرات کو زیادہ دیکھنا ہو وہ تذکرۃ الکرام اور رسالہ انوار الطریقت کا مطالعہ کریں۔
آپ کے ہمعصر حتیٰ کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت تاج العارفینؒ اور آپ کے دیگر خواجہ تاشان طریقت بلکہ اس وقت سے لے کر اس وقت تک کل لوگ آپ کے ولی مادر زاد ہونے پر اتفاق رکھتے ہیں۔ چنانچہ تذکرۃ الکرام میں بھی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ سے روایتاً درج ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "شاہ غلام نقشبند ولی مادر زاد بود و بخیر ذکر و فکر ہیچ نداشتند کہ در عالم کیست و چیست و معصوم محض بود" اور نیز اسی تذکرۃ الکرام میں حضرت شاہ نعمت اللہؒ اور حضرت شاہ خدا بخش (۱) مجیبی رحمۃ اللہ کی روایتوں سے رئیس الابدال کا شمس العارفین قدس سرہٗ کی استقامت بخشی کے لئے آنا اور حضرت خضر علیہ السلام کا آپ کی ترقی مقامات کے لئے آتے رہنا اور حضرت قطب ربانی غوث صمدانی حضرت غوث الثقلینؒ کا آپ کو ایک ایسا درجہ رفیعہ عطا کرنا جو حضرت غوث پاکؒ کے سوا کبھی کسی ولی کو نہ ملا تھا مذکور ہے۔
آپ کے معاصرین آپ کی اس قدر تعظیم کرتے تھے کہ دیکھنے والوں کو دھوکہ ہوتا تھا کہ آپ ان لوگوں کے پیر یا مرشد تو نہیں ہیں۔ حضرت تاج العارفین کے بعد اگر کسی کی تعظیم کرتے تھے تو آپ ہی کی تعظیم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خود تاج العارفینؒ بھی باوجودیکہ آپ کے پیر و مرشد تھے مگر بلحاظ سجادہ عمادیہ آپ کی اس قدر تعظیم کرتے تھے کہ جب کبھی آپ حضرت تاج العارفینؒ کے حضور میں تشریف لے جاتے تھے تو حضرت تاج العارفینؒ آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے سروقد کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور جب سے آپ حضرت محبوب رب العالمینؒ کے سجادہ پر رونق افروز ہوئے کبھی آپ کے سامنے حضرت تاج العارفینؒ دوزانو کے سوا کسی اور نشست سے نہ بیٹھے اور ہمیشہ آپ کو حق آگاہ اور معارف دستگاہ وغیرہ جیسے کلمات تعظیم سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت تاج العارفینؒ کے خلفاء میں آپ کا درجہ تقرب بارگاہ رسالت میں سبھوں سے اعلیٰ وارفع تھا۔ تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے کہ "دیگر حکایات قرب و منزلت ایشان ببارگاہ رسالت از حد و احصا افزوں است و از فہم عوام بیرون۔ لاجرم بر بن رشحہ از سحاب و قطرہ از دریا

اختصار کردہ آمد"۔

آپ کے معلومات اور مکاشفات بہت ہیں۔ کتاب فضل النبی اور، تبلیغ الحاجات الی مجیب الدعواۃ ودیگر کتب وظائف حضرت تاج العارفین میں زیادہ حصہ آپ ہی کے معلومات و مکاشفات کا ہے، جو اکثر اذکار و اشغال بھی آپ کی معلومات سے ہیں چنانچہ خاندان مجیبیہ میں جو ذکر ہوالحق دائرو سائرہے آپ ہی کے معلومات سے ہے۔

آپ کے سجادہ نشینی کے بعد حضرت تاج العارفینؒ نے اپنی ایک صاحبزادی رضیہ کے ساتھ آپ کی شادی کر دی۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو دوسری دختر آپ کی زوجیت میں دے دی۔ حضرت شاہ نعمت اللہ قادری قدس سرہ' فرماتے ہیں کہ اس رو سے حضرت شمس العارفینؒ، حضرت تاج العارفین کے ذی النورین تھے۔

آپ کی صرف دو صاجزادیاں تھیں۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کی بڑی صاجزادی کو حضرت تاج العارفینؒ نے اپنے بڑے پوتے حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نورالحق قدس سرہ سے بیاہ دیا اور چھوٹی کو حضرت مولانا شاہ شمس الدین ابو الفرحؒ سے بیاہ دیا۔ اس رو سے حضرت محی السالکینؒ اور حضرت شاہ شمس الدین ابو الفرحؒ، حضرت تاج العارفینؒ کے نواسی داماد بھی ہوئے۔ غرض کہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک حضرت شمس العارفینؒ کی نسل دونوں صاجزادیوں سے جاری ہے۔

ایک بار حضرت تاج العارفین مع اہل و عیال ڈائنوں کے خیال سے پٹنہ تشریف لائے تھے کہ وہاں حضرت شمس العارفین کو مرض الموت لاحق ہوا۔ اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں پر صرف تذکرۃ الکرام کی عبارت لکھ دینا کافی ہے وھو ہذا۔

"غم حضرت خواجہ عمادالدین قلندرؒ تازہ گردید باوجود انسداد راہ از ہنگامہ جنگ کہ درمیان ناظم شہر و سرداران برگیان بود و بہما نجا حضرت تاج العارفینؒ تجہیز و تکفین کردہ۔ نعش مطہر را بہ قصبہ پھلواری رسانیدہ بجوار پدر بزرگوار شان حضرت مجیب رب العالمینؒ جانب پائیں دفن فرمودند۔"

یہ حادثہ جانکاہ شب دوشنبہ سوم ذیقعدہ و بعد از انقضائے نصف شب ۳ے ۱۱ھ (۱۷۶۰ء) کو واقع ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی وفات کے بعد جب تاج العارفینؒ بغرض دفن نعش مبارک حضرت شمس العارفینؒ پھلواری میں تشریف لائے تو مع اہل و عیال چلے آئے اور پھر پٹنے نہ گئے۔ فاتحہ چہارم کی شب کو حضرت محبوب رب العالمینؒ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور مزار مبارک سے لپٹ کر بہت روئے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر حضرت شمس العارفینؒ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے۔ یہاں بھی بیٹھے روتے رہے اور حضرت محی السالکین مولانا شاہ نورالحق قدس سرہ برابر آپ کے ساتھ تھے۔ پھر وہاں سے دونوں بزرگ روتے ہوئے اٹھے اور خانقاہ عمادیہ (۲) میں پہنچے اور مراقب بیٹھ گئے۔ قریب صبح مراقبے سے سر اٹھایا اور تجدید وضو فرمایا اتنے میں اور لوگ بھی آگئے۔ نماز باجماعت ادا فرمائی۔ بعد نماز سبھوں کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ سب لوگ باادب بیٹھ گئے حضرت تاج العارفینؒ نے رو کر فرمایا کہ ہم سمجھتے تھے کہ میاں غلام نقشبند سے حضرت محبوب رب العالمینؒ کا سجادہ آباد رہے گا مگر افسوس۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ... روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

رات جو میں مزار مبارک پر محبوب رب العالمین کے حاضر ہوا تو جس وقت میں مزار مبارک سے لپٹا ہوا تھا، بار بار دیکھتا تھا کہ حضرت کی نگاہ میاں نورالحق سلمہ کی طرف ہے کئی بار جب اس طرح دیکھا تو اٹھ کر مراقب ہو گئے۔ ابھی کچھ عرض کرنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت نے خود فرمایا کہ میاں نورالحق کو ہمیں دیدو ہم نے عرض کیا کہ وہ تو آپ کا ہے ہی۔ ارشاد ہوا کہ ہاں میری بھی خواہش ہے کہ میرا گھر اب اس سے آباد ہو اور میری خانقاہ کی رونق اب اس سے ہو میں نے اس کو اپنی اور ان کی یعنی حضرت محی السالکین کی سعادت سمجھ کر سر تسلیم خم کر دیا اور عرض کیا کہ غلام ہر طرح راضی ہے اس کے بعد میاں کے مزار پر پہنچا یہاں مراقب بیٹھا ہی تھا کہ میاں نے کہا کہ محبوب رب العالمین کا سجادہ ویران نہ ہو میاں نورالحق اگرچہ کمسن ہیں مگر بفضلہ ہر طرح سے اس کی قابلیت رکھتے ہیں۔ یہ کہہ کر میاں

چپ ہو گئے اور سر نیچا کر کے اپنی بڑی لڑکی کے بارے میں کہا کہ یہ بھی اب تو سن مرافقت
کی آخری حد تک پہنچ گئی۔ ہم نے ان کی باتوں کو سن لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ یہاں آکر بارگاہ
رسالت سے اس کے متعلق دریافت کیا وہاں سے بھی یہی ارشاد ہوا اس لئے آج فاتحہ چہارم
کے بعد ان کی دستار بندی کی رسم بھی ادا ہو جانا ضروری ہے۔ چنانچہ بروز فاتحہ چہارم حضرت
شمس العارفینؒ، حضرت تاج العارفینؒ نے حضرت محی السالکینؒ کو اجازت و خلافت جمیع
سلاسل کی جس کے وہ مجاز تھے دے کر بحضور اکثر مشائخ جوار و عمائد روزگار سجادہ حضرت
محبوب رب العالمینؒ پر بٹھادیا اور تبرکات جو حضرت سید شاہ محمد فاضل قلندرؒ سے حضرت
محبوب رب العالمینؒ کو عنایت ہوئے تھے اور وہ موئے مبارک جس کی زیارت ہر مہینے کی
بارہویں تاریخ کو چاشت کے وقت خانقاہ عرفان پناہ حضرت مخدوم شاہ برہان الدین معروف
بحضرت لعل میاں صاحبؒ میں زمانہ قدیم سے ہوتی آتی تھی۔ جس کا سلسلہ بفضلہ تعالیٰ خانقاہ
شریف میں حضرت محبوب رب العالمین کے بمقام پٹنہ منگل تالاب جاری ہے اور یہ موئے
مبارک وہی ہے جو حضرت شاہ امیر عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے آباؤ اجداد کے
وقت سے چلا آتا تھا اور ان کی اولاد میں سلسلہ بسلسلہ حضرت شمس العارفین کو ملا تھا حضرت
محی السالکین کے سپرد کیا۔

اکثر کتابیں آپ کے دست خاص کی لکھی ہوئی خانقاہ عمادیہ پٹنہ میں موجود ہیں (۳)۔

(۱) آپ حضرت تاج العارفینؒ سے بیعت تھے۔ حضرت تاج العارفینؒ نے حضرت خدابخش کو
دہلی جا کر لوگوں کی ہدایت کا کام سونپا۔ وہاں پینتالس (۴۵) برس تک آپ نے لوگوں کی ہدایت کی۔ آپ
دہلی میں تشریف رکھتے تھے، جب غلام قادر خاں کا ہنگامہ ہوا۔ آپ بڑے پیر پرست تھے۔ آپ کا نسب بواسطہ
سید زین الدین، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے ملتا ہے۔ ۵ رجب وقت ظہر ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۵ء) کو وصال
ہوا۔ حضرت رسول نما قدس سرہٗ کے مزار سے متصل پچھم جانب آپ کا مزار ہے۔ (منقول از
تذکرۃ الکرام۔ اردو ترجمہ مولوی سید محمد یعقوب) نعمت اللہ۔

(۲) بعض لوگوں کو خانقاہ ہونے سے حضرت محبوب رب العالمین کے انکار ہے۔ اس لئے رسالہ
مقصود القاصدین کی کتابت کی نقل درج کرتا ہوں۔ "تمام شد کتاب مسمی بہ مقصود القاصدین بروز یکشنبہ

بتاریخ سیز دہم شہر شعبان المعظم ۱۴جلوس در قصبہ پھلواری بدائرہ حقائق آگاہ میاں شاہ عماد الدین درویش بوقت دو گھڑی روز ماندہ بود اتر مان صورت تحریر تمامی یافت بید سید پیر محمد بجہت فضیلت پناہ حقایق دست گاہ شاہ مجیب اللہ در عمل صوبہ داری سر بلند خاں''۔ مولوی حسیب اللہ۔

(۳) مولانا شاہ حسین میاں خلف مولانا قاری شاہ سلیمان پھلواروی مغفور۔نے حضرت شاہ سجاد پھلواروی کے متعلق رسالہ بہارستان ۱۹۳۱ء میں مضمون شائع فرمایا تھا۔اس سے اقتباس پیش ہے۔

سجاد تخلص۔آپ بچپن سے ذہین اور ذکی واقع ہوئے تھے۔طبیعت شاعری کی طرف مائل تھی۔جب شاہ عالم ثانی حضرت شاہ مجیب اللہ قلندر قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے تو بصد حسن وعقیدت حضرت شاہ غلام نقشبند کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے۔نواب میر قاسم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔نمونہ کلام یہ ہے۔

مری حسرتیں دل میں گھبراتیاں ہیں — نکلنے کی راہیں نہیں پاتیاں ہیں
ادھر بدلیاں ہیں ،ادھر میری آنکھیں — وہ پانی ،تو یہ اشک برساتیاں ہیں
موا جائے سجاد ہے جس کے غم میں — وہ شکلیں نگاہوں میں کیوں آتیاں ہیں
ٹک میری طرف سے باد صبا کہیو جاکر صیاد ستی — اب جان لبوں پر بلبل کی پہنچی ہے تری بیداد ستی
توڑا ہے وہ کب کا تقویٰ کو بھٹی میں تو اسکی گزرے ہے — سجادہ و مسجد کی بابت مت پوچھو اب سجاد ستی
سمجھاؤں ہوں یہی دل نا کام کے تئیں — آغاز بیچ سوچ انجام کے تئیں
کیا جاوے گا بگڑ کہیں قدرت کا ہاتھ ٹک — دیوے پلٹ جو گردش ایام کے تئیں
بولے ہے شیخ مجھ ستی ساقی کو کہدو تم — ایدھر کو بھی بڑھا دے کسو جام کے تئیں
سجاد کا ہے کھینچے ہے تو آہ نا رسا — توڑے ہے کوئی بھی شہر خام کے تئیں
بھیج دیویں گے کلیجہ اپنا — یہی سوغات بہت بھاری ہے
خوگر غم کے تئیں بھی سجاد — غم مافات بہت بھاری ہے
صدقے ترے ساقیا آج لگا دے سبیل — وارد میخانہ ہے زاہد پرہیز گار

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد دوم۔

دم بھی گھوٹے ہے درد ستی نکلے نہیں ہے جان بھی — ہائے زمین سخت ہے دور ہے آسمان بھی

صوفیائے بہار اور اردو، از محمد معین الدین دردائی۔

۱۰۳۔ حضرت شاہ انعام الدین قلندر قدس سرہ‘

آپ حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندرؒ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں پچیسویں جمادی الاول کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ ابتدائی سن میں آپ نے عم محترم حضرت شاہ ابوتراب قلندر قدس سرہ‘ سے پڑھا پھر حضرت تاج العارفینؒ نے آپ کی تعلیم اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ یہاں تک کہ آپ نے تمام علوم متداولہ درسیہ سے فراغت پائی۔ آپ جید الاستعداد عالم تھے۔ علم مناظرہ میں آپ کو ایک خاص مہارت تھی۔ مخالف کو محض دو چار باتوں میں اس طرح بند کر دیتے تھے کہ اس کو بجز تسلیم یا سکوت کے کوئی چارہ ہی نہ ہوتا۔ تعلیم علوم باطنیہ آپ نے بہ تمام حضرت تاج العارفینؒ سے حاصل فرمائی۔ بڑے بڑے مجاہدے آپ نے کئے اور متعدد سخت سے سخت چلے کھینچے۔ حضرت تاج العارفینؒ آپ کی روز افزوں ترقی دیکھ کر بہت متعجب ہوتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدا چشم بد سے بچائے آپ کو اپنے اخ معظم حضرت شمس العارفین قدس سرہ‘ سے ایک خاص محبت تھی۔ کبھی بھائی سے الگ رہنا پسند نہ فرماتے تھے ایک لحظہ کی جدائی آپ کو سخت تکلیف دہ ہوتی تھی۔ ۱۱۳۷ھ (۱۷۲۴ء) میں حضرت تاج العارفین نے آپ کی بیعت سلسلہ عمادیہ قادریہ قلندریہ میں لی اور بعد از تمام تعلیم و تکمیل مدارج ۱۱۴۶ھ (۱۷۳۳ء) میں بتاریخ بستم ربیع الاول شریف آپ کو تمام سلاسل و طرق کی اجازت و خلافت عامہ و تامہ عنایت فرما کر آپ کو خلیفہ اور مجاز کل بنایا۔ مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ اجازت و خلافت پانے کے دو ہی مہینوں کے بعد آپ نے بست چہارم جمادی اولال ۱۱۴۷ھ (۱۷۳۴ء) کو جوان ہی وفات فرمائی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مزار آپ کا شاہ جہاں آباد متصل قدم شریف جانب شرقی تالاب ہے۔

۱۰۴۔ حضرت مخدوم شاہ عبدالحق قلندر قطب قدس سرہٗ

آپ حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ مجیب اللہ قلندر قدس سرہٗ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ مخدوم شاہ ابوتراب قلندر قدس سرہٗ کے بڑے نواسے۔ آپ کی ولادت باسعادت چہار دہم ربیع الآخر روز دو شنبہ بوقت صبح صادق ۱۱۲۴ھ (۱۷۱۲ء) کو ہوئی۔ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کے نانا حضرت مخدوم شاہ ابوتراب قلندر قدس سرہٗ نے فرمائی۔ جب آپ متوسطات کی حد پر پہنچے تو حضرت شاہ ابوتراب قلندر قدس سرہٗ نے وفات پائی۔ تب حضرت تاج العارفینؒ نے آپ کی تعلیم اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہاں تک کہ آپ نے تمام کتب درسیہ سے فراغت حاصل فرمائی چنانچہ ۱۱۵۲ھ (۱۷۳۹ء) میں حضرت تاج العارفین نے آپ کو اسناد و حدیث اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر دی اور اسی تعلیم ظاہری کے درمیان میں آپ کی تعلیم باطنی بھی حضرت تاج العارفینؒ فرماتے رہے اور قبل از فراغت علم ظاہری حضرت تاج العارفینؒ نے آپ کو تمام اعمال واشغال واذکار وافکار کی اجازت دے کر پورا وظیفہ آپ کے حوالے فرمادیا۔ چنانچہ اس وظیفہ پر آج تک حضرت تاج العارفین کے دست مبارک کی لکھی ہوئی عبارت موجود ہے کہ ”برائے نور نظر عبدالحق سلمہٗ نوشتہ شد و بایشان ہبہ نمودم واجازت من جمیع الوجود دادم در ۱۱۳۹ھ (۱۷۲۶ء)۔

بعد تکمیل مدارج کے ۱۱۴۸ھ (۱۷۳۵ء) میں حضرت تاج العارفینؒ نے آپ کو بیعت سلسلہ قادریہ عمادیہ قلندریہ میں لے کر، خرقہ و عمامہ و تسبیح و عصا و مصلا عنایت فرما کر مجاز کل اور اپنا خلیفہ اتم بنادیا۔

آپ اپنے والد ماجد حضرت تاج العارفینؒ کے اس قدر ہم شکل تھے کہ درمیان حضرت تاج العارفینؒ اور آپ کے بجز لباس یا سفیدی و سیاہی موئہائے ریش و سر کے اور کوئی فرق ممیز نہ تھا۔ آخر میں ریزش نزلہ کی وجہ سے آپ کے بھی سر اور داڑھی کے بال اکثر سفید ہوگئے اور اس طرح سفید ہوئے کہ جس قدر فرق درمیان آپ کے اور حضرت تاج العارفینؒ کے باقی

تھا وہ بھی مٹ گیا۔ چنانچہ مشہور نقل ہے کہ حضرت تاج العارفینؒ کے بھیجے ہوئے ایک بار
آپ حضرت مولانا رسول نماؒ کی خدمت میں بنارس تشریف لے گئے۔ حضرت مولاناؒ نے
آپ کو ایک اربعین کا حکم فرمایا۔ آپ یہ خیال فرما کر کہ حضرت مولانا کے سامنے بھی یہ اربعین
کرلوں تو نہایت اچھا ہو۔ وہیں دوسرے ہی دن ایک حجرہ میں چلہ کش ہو گئے۔ مگر آپ جو
حضرت مولانا کے حضور میں تشریف لے گئے بجز حضرت مولانا یا بعض خاص لوگوں کے کسی
اور نے آپ کو نہ پہچانا بلکہ سبھوں نے آپ کو حضرت تاج العارفینؒ سمجھا اور سمجھتے رہے یہاں
تک کہ اتفاقاً ایک روز حضرت تاج العارفین کے خلیفہ اجل حضرت شاہ عصمت اللہ قدس
سرہ بھی وہاں پہنچ گئے تو پنجگانہ نماز میں آپ کو حجرے سے باہر تشریف لاتے دیکھ کر سمجھا کہ
حضرت تاج العارفینؒ یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں اور وہی چلہ کش ہیں۔ تو یہ خیال کر کے
کیا اچھا موقع ہے کہ یہاں پیر اور پیر کے مرشد دونوں موجود ہیں۔ ہم بھی چلہ کش ہو جائیں
اور دوہرے استفادے کا موقع ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق قدس سرہ کے حجرے کے پاس ہی
رات کو وہاں بہ نظر استفادہ مراقب ہو کر بیٹھا کرتے تھے اور برابر استفادہ کرتے تھے اور بہت
کچھ مستفید ہوتے رہے۔ دس بارہ دنوں کے بعد وہ بنارس سے کسی دوسری جگہ چلے گئے پھر دو
تین ماہ بعد پھلواری آئے تو حضرت تاج العارفینؒ سے اس کا تذکرہ کیا کہ حضور اس دفعہ جو
بنارس میں چلہ کش تھے ہم بھی رات کو برابر جب تک رہے بہ نظر استفادہ حجرے کے
دروازے پر بیٹھا کرتے تھے۔ اس دن سے میرے دل میں سوزش کا اثر اس قدر ہے کہ
برداشت سے باہر ہے۔ حضرت تاج العارفینؒ نے انکار کیا کہ نہیں ہم تو اس طرف بنارس
گئے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ غلام سے وہاں ملاقات ہوئی ہے اور ہر نماز کے بعد
غلام نے حضور کو دیکھا ہے۔ تب حضرت کو خیال آیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں بھائی میاں
عبدالحق کو حضرت مولانا نے ایک اربعین کے لئے بلایا تھا وہی ہوں گے جن کو تم نے مجھے
سمجھا اور بات یہ ہے کہ وہ شخص مجسم سوزش عشق ہے۔ تم نے اس سے جو استفادہ کیا گو خیال
میرا تھا اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے کیونکہ جب تم نے اس سے لینا چاہا تو جو اس

کے پاس تھا اسی میں تم کو حصہ ملا اس واقعہ کے متعلق حضرت محی السالکین تحریر فرماتے ہیں
کہ میں اٹھارہ یا انیس برس کا تھا کہ حضرت شاہ عصمت اللہ قدس سرہ‘ نے مجھ سے خود
واقعہ کو بیان فرمایا تھا ۱۱۶۲ھ (۱۷۴۸ء) میں آپ مرشد آباد کی قطبیت و ابدالیت پر متمکن
ہوئے چنانچہ حضرت تاج العارفینؒ نے آپ کو مرشد آباد اپنے فرض منصبی کے ادائیگی کے
لئے حسب الحکم حضرت مولانا رسول نما بنارسیؒ بتاریخ بست پنجم ماہ رجب
۱۱۶۲ھ (۱۷۴۹ء) کو بسوئے مرشد آباد روانہ فرمایا وہاں آپ سے سلسلہ رشد و ہدایت بہت
جاری ہوا۔ یہاں تک کہ خود نواب جعفر علی خاں منتظم الدولہ نواب مرشد آباد اور تمام
اراکین و عمائد شہر و اطراف و جوانب سب کے سب آپ کے مریدان با اختصاص و معتقد
خاص سے تھے۔ اس اطراف میں آپ کے خرق عادات و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ کرامتیں آپ
کی کتاب تذکرۃ الکرام میں مندرج ہیں۔ حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نور الحق ابدال
قدس سرہ‘ آپ ہی کے خلف الصدق تھے۔

وفات آپ کی بست و ہشتم رمضان المبارک ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) کو آٹھ برس بعد
حضرت تاج العارفینؒ ہوئی۔ مزار اقدس مرشد آباد میں جو پھلوریا کے نام سے ایک قریہ
مشہور ہے وہیں ایک امام باڑے کے احاطے میں ہے۔

۱۰۵۔ حضرت محی السالکین مخدوم شاہ محمد نور الحق ابدال قلندر قدس سرہ‘

آپ حضرت تاج العارفینؒ کے بڑے پوتے یعنی حضرت مخدوم شاہ عبد الحق قطب
قدس سرہ‘ کے صاحبزادے تھے۔ جمادی الثانی کے مہینے میں جمعرات کے دن تیسرے پہر
۱۱۵۶ھ (۱۷۴۳ء) میں آپ اس عالم حدوث میں تشریف لائے۔ آپ پر لڑکپن ہی سے
حضرت رسول مقبولﷺ کی شفقت و نوازش تھی۔ چنانچہ تذکرۃ الکرام میں ایک نقل بروایت خدا
بخش قدس سرہ‘ یوں درج ہے کہ ”یکبار فاقہ دور روز و شب افتادہ کہ بصغیر و کبیر قوت نہ
رسید شاہ نور الحق قدس سرہ کہ ابن الابن آنحضرت (۱) بود در حالت ضعف بخواب رفت دید

رسول اللہ ﷺ را طعامے مکلّف پلاؤ وغیرہ باد عطا فرمود ہمچنان در خواب می خورد کہ ہمدران وقت از شہر عظیم آباد چند خوان پلاؤ رسید آنحضرت بجے ارشاد کرد تا خانقاہ و دیگر کساں را تقسیم کند، اما ابد اا ز فرزندان وے نماند چوں شاہ مذکور را بیدار کردند کہ یا حضرت تناول فرمایند۔ از خواب بس غضبناک بیدار شد کہ چرا بیدار کردی و از دولت بے بدل دور انداختی کہ من بہ جمال جہاں آرائے ﷺ مشرف بودم و مورد بذل و عطائے گرامی بودم آنحضرت شنیدہ تبسم فرمود و گفت اکنون طعام حاضر است بخورید باز خواہید خسپند۔"

آپ نے علوم درسیہ اپنے والد ماجد اور جد بزرگوار سے اور اپنے پھوپھا ملا وحید الحق ابدال پھلواروی قدس سرہٗ سے پڑھی اور سترہ برس کی عمر میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) کو دست حق پرست پر حضرت تاج العارفینؒ کے بیعت کر کے تعلیم علوم باطنیہ حاصل فرمائی اس واقعہ کو خود اپنے قصیدہ مطلع الانوار کی ابتدا میں لکھا ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

اول کہ بنام حق تعالیٰ شد نالہ و آہ من دوبالا

اس کی شرح یوں تحریر فرماتے ہیں کہ "شب یازدہم رمضان از اثر سماع گریہ شروع شد و بروز یادہم بوقت قرائت قرآن شریف از گریہ مصحف شریف تر شد و شب دوازدہم ماہ مذکور درود خواندہ خفتم و بروز دوازدہم بوقت زیارت موئے شریف (۲) گریہ از حد گزشت پیرو مرشد التفات خاص نمود و بروز سیزدہم یکپاس روز بر آمدہ در وقت تلاوت قرآن شریف گریہ می کردم و ھگیاً نالہ بر می آوردم آنحضرت قدس سرہٗ اتفاقاً بر ہنگلہ تشریف آوردہ پرسیدن آنحضرت سبب گریہ عرض کردم از احوال عصیاں و عاجز ماندم از بیان حقیقت حال شب چہار دہم بیعت حاصل کردم و تلقین ذکر یافتم ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۹ء)"۔

بعد وفات حضرت شمس العارفین مخدوم شاہ غلام نقشبندؒ بروز چہارم، بتاریخ ششم ذیقعدہ روز پنج شنبہ ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۹ء) حضرت تاج العارفینؒ نے طرق سلاسل کی اجازت

عامہ و تامہ دے کر اور خرقہ حضرت محبوب رب العالمین پہنا کر آپ کو حسب بشارت مختصہ سجادہ عمادیہ پر بٹھادیا۔ بعد ازاں حضرت شمس العارفین کی بڑی صاحبزادی مسماۃ بی بی و جیہ سے حضرت تاج العارفین ؒ نے آپ کی شادی کر دی۔ اس واقعہ سجادہ نشینی کو معہ سنہ تاریخی حضرت شاہ وحید الحق ابدال پھلواروی قدس سرہ نے یوں نظم فرمایا ہے۔ قطعہ

آں عزیز زمانہ نورالحق پاک دل پاک ذات و پاک نہاد
جد و ہم پیر او نشاندش سر سجادۂ جناب عماد
سنہ اش زین دعا بجو کہ ازو خانقاہ قلندری آباد

۱۱۷۳ھ

آپ کو شہر عظیم آباد پٹنہ کی قطبیت کے علاوہ خدمت ابدالیت بھی ملی تھی جیسا کہ حضرت شاہ عصمت اللہ ہرلاوی کے ایک مکتوب سے ظاہر ہے وہ مکتوب اس جگہ بجنسہ درج کیا جاتا ہے وہ وہو ابذا۔

"جناب اقدس حضرت پیرودستگیر تاج العارفین افاض اللہ علینا فیوضاتہ زمین خدمت بہ لب ادب بوسیدہ معروض بجناب بندگان عالی می دارد و سرفہ کہ بود گاہے کم و گاہ بیش می باشد و در تاریخ اختلاف خدمتہا کہ بایں صاحبان مفوض گشتہ بریں نوعہ دارد کہ خدمت قطبیت بلدۂ عظیم آباد از دروازہ غربی تا دروازہ شرقی بہ صاحبزادہ میاں نورالحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مقرر گشتہ و خدمت ابدالیت نیم و خدمت ابدالیت مخدومی فضیلت دستگاہ مولوی وحید الحق صاحب سلمہ الرحمٰن و مشفقی و مکرمی میاں شاہ غلام مرتضیٰ صاحب و اغرالاخوان میاں جمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ معین گشتہ بشارا علیہم مبارک باد"۔

بارگاہ رسالت میں آپ کی رسائی ایک اعتبار خاص کے ساتھ تھی۔ استخارہ اور دریافت امور مخفیہ میں آپ کو ید طولی حاصل تھا۔ آپ کا خواب کبھی غلط نہ ثابت ہوا۔ حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الشریف سے آپکو ارادت خاص تھی جس کی وجہ سے اس بارگاہ میں بھی آپ کو خصوصیت کے ساتھ شرف باریابی حاصل تھا۔ بارگاہ اغاثت حضرت

غوث الثقلین میں آپ کو بہ غلو ارادات تھی کہ عموماً جو باتیں اوراد و اذکار و اشغال وغیرہ کے اقسام سے آپ دریافت یا استمداد فرماتے تھے تو اسی بارگاہ کے ذریعہ سے اگر زیادہ اہتمام ہوا تو بارگاہ مرتضوی سے۔ حضرت تاج العارفینؒ کو حضرت شمس العارفینؒ کے بعد آپ کے معلومات و مکاشفات پر جس قدر اعتماد و اعتبار تھا کسی کی معلومات پر نہ تھا یہی وجہ ہے کہ تمام خاندان مجیبیہ میں حضرت تاج العارفینؒ کے عہد افاضت مہد کے جس قدر معلومات و مکاشفات ہیں یا تو خود حضرت تاج العارفین کے ہیں یا حضرت شمس العارفین یا آپ کے الا ماشاء اللہ۔

چنانچہ اس وقت تک اکثر نوافل و اعمال و اذکار آپ کی معلومات سے خاندان مجیبیہ میں دائر سائر ہیں۔ آپ کو فن شاعری سے ایک فطری تعلق تھا۔ چنانچہ بے اعانت کسی استاد کے آپ فارسی میں زیادہ اور عربی اور اردو میں تھوڑا بہت برابر فرمایا کرتے تھے اور جو کچھ فرماتے تھے بہت خوب فرماتے تھے اور اپنا تخلص تپاں کرتے تھے (۳)۔ آپ کے عنفوان شباب میں آپ کا کلام کسی نے حزیں اصفہانی کو بنارس میں جاکر دکھایا اس نے ان اوراق پر لکھ دیا کہ ہمانا کہ کلام خوب است بر نے از یں مرغوب امابوئے پیرزادگی می آید" پیرزادگی کا گمان اس وجہ اس سبب سے ہوا کہ اکثر اشعار میں تصوف کا رنگ اس قدر گہرا تھا کہ کلام سے کلیم کا پتہ مل جانا کچھ دشوار نہ تھا خصوصاً ایک کہنہ مشق استاد فن کے لئے۔ اس فن میں بھی آپ کے متعدد شاگرد تھے جن میں حضرت شاہ ابوالحسن فردالاولیاء قدس سرہ' صاحب دیوان فرد سب سے زیادہ ممتاز گزرے ہیں۔ آپ کا کلام دو ضخیم کلیات میں مرتب ہے ان کے علاوہ ایک ضخیم کتاب تبلیغ الحاجات الی مجیب الدعوات مجموعہ اعمال و تعویذات و اصول فن تکسیر و جفر وغیرہ اور کتاب انوار الطریقت فی اظہار الحقیقت جس میں اذکار و اشغال جمیع طرق خاندان مجیبیہ عمادیہ و وارثیہ وغیرہ کا تفصیل وار بیان ہے اور اکثر اس طریقے کے بزرگوں کے مختصر تراجم ہیں دست خاص سے لکھی ہوئی کتابیں کتب خانہ خانقاہ عمادیہ میں موجود ہیں۔ آپ کو لکھنے کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ متعدد کتابیں آپ کے دست خاص کی لکھی ہوئی کتب خانہ عمادیہ میں موجود

ہیں اور چند کتابیں دوسری جگہ بھی آپ کے دست خاص کی لکھی ہوئی ہیں۔ حضرت تاج العارفینؒ نے اپنے عہد ہی میں اپنے ہاں دو شاخیں قائم کر دی تھیں۔ یعنی آپ نے حضرت محی السالکین کو تو اپنے عہد ہی میں مجاز و خلیفہ کل بنا کر خرقہ و عصا و تسبیح و مصلا عنایت فرما کر سجادہ عمادیہ پر بٹھادیا اور اس سلسلے کے اجرا کی صورت قائم کر دی۔ مگر سوچا کہ اب حضرت مولانا رسول نما بنارسیؒ کا سلسلہ کیونکر جاری ہو تو اپنے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ' کو اس سلسلے میں بیعت لے کر خلیفہ اور مجاز کل بنا دیا چنانچہ آج تک حضرت محبوب رب العالمین کے سلسلے کا اجرا زیادہ تر اسی خانقاہ عمادیہ پٹنہ سے ہو رہا ہے اور حضرت مولانا رسول نماؒ کا سلسلہ زیادہ تر خانقاہ مجیبیہ پھلواری سے جاری ہے ہاں اگر کوئی یہاں حضرت مولانا کے سلسلے کا طالب آجائے یا وہاں کوئی حضرت محبوب رب العالمین کے سلسلے کا طالب آجائے تو معاذ اللہ کسی کو اس سلسلہ مطلوبہ کے اجراء میں اغماض نہ ہوگا کیونکہ اجازت تو ہر جگہ کی دونوں ہی کو ہے۔ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں ؎

من و او ہر دو خواجہ تاشانیم بندہ بارگاہ سلطانیم

حضرت محی السالکین کے دو خلیفہ اجل و اکمل ہوئے۔ حضرت مولوی معنوی حافظ شاہ محمد وجہ اللہ قدس سرہ' جو آپ کے خواہر زادے تھے اور حضرت غوث الدہر حافظ القرآن والصحیفین قطب الاقطاب مجدد الطریقۃ مولانا حافظ شاہ محمد ظہور الحقؒ جو حضرت محی السالکین کے صاحبزادے تھے۔ مولانا شاہ وجہ اللہ قدس سرہ' نے حضرت محی السالکین کے سامنے ہی وفات پائی۔ اس لئے ان سے اجرائے طریقۃ زیادہ نہ ہو سکا۔ آخر عمر میں آپ نے حضرت غوث الدہر کو جب پوری طرح قابل و لائق پایا تو تمام سلاسل کی اجازت و خلافت دے کر انہیں سجادہ عمادیہ پر بٹھادیا اور سجادہ سے الگ ہو گئے۔ یہ واقعہ بستم جمادی الاول ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) کو بروز عرس حضرت محبوب رب العالمین ہوا۔ حضرت محی السالکینؒ کی وفات چہارم شعبان کو شنبہ کے دن ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) میں بمقام پٹنہ میر اشرف کے مقبرہ میں ہوئی اور بمقام قصبہ پھلواری پہلو میں حضرت مخدوم شاہ برہان الدین معروف بہ لعل میاں صاحب کے

پورب جانب دفن ہوئے۔

(۱) حضرت تاج العارفینؒ

(۲) یہ وہی موئے مبارک ہے جو حضرت سعد اللہ شہیدؒ کے ساتھ دہلی سے بعد وفات حضرت شاہ فتح اللہؒ نبیرہ حضرت نور الدین ملک یار پیرانؒ، کے آیا تھا اور آج تک نسلاً بعد نسل خانقاہ عمادیہ میں موجود ہے اور ہر ماہ کی ۱۲ تاریخ کو زیارت ہوتی ہے۔ حسیب اللہ مختار۔

(۳) جناب راز بلخی تاریخ شعرائے بہار میں لکھتے ہیں کہ آپ میر کے ہم عصر ہیں۔ آپ کا اردو کا ایک شعر یہ ہے۔

عقل والوں سے جو سنتا ہے فسانہ تیرا ‏ ‏ پیٹھ پھیرے ہوئے ہنستا ہے دوانہ تیرا

جناب محمد حفیظ اللہ پھلواروی ماہنامہ صنم پٹنہ بابت ۱۹۵۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت تپاں کی تحریر سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضرت غلام نقشبند سجادؒ کے شاگرد تھے۔ راسخ عظیم آبادی کے سوال 'سانس' کی تذکیر و تانیث کے جواب میں حضرت تپاں نے جو قطعہ لکھا اس کے دو شعار یہ ہیں۔

میر کیا استاد بھی بولے جو کوئی میر کا ‏ ‏ میں کبھی قائل نہ ہوں گا سانس کی تذکیر کا

حضرت سجاد کو تانیث اس کی تھی پسند ‏ ‏ میر پر ترجیح ان کو دیوے گا ہر عقل مند

راسخ عظیم آبادی حضرت تپاں کو اپنا فارسی کلام دکھایا کرتے تھے۔ آپ کے اردو اشعار کا نمونہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

عزم کرنے کا جو وہ اے دل بے تاب کریں ‏ ‏ فرش ہم راہ میں جا دیدۂ بے خواب کریں

لے لیا ہے تو کریں قدر بھی میرے دل کی ‏ ‏ آپ برباد نہ یہ گوہر نایاب کریں

بیچ دیویں گوہر دل کیوں نہ اس دلبر کے ہاتھ ‏ ‏ قدر جوہر ہے لگے صاحب جوہر کے ہاتھ

مارتے ہیں نظر کے بھالے سے ‏ ‏ اور دیکھے میں، بھولے بھالے سے

چارہ گر ٹک سمجھ سے کبھی لے کام ‏ ‏ موت ٹلتی نہیں ہے ٹالے سے

منھ سے خم ہی لگا دے اے ساقی ‏ ‏ کون پیتا رہے گا پیالے سے

اپنی کملی میں مگن ہیں تپاں ‏ ‏ کام کیا شال سے دو شالے سے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول

۱۰۶۔ تاج الشریعت مجدد الطریقۃ سید المہاجرین سلطان الصابرین قطب الاقطاب غوث الدہر حافظ القرآن والصحیحین

مولانا حافظ شاہ محمد ظہور الحق قدس سرہ'

آپ حضرت محی السالکین کے خلف الصدق تھے۔ بست ہفتم محرم الحرام ۱۱۸۴ھ (۱۷۷۰ء) دوشنبہ کے دن چاشت کے وقت رونق افروز عالم حدوث ہوئے۔ آپ نے قرآن شریف از اول تا آخر کمسنی میں اپنے جد اعلی حضرت تاج العارفینؒ سے پڑھا حضرت تاج العارفینؒ آپ کو اس قدر پیار کرتے تھے کہ کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی اپنی نگاہوں سے جدا نہ فرماتے تھے حتی کہ جب آپ چلنے پھرنے لگے تو حضرت تاج العارفینؒ رات کو بھی اپنے ہی ساتھ آپ کو سلانے لگے۔ بغیر آپ کے حضرت تاج العارفینؒ کبھی کوئی چیز تناول نہ فرماتے تھے۔ حضرت تاج العارفین کی وفات کے چند ماہ قبل کا واقعہ حضرت قبلہ مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب پھلواروی مدظلہ' نے اپنے بڑے ماموں مولوی شاہ نعمت مجیبؒ کی روایت سے مجھ سے بیان فرمایا کہ حضرت تاج العارفینؒ اس وقت بوجہ کبر سنی کے اس قدر مجہول ہو گئے تھے کہ بغیر کسی کی اعانت کے بدقت کھڑے ہوتے تھے۔ ایک بار حضرت تاج العارفینؒ تنہا بیٹھے تھے اور حضرت شیخ الکاملین مولانا شاہ محمد ظہور الحق غوث الدہر جو اس وقت کل چھ برس کے تھے چند قدم آگے کھڑے تھے کہ حضرت تاج العارفینؒ نے اٹھنے کا قصد کیا مگر چونکہ اس وقت کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ اس سے اعانت کے لئے فرماتے اس لئے بہ دقت اٹھنے لگے یہ دیکھ کر فوراً حضرت شیخ الکاملینؒ نے دوڑ کر حضرت تاج العارفینؒ کو بغل میں ہاتھ دے کر اعانت کرنا چاہا۔ حضرت تاج العارفینؒ کو آپ کی اس سراپا سعادت اور بھولے پن پر بہت ہنسی

آئی۔ کچھ لوگ جو اسی مکان میں دوسری طرف تھے ہنسنے کی آواز سن کر دوڑے آئے۔ تاج العارفینؒ نے پورا واقعہ بیان فرمایا اور حضرت کو گلے لگایا کر اور لپٹا کر خوب پیار کیا اور بہت بہت دعائیں دیں اور دیر تک بارگاہ صمدیت میں ہاتھ اٹھا کر آپ کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔

آپ پر بھی نوازش و عنایت نبویؐ لڑکپن سے تھی آپ نے اپنا احوال مکتوب سادس فارسی میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ "شش سالہ یا ہفت سالہ بودم کہ شبے در خواب دیدم کہ در صحن حویلی خود بر پلنگ مستلقی ہستم۔ وقت وقت بحرہ است و قمر برابر سر چنانکہ در شب نوز دہم یا بستم دستور است کہ وقت بحرہ صبح قمر در استور بر فلک قمر برابر سر چنانکہ در شب نوم دہم یا بستم دستور است کہ وقت بحرہ صبح قمر در استوا بر فلک می باشد و نظر من بر قمر بود کہ ناگہاں قمر از آسمان بر سینہ من بفیاد فی الحال صورت مردے زیبا گرفتہ بر زمین باستادو تخیل چناں شد کہ ایشان رسولؐ بعد از آں چناں یافتم کہ گویا آنحضرتؐ با من بلاعیہ باطفال می فرمایند و من بطریق اطفال در ہنگام ملاعیات گاہے گریہ گاہے خندہ می نمایم پس ازاں آنحضرتؐ تشریف بہ بردند من بیدار شدم از ہماں روز عشق آنحضرت بر دل خود مستولی می یافتم و ایں راز دل خود پہناں میداشتم و با کے نہ می گفتم چوں شانزدہ سالہ شدم و از تحصیل علوم درسیہ فاتحہ فراغت خواندم سہ چہار سال صرف در درس مصروف بودم باز در سن نوز دا سالگی طلب حق ذوق فقر بر دل امستولی شد از قبلہ کونین حضرت والد الماجد مدظلہ العالی در سلسلہ قادریہ بیعت کردہ ہفت سال متواتر در اشغال اویسیہ وارثیہ و اذکار قادریہ و قلندریہ بہ طریقہ عمادیہ مجیبیہ مشغول بودم و درود طریقہ مشغول تمام بکثرت التزام نمودم و دو عموماً حضوری پیر و مرشد بر حق حضرت والد ماجد لازم گرفتم حالت شہود وحدت مطلقہ با فرط شورش و افراط جذبہ عشق محمدی ﷺ بفضلہ تعالیٰ در خود می یافتم و در مبدء ایں حال روزے حضرت باری تعالیٰ را در خواب دیدم بر مثال نورے بے کم و بے کیف کہ ذرات ممکنات ساری گشتہ و من حاجات دینی دنیاوی از حضرت رسالت میدارم و جواب اجابت بے حرف و بے صورت استماع می کنم و در اواخران ہنگام کہ تعلیم سرکش عشق دل افروز بود سینہ سوز و اکثر در طلب معرفت و

جستوئے اوصاف حمیدہ باگریہ می ساختم وبیشتر بہ تضرع وبکا سر بہ سجدہ می انداختم روزے در خواب دیدم کہ جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آراستہ اندو سر مبارک بر زانوے این کمینہ است و ہم چناں متعلق شد کہ آنحضرت اگرچہ بحساب دیگران انتقال فرمودند امادر حساب من زندہ اند لب خود را قریں گوش مبارک کردہ آہستہ عرایض معروض داشتن گرفتم گفتم یا رسول اللہ آرزوئے من ہمہ آنست کہ از عقاب عقوبات مطلقاً محفوظ مانم آنحضرت فرمودند خواہد شد باز گفتم یا رسول اللہ آرزوئے من ہمہ آنست در بہشت بلا حساب داخل شوم فرمودند خواہد شد باز گفتم یا رسول اللہ آرزوئے من ہمہ آنست کہ عشق کامل الٰہی مرا حاصل شود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودند خواہد شد باز گفتم یا رسول اللہ آرزوئے من ہمہ آنست کہ مرا معرفت صادقہ الٰہی حاصل شود آنحضرت فرمودند خواہد شد باز گفتم یا رسول اللہ آرزوئے من ہمہ آنست کہ صفات ذمیمہ از من مطلقاً محو شود آنحضرت این بار بہ اندک تبسم رنج فرمودند این نہ می تواند شد اماجو کہ ذمیمہ نماندر نجش شکر امیز آنحضرت دریافتہ دیگر جرأت نہ یافتم الغرض بدین واقعات امیدوار و دربار کردگار در ذوق و شوق روزگار را گزرانیدم" الخ۔

آپ نے درسیات کی ابتدائی کتابوں سے لے کر متوسطات تک اپنے والد بزرگوار حضرت محی السالکینؒ سے پڑھیں۔ بقیہ کتابیں ملا جمال الدین ساکن ڈہری ضلع گیا مقیم پٹنہ عظیم آباد سے پڑھ کر ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں سولہ برس کی عمر میں فاتحہ فراغ پڑھی اور ۱۲۱۷ھ (۱۸۰۲ء) میں قرآن شریف حفظ فرمالینے کے بعد ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) میں حصن حصین حفظ فرمائی پھر حسب بشارت وارشاد حضرت محبوب رب العالمین جس سے بذریعہ رویا آپ مشرف ہوئے تھے۔ ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۴ء) میں صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں ہی کے حفظ سے فراغت پائی جس کا قطعہ تاریخ حضرت شاہ ابوالحیات پھلواروی قدس سرہٗ نے کہا ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

قطعہ تاریخ

رونق دودمان پیر مجیب | باعث فخر جدو والد عم
مولوی معنوی ظہور الحق | منبع علم و کان فضل تم
آنکہ باز انوئے ادب پیشش | تہمہ نمودیم وجملہ اخوان ہم
اولاً حفظ کرد قرآں را | باز حصن حصین ز حسن شیم
دین عجب تزئین کہ کرد اکنون | حفظ اصح الکتاب ہر دو بہم
خواستم سال حفظ از ہاتف | عجز من باز این شدم ہمم
چوں صحیحین حفظ کردہ سنش | قدوۃ نشاتین شد مختتم

۱۲۳۰ھ

یہ قطعہ حضرت ابوالحیات قدس سرہ نے بارہ صفر ۱۲۳۰ھ کو لکھ کر حضرت غوث الدہر کے حضور میں پیش کیا۔

چونکہ آپ کو علم حدیث کی طرف شغف خاص تھاباوجودیکہ حضرت ملا جمال الدین ذہروی سے سند حدیث تھی ہی۔ آپ نے بذریعہ خط سلطان المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز علامہ دہلی رحمۃ اللہ علیہ سے سند احادیث طلب کیا۔ انہوں نے چند سوالات بخیال دریافت لیاقت علمی وحال استعداد لکھ کر بھیجے۔ آپ نے ان کل سوالات کے نہایت مدلل جوابات تحریر کرار سال خدمت فرمائے جنہیں دیکھ کر حضرت علامہ دہلویؒ پھڑک گئے اور فوراً سند احادیث بجز یہاو کلھا لکھ کر بھیج دیا۔

اس وقت تک حضرت علامہ دہلوی کے بعض خطوط حضرت غوث الدہر کے نام موجود ہیں۔ جن میں حضرت علامہ نے آپ کو بڑے بڑے القاب سے یاد فرمایا ہے جیسے صاحب اوج عالی مرتبت۔ مجمع فضائل ومناقب۔ جلالۃ الاکابر والاماجد۔ نتیجہ ارباب المحاسن والمحامد۔ ذوبجہ والمعالی۔ بہجۃ الایام واللیالی وغیرہ۔

علم قرأت و تجوید میں آپ بہت بڑے یگانہ روزگار تھے۔ آواز کچھ ایسی خوش لحن نہ تھی مگر آپ نے بڑی کوشش بلیغ سے آواز کو اس طرح درست کیا کہ جب بہ آواز بلند قرآن شریف تلاوت فرماتے تھے تو راہ کے راہی تک بے اختیار سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

بیعت آپ کی ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر ہوئی اور جمادی الاول کی بیسویں کو ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں بوقت عرس حضرت محبوب رب العالمینؒ آپ کے والد ماجد حضرت محی السالکینؒ نے آپ کو اجازت و خلافت و عصاء تسبیح و مصلا دے کر اور خرقہ حضرت محبوب رب العالمینؒ کا پہنا کر بحضور جمیع مشائخ قرب و جوار سجادہ پر حضرت محبوب رب العالمینؒ (۱) کے بٹھادیا اور خود سجادہ سے علیحدہ ہو گئے اس وقت آپ کا سن شریف چھبیس برس کئی مہینے تھا۔

چونکہ ابتداء ہی سے آپ کے علم و فضل، ظاہری و باطنی کا شہرہ اقطار و امصار میں بہت تھا اس وجہ سے آپ کی سجادہ نشینی کے ساتھ ہی مرجوعہ خلائق شروع ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے رؤسا و امراء اور علماء فضلا نے آپ کی طرف رجوع کیا۔

پٹنہ کے بہت بڑے رئیس راجہ جھاؤلال، جن کے نام سے آج تک پٹنہ میں محلہ جھاؤ گنج مشہور ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے اور بڑے منطقی و علامہ روزگار ملا غلام ثامن جو صوبہ بہار کے کسی عالم کو اپنی نگاہ میں نہیں لاتے تھے اور عقائد میں دہریت آگئی تھی آپ سے دو چار ہی باتوں میں ایسے گرویدہ ہو گئے کہ جب تک زندہ رہے خانقاہ عرفان پناہ کا آستانہ نہ چھوڑا۔ اسی طرح سینکڑوں الوالعزم بزرگوں نے آپ کی طرف رجوع کیا اور روز بروز مرجوعہ خلائق بڑھتا ہی گیا یہاں تک کہ پھلواری شریف کے عامل میر ابراہیم علی مرحوم بھی آپ کے مرید ہو گئے۔ یہ بات پھلواری کے ناعاقبت اندیشوں کو گراں گزری جس کی وجہ سے ان بعض کینہ کشوں نے آپ کو ایذائیں دینی شروع کیں اور خانقاہ و مسجد میں اینٹیں پھینکنا جیسے ناگفتہ بہ جرائم کے مرتکب ہوئے۔ ان مصائب اور تکالیف کو بیس برس تک

۔ حضرت غوث الدہرؒ نے بڑے تحمل و استقلال کے ساتھ سہ لیا مگر آخر انسان تھے۔ جب یکھا کہ اب تحمل سے باہر اذیتیں دی جا رہی ہیں تو ترک وطن کا مستقل ارادہ کر لیا اور شب ۹ بیع الاول ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) کو ہجرت کر کے پھلواری سے پٹنہ عظیم آباد چلے آئے اور پیر اشرف کے مقبرے میں مع اپنے پدر بزرگوار کے سکونت اختیار کی۔ غرض کہ اسی زمانہ سے خانقاہ عمادیہ پٹنہ میں ہے۔

علم مناظرہ کا حضرت غوث الدہرؒ کو بہت شوق تھا۔ برابر پادریوں سے مناظرے رہا کرتے تھے۔ آپ کو مناظرے کا بہت اتفاق ہوا اور برابر آپ مناظروں میں حق بجانب اور اپنے حریف پر غالب رہے اکثر مناظرات آپ کے اس وقت تک قلمبند موجود ہیں۔

تصانیف کا آپ کو بہت شوق تھا۔ خاندان مجیبیہ میں اس قدر کثیر التصانیف اس وقت تک آپ کے سوا کوئی نہیں گزرا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد سو تک پہنچ گئی ہے۔ جن میں سے اکثر تو خانقاہ عمادیہ پٹنہ کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ چند کتابوں کے نام درج کرتا ہوں۔ فہرست کا موقع نہیں ہے۔

نص نصیح (بطور حصن حصین علم حدیث میں)، تسویلات الفلاسفہ (بزبان عربی رد فلاسفہ بدلائل عقلیہ)، اعیان (در منطق یہ کتاب اپنے رنگ میں بالکل نئی ہے محض کمسنی یعنی گیارہ برس کے سن کی تصنیف ہے بزبان عربی)، فیوض الہامیہ (در تصوف بزبان عربی)، تنویرات (بزبان فارسی در اصلاح خیالات بعضے صوفیہ متبدین)، النہی عن المنکر (بیان منہیات شرعیہ او امر جمیع احکام شرعیہ در فقہ بزبان فارسی)، معاصم الماثم (بزبان فارسی در اقسام مناہان)، رسالہ کسب النبی (دربیان پیشہ ہائے انبیاء علیہم السلام) وغیرہ۔

آپ کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا۔ عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں بہت خوب فرماتے تھے۔ ایک دیوان بھی آپ کا بدست خاص لکھا ہوا موجود ہے۔ تخلص آپ کا ظہور (۲) تھا۔

جب آپ پٹنہ تشریف لائے اور اہل و عیال کو آپ نے پٹنہ بلوا لیا تو کچھ اسباب عورتوں

کے ساتھ آیا اور بقیہ اسباب کو دشمنوں نے لوٹ لیا مکان میں آگ لگا دی۔ اس میں بہت سی کتابیں بھی ضائع ہوئیں اور آپ کی تصانیف سے چند رسالے بھی غائب ہو گئے۔ منجملہ کتابوں کے ایک اجازت نامہ جو حضرت سید شاہ محمد فاضل قلندرؒ نے حضرت محبوب العالمینؒ کو عنایت فرمایا تھا وہ بھی جل گیا مگر وہ کم جلا تھا جو خانقاہ مجیبیہ میں ہنوز موجود ہے۔

حضرت غوث الدہرؒ کو چونکہ اتباع شریعت کا خاص خیال تھا اس وجہ سے آپ نے اپنے عہد سجادہ نشینی میں خانقاہ عمادیہ سے سماع کا دستور اٹھا دیا۔ جب کسی بزرگ کی تاریخ وفات آجاتی تھی صرف اطعام طعام و فاتحہ خوانی و تلاوت قرآن و ختم درود وغیرہ کے ذریعے سے ایصال ثواب فرمادیا کرتے تھے اور اس سے قبل بھی جو مجلس سماع ہوا کرتی تھی تو بغیر مزامیر کے صرف قوال کا گانا ہوا کرتا تھا۔ اب جو صرف دف پر گانا ہوتا ہے یہ آپ کے بعد معمول ہوا۔

آپ کے پانچ صاحبزادے تھے حضرت منہاج السالکین مخدوم مولانا حافظ حاجی شاہ محمد نصیر الحق قدس سرہ، حضرت خیر الذاکرین مولانا حاجی حافظ شاہ احمد ظہیر الحق قدس سرہ، امیر الاولیا مولانا حاجی حافظ شاہ علی امیر الحق قدس سرہ، حضرت سراج الکاملین مولانا حافظ شاہ محمد سفیر الحق قدس سرہ، دلیل الطالبین مولانا حافظ شاہ محمد فقیر الحق قدس سرہ۔ ان میں سے حضرت مخدوم منہاج السالکین نے جو بڑے صاحبزادے تھے تو حضرت غوث الدہر کا مختصر سا وقت پایا اور بقیہ چاروں صاحبزادوں نے کمسنی کی وجہ سے حضرت غوث الدہر کا وقت نہ پایا۔ یہی وجہ ہے کہ بجز حضرت منہاج السالکین کے چاروں میں سے کسی کو نہ حضرت غوث الدہر سے بیعت ہی تھی نہ اجازت و خلافت۔ ہاں حضرت مولانا حافظ شاہ محمد صفی قدس سرہ اور حضرت مولانا حافظ محمد ولی قدس سرہ صاحبزادگان حضرت مولانا وجیہ اللہ قدس سرہ جن کے تراجم آگے لکھے جاتے ہیں، کو حضرت غوث الدہر سے بیعت و اجازت و خلافت تھی اور ان تینوں بزرگوں کے علاوہ بھی اکثر خاندان اور غیر خاندان کے بزرگوں کو حضرت غوث الدہرؒ سے اجازت و خلافت و بیعت تھی جس کی

تفصیل موجب تطویل ہے۔

حضرت غوث الدہرؒ کو اپنے خاندانی اجازت وخلافت کے علاوہ سلسلہ زاہدیہ نقشبندیہ کی اجازت بھی حضرت شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ‘ سے دوستانہ طور سے ملی تھی۔

حضرت غوث الدہر کی وفات حسرت آیات سولھویں ذیقعدہ بروز شنبہ ۱۲۳۴ھ (۱۸۱۹ء) کو اپنے والد ماجد کے وصال سے ایک سال بعد ہوئی اور مزار مبارک بمقام پھلواری اپنے والد ماجد کے پہلو میں جانب پورب واقع ہے۔ آپ کے شاگردان کی بھی تعداد کثیر ہے۔ مجملہ ان کے چند نامی شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں۔

منہاج السالکین مولانا حافظ حاجی شاہ محمد نصیر الحق محدث، مولوی محمد صفی، مولوی محمد ولی، ساکنان پھلواری، مولوی فضل امام بہاری، مولوی خیرات علی، مولوی عبدالحق، مولوی محمد علی، ساکنان ورئیسان موضع ڈمری مولوی واجد حسین ساکن رئیس موضع سکریچہ مولوی قطب الدین علیہ الرحمۃ صاحب سجادہ منیر شریف، مولوی عزیز اللہ ساکن موضع کورجی، مولوی وحید الدین ولد حضرت شاہ غلام حسین داناپوری، مولوی حافظ غلام نبی مدرس مدرسہ کلکتہ، مولوی احمد عبداللہ پھلواروی، قاضی غلام امام پھلواروی عیسیٰ پور وغیرہ۔

(۱) شیخ طالب اپنی کتاب یادداشت صفحہ ۵۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ شاہ نورالحق صاحب، مولوی ظہور الحق را بجائے خویش برگدی حضرت محبوب رب العالمین شاہ عماد الدین قلندر قدس سرہ‘ نشانیدند الخ۔ مولوی حسیب اللہ۔

(۲) نمونہ کلام یہ ہے۔

بلبل چمن میں ہے غم قاسم سے نوحہ گر
گل نے کیا ہے جیب و گریباں لہو سے تر

غنچہ جھکا کے سر کو کھے ہو کے گریہ ور
کہتا ہے آج قاسم نوکتخدا کا سر

باغ نبی پہ آج خزاں کی ہوا بھی
شمشاد مجتبیٰ کو ملا تخت نوشہی

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد سوم۔

حضرت شاہ ظہور الحقؒ کی نثر کا نمونہ رسالہ کسب النبیؐ سے پیش ہے۔

"امابعد عاصی، ظہور الحق عظیم آبادی عفا اللہ عنہ نے جو حرفت کے مسلوں کہ اپنے والد ماجد اور آ شا علمائے سفر دیدہ اور عرب اور عجم گردیدہ اور مکے اور مدینے کے علمائے کبار کی صحبت دیدہ سے تحقیق کیا اور اوس کے جواب میں جو کچھ ارشاد ہوا، عوام وخواص کے نفع کے لئے بجنسہ اس تقریر کو ہندی زبان میں لکھ دیا۔ یا الٰہی قبول کر۔"

اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔

کسب النبی کے علاوہ اردو نثر میں آپ کی تین کتابوں کا پتہ چلتا ہے۔ ۱۔ رسالہ نماز ۲۔ فضائل رمضان ۳۔ فیض عام۔ شاد عظیم آبادی اور ان کی نثر نگاری از پروفیسر وہاب اشرفی۔ نعمت اللہ۔

۱۰۷۔ حضرت منہاج السالکین قطب العصر

مولانا حافظ حاجی مخدوم سید شاہ محمد نصیر الحق محدث قدس سرہ

آپ حضرت شیخ الکاملین غوث الدہر مولانا حافظ سید شاہ محمد ظہور الحق محدثؒ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی سوم جمادی الثانی بروز یکشنبہ بوقت چاشت ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ء) کو ہوئی۔ جب چار برس کے ہوئے تو آپ کے جد امجد حضرت محی السالکینؒ نے آپ کو خطبہ مکتب حسب رسم جوار خانقاہ عمادیہ میں بحضور اکابر واعاظم قریہ و اطراف وجوانب پڑھایا۔ درسیات کی ابتدائی کتابیں بھی آپ نے اپنے جد امجد ہی سے پڑھیں جب کافیہ وشرح ملا جامی وغیرہ کے پڑھنے کا وقت آیا تو حسب ارشاد حضرت محی السالکین اپنے والد ماجد سے پڑھنا شروع کیا۔ سات برس کے سن میں جس طرح نماز وغیرہ کی تعلیم آپ کو دی گئی اس کے ساتھ ختم درود طریقہ وغیرہ کا طریقہ بھی بتایا گیا اور اس طرح تعلیم ظاہری و باطنی دونوں ابتدا ہی سے ساتھ ساتھ ہوتی رہی۔ جب آپ بارہ برس کے سن تک پہنچے تو ظاہری وباطنی دونوں ہی تعلیم میں اور بھی کوشش بلیغ ہونے لگی اور تعلیمی رفتار اس قدر تیز کر دی گئی کہ جب آپ چودہ برسوں کے ہوئے تو اس وقت زواہد ثلاثہ پڑھتے تھے اور تمام

نکات تصوف اور رموز حقائق و معارف پر اجمالاً پوری طرح آپ کو عبور ہو گیا تھا۔ جمیع اذکار و اشغال و مراقبات و مجاہدات خاندان مجیبیہ ظہوریہ فرداً فرداً آپ کو دیئے گئے تھے۔

الغرض جب حضرت غوث الدہرؒ نے آپ کو ہر طرح لائق اور اہل دیکھ لیا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عرس کی رات کو یعنی بارہویں ربیع الاول ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۷ء) کی شب کو حضرت غوث الدہرؒ نے حسب صوابدید حضرت محی السالکینؒ طریقہ مجیبیہ حمدیہ قلندریہ میں آپ کی بیعت لے کر تمام اعمال و اذکار و اشغال و افکار و مراقبات و مجاہدات و جمیع سلاسل کی اجازت بکلماد خیر باان لفظوں میں عنایت فرمائی کہ

"بجمیع آنکہ مجازیم بدان و بمارسیدہ از بزرگان واحباب علیہم الرضوان والرحمۃ ماشمار مجاز کل گردانیدیم واجازت عامہ وتامہ دادیم"۔

جب حضرت غوث الدہرؒ کی وفات کے بعد آپ بخیال فاتحہ خوانی بر مزار بزرگان پھلواری پہنچے تو حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہٗ سے بھی ملے۔ حضرت ممدوح نے آپ سے اکثر نکات تصوف در موز حقائق و معارف اور اوراد و اذکار و اشغال کے متعلق باتیں پوچھیں آپ نے ان کا نہایت تفصیل وار جواب دیا۔ حضرت ممدوح بہت متعجب ہوئے اور غایت خوشی سے دست شفقت بزرگانہ آپ کی پشت پر رکھا اور مبارکباد دے کر فرمایا کہ ہم یہ نہیں سمجھتے تھے کہ تمہارے والد ماجد تمہیں اس قدر کامل و مکمل بنا کر گئے ہیں۔ ماشاء اللہ چشم بد دور خدا تمہاری عمر اور علم و فضل و کسب و ریاضت و زہد و اتقا میں برکت دے اور چشم بد سے بچائے۔

اگر امور طریقت کے متعلق کوئی بات آپ کو دریافت طلب ہوتی تھی یا جن باتوں کو حضرت غوث الدہرؒ نے مجملاً بتایا اس کی تفصیل تشفی بخش طریقے سے سمجھ میں نہ آتی تھی تو آپ اپنے اخ عمزاد اور خواجہ تاش بزرگ حضرت مولوی معنوی حافظ شاہ محمد صفی قدس سرہٗ سے اکثر رفع شبہات فرمالیا کرتے تھے کیونکہ یہ حضرت غوث الدہر کی وصیت تھی۔

جب آپ کو تکمیل کتب درسیہ اور تحصیل سند احادیث کا خیال ہوا تو ارادہ کیا کہ حضرت مرزا حسن علی محدث لکھنوی شاگرد رشید حضرت علامہ زمان مولانا شاہ عبد العزیز

محدث دہلویؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اتمام کتب درسیہ کر کے سند احادیث حاصل کریں مگر اس وقت حضرت محدث لکھنویؒ کا قصد سفر حج کا تھا اور اس زمانہ میں لوگ کلکتہ کی طرف ہو کر بذریعہ جہاز حج کے لئے جاتے تھے۔ چنانچہ حضرت محدث لکھنوی بھی اس خیال سے کلکتہ کی طرف چلے مگر درمیان میں بمقام عظیم آباد اتر گئے۔ شب کو خانقاہ عمادیہ میں ٹھہرے۔ حضرت منہاج السالکین مولانا شاہ محمد نصیر الحق قدس سرہ ' بھی بہ اجازت اپنی والدہ ماجدہ مولانا حسن علی محدث لکھنوی کے شامل قصد بیت اللہ کا کیا اور ارادہ یہ کیا کہ اس سفر میں حدیث بھی مولانا سے پڑھیں لیکن سفر میں پڑھنا نہ ہو سکا۔ اس لئے بعد فراغت حج و زیارت بمقام عظیم آباد مکان پر اپنے تشریف لائے۔ بعد ازاں تاریخ ۱۶ جمادی الاثانی ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۱ء) بروز جمعہ اپنے مکان سے روانہ ہوئے اور بتاریخ ۱۱ رجب بمقام لکھنو بمکان قیام گاہ مولانا حسن علیؒ کے پہنچے اور بتاریخ ۱۳ رجب بروز جمعہ کتاب اصول حدیث تصنیف حافظ ابن حجر وبلوغ المرام شروع کیا و بعد فراغ علم حدیث و علم ہیئت و ہندسہ و حکمت وغیرہ آپ کو بتاریخ ۷ رجب بروز جمعہ وقت صبح ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۲ء) سند حاصل ہوئی اور آپ اپنے وطن کو واپس تشریف لائے اور رشد و ارشاد و ہدایات خلائق میں مشغول ہو گئے درس و تدریس کا بھی مشغلہ رکھتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت کثیر ہے۔ اشاعت سلسلہ بھی آپ سے بہت ہوئی۔ آپ سے قبل سجادہ عمادیہ گویا خانہ بدوشی کی حالت میں تھا یعنی پٹنہ میں ایک مقبرہ، مقبرہ میر اشرف کے نام سے مشہور ہے، اس کے متعلق ایک عالی شان مکان تھا جہاں اکثر کشمیری اصحاب رہا کرتے تھے وہ کل لوگ حضرت غوث الدہرؒ کے مریدان باختصاص سے تھے۔ پھلواری سے تشریف لانے کے بعد چند دنوں تک مسجد خواجہ عنبر مرحوم میں آپ کا قیام رہا اس کے بعد ان ارباب کشمیر نے حضرت غوث الدہر کی خدمت عالی میں عرض کی کہ یہاں حضور کو تکلیف ہو گی۔ مقبرہ میر اشرف صاحب کے متعلق جو مکان ہے خدمت میں حاضر ہے۔ وہیں قیام فرمایا جائے۔ چنانچہ حضرت غوث الدہرؒ و حضرت محی السالکینؒ مع سامان سجادہ و آثار شریف وہیں تشریف لے آئے اور اپنی زندگی تک وہیں

مسند افروز بزم ہدایت وارشاد رہے۔ حضرت غوث الدہر کے بعد حضرت منہاج السالکین بھی
۱۸ء میں وہیں تشریف فرما رہے پھر آپ نے ایک وسیع زمین خانقاہ کے لئے خرید فرمائی اور
پھر ۱۲۳۸ھ (۱۸۲۲ء) میں مکان خانقاہ تعمیر فرما کر مع سامان سجادہ وگیٹھرہ اثار شریف
زیب آرائے ولایت رشد وارشاد ہوئے اور آپ نے سماع مع دف اپنے عہد سجادہ نشینی میں
سننا شروع کیا۔

آپ کی یکے بعد دیگرے تین شادیاں ہوئیں مگر اولاد نرینہ میں سے کوئی نہ رہا البتہ
صاحبزادیوں سے آپ کی آل میں خدا کے فضل سے اس وقت تک کچھ لوگ موجود ہیں۔

حضرت منہاج السالکینؒ کو حفظ کلام مجید کے بعد علم قرأت و تجوید کی طرف خیال پیدا
ہو گیا تو اس فن میں بھی آپ نے بہت بڑا کمال حاصل کر لیا۔ آپ کی وفات حسرت آیات بست
ہشتم شوال ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کو ہوئی اور مزار مبارک پھلواری میں حضرت شمس العارفین
مخدوم شاہ غلام نقشبند محمد سجاد قدس سرہٗ کے مزار اقدس کی جانب پائیں واقع ہے۔

آپ کے خلفاء ذی ارشاد: مولانا حاجی حافظ شاہ احمد ظہیر الحق وامیر الاولیا مولانا حاجی
شاہ علی امیر الحق و مولانا حافظ شاہ محمد سفیر الحق قدس اسرارہم ہر سہ برادران و مولوی معنوی
شاہ دال یٰسین قدس سرہٗ آپ کے ماموں۔ ان بزرگوں کا تذکرہ بھی آگے آئے گا اور شاگردوں
کی تعداد بھی کثیر ہے۔ منجملہ ان کے آپ کے ہر سہ برادران مولوی غلام یحییٰ آروی و مولوی
حاجی ابوالبرکات بہاری و مولوی ارشاد حسین پھوروی و مولوی اصغر حسین عظیم آبادی و
مولوی عبد اللطیف ساکن معانی وغیرہ تھے۔

۱۰۸۔ حضرت امیر الاولیاء سید المستغرقین قطب زمان مولانا حافظ حاجی سید شاہ علی امیر الحق قدس سرہٗ

آپ کی ولادت باسعادت ششم ذیقعدہ کو چہار شنبہ کے دن عصر کے وقت ۱۲۲۷ھ
(۱۸۱۲ء) کو بمقام پھلواری ہوئی۔ آپ بہت بڑے ذاکر و شاغل اور بااثر بزرگ تھے۔ آپ کی

نسبت منشی نجم الدین مرحوم نیوروی اپنے رسالہ نجم الثاقب میں یوں تحریر فرماتے ہیں ۔
"مشہور عام و خاص اضلاع صوبہ بہار و اضلاع دیگر اند طریقہ ارشاد و بیعت
وضع مشائخ جارسیت و بسیاری کسان از مسترشدان و مریدان کامیاب اند حق
ابتدائے سجادگی بہ بہترین وضع مسند سجادگی رار ونق دارند قوتے خاص دارند و اثر
حضرت ایشان بطرز خاص است کہ حاضرین راگو از مریدان و مسترشدان نباشد از جامی
آپ نے ابتدا میں کلام مجید وغیرہ اپنے جد امجد حضرت محی السالکین سے پڑھا ر
اللہ خوانی بھی حضرت محی السالکین ہی سے ہوئی تھی۔ اس کے بعد علوم درسیہ من او
آخر ہا آپ نے اپنے اخ معظم پیر و مرشد حضرت منہاج السالکین قدس سرہ سے
فرمائی۔ اس کے بعد لکھنو تشریف لے جاکر حضرت مرزا حسن علی محدث لکھنوی سے
احادیث حاصل فرمائی۔ آپ ذہین وزکی حد درجہ کے تھے۔ اہم سے اہم اور مشکل سے
مسائل کو ادنیٰ سے اشارے میں سمجھ جاتے تھے۔ ریاضات و مجاہدات بہت کئے۔ آپ
قرآن بھی تھے۔ جب تک آپ کے قویٰ اچھے رہے روزانہ کلام مجید کا ایک ختم فرمایا
تھے جب پیری آئی تو دو دن خواہ تین دن میں ایک ختم ضرور کرتے تھے اور درود پڑھتے
اس قدر ملکہ حاصل ہو گیا تھا کہ نیند میں قلب کی طرح زبان بھی اپنے کام سے غافل نہیں
رہتی تھی۔ آپ اپنے خیالات کبھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ اگر اتفاقاً کسی پر
بات ظاہر ہو جاتی تھی تو اس پر مخفی رکھنے کے لئے سخت تاکید فرماتے تھے۔ آپ باطنی
خوبی کے ساتھ ظاہری حسن و جمال بھی ایسا رکھتے تھے کہ دیکھنے والا گھنٹوں محو رہ جاتا
ضعیفی میں بھی آپ کے چہرہ مبارک کی آب و تاب کا یہ عالم تھا کہ کچھ دور سے آپ کے
مبارک آپ کے گلابی عمامے کے بالکل ہم رنگ نظر آتی تھی۔ آپ کے زہد و اتقا کا شہ
دور تھا۔ درس و تدریس کا بھی مشغلہ تھا۔ آپ کے شاگردوں کی بھی ایک معتدبہ تعداد
آپ کو بھی اتباع شریعت کا بڑا پاس تھا۔ آپ کی تعریف میں قاضی نور الحسن مرحوم صد
شہر گھاٹوی نے آثار شرف میں جو مختصر عبارت لکھی ہے وہ جامع وصف ہے۔

آپ کے خلفاء و مریدین و مسترشدین کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ جن میں بڑے بڑے صاحب اثر اور صاحب قوت بزرگان گزرے۔ آپ کے دست حق پرست پر اکثر ہنود مشرف بہ اسلام ہو کر بڑے بڑے اعلیٰ مرتبے کو پہنچتے گئے اور صاحب قوت و باثر و ذاکر و شاغل اور صاحب وجد و حال تھے۔

آپ کی عمر شریف کا زیادہ حصہ ریاضت و مجاہدات اور ارشاد و ہدایت میں گزرا۔ خرق عادات و کرامات آپ کے زبان زد ہر خاص و عام ہیں۔ آپ کے عہد برکت مہد میں خانقاہ عرفان پناہ عمادیہ کی عمارت پختہ و سنگی بنی اور زیادہ وسیع ہو گئی۔ مسجد خام پختہ و باوسعت بنی۔

آپ کو شعر و سخن سے بھی ذوق تھا۔ کبھی کبھی کچھ اشعار کہہ لیا کرتے تھے۔ تخلص آپ کا شہود تھا۔ ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) میں آپ نے سفر حج فرمایا اور بعد فراغت شعائر و ارکان حج و زیارت مدینہ منورہ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں واپس تشریف لائے ۔ وفات حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ کی پندرہویں محرم روز سہ شنبہ بوقت چاشت ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۴ء) کو ہوئی اور پھلواری میں پائیں مزار اپنے پیر و مرشد حضرت منہاج السالکین قدس سرہ دفن ہوئے۔

خلفاء آپ کے : حضرت زبدۃ العارفین و قدوۃ السالکین پیر و دستگیر مولانا حاجی سید شاہ محمد رشید الحق، آپ کے صاحبزادے و جانشین۔ آپ کے برادر زادہ حضرت سید شاہ مولوی نذیر الحق فائز۔ آپ کے برادر خورد حضرت دلیل الطالبین مولانا حافظ شاہ فقیر الحق اور مولوی غلام غوث چھپروی (۱) اور مولوی سخاوت حسین عماد پوری بہاری و شاہ امجد حسین کٹری قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ یہ حضرات سوائے شاہ امجد حسین قدس سرہ کے آپ کے شاگرد علوم درسیہ میں بھی تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی کثیر ہے۔ جن حضرات کا نام اوپر لکھا گیا ان کے علاوہ مولوی وزیر الحق و مولوی علی اکبر و مولوی عبد الغنی لودی کٹروی عظیم آبادی و مولوی ذو الفقار تلہری و حضرت شاہ سید حسین قدس سرہ سجادہ نشین کچھوچھ

شریف و مولوی حکیم وحید الدین بن مولوی احمد عبداللہ پھلواروی و مولوی سید لیاقت حسین ولد مولوی سید اظہار حسین مرحوم جو بالفعل حیدر آباد دکن میں کسی عہدہ جلیلہ پر نوکر ہیں ان حضرات کے سوا اور بہت لوگ آپ کے شاگرد تھے۔

(۱) آپ مختار صاحب کے والد ماجد جناب محمد امین اللہؒ کے استاد تھے۔ نعمت اللہ۔

۱۰۹۔ حضرت زبدۃ العارفین و قدرۃ السالکین پیر دستگیر مولانا حاجی سید شاہ محمد رشید الحق قدس اللہ تعالیٰ سرہ'

ولادت باسعادت آپ کی بست پنجم جمادی الثانی کا دن گزار کر شب بست ششم کو ۱۲۶۲ھ (۱۸۴۶ء) میں بمقام شہباز پور متصل قصبہ پھلواری اپنی پھوپھی کے مکان میں ہوئی۔ مادہ تاریخ ولادت نیر بخت ہے۔ آپ کی تعلیم کی ابتدا حضرت مولوی معنوی شاہ آل یٰسین قدس سرہ' یعنی اپنے ممیرے دادا سے ہوئی پھر آپ نے مختلف بزرگوں سے ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ جب میزان الصرف شروع کرنے کی نوبت آئی تو خود حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' نے آپ کی تعلیم اپنے ہاتھ میں لے لی یہاں تک کہ آپ نے میزان سے لے کر آخر تک کل کتابیں اپنے والد ماجد سے تمام فرمائیں اور اسی درمیان میں تعلیم علوم باطنیہ بھی ہوتی جاتی تھی۔ جب آپ کو علوم ظاہریہ کی تحصیل سے فراغت ہوئی تو علوم باطنیہ کی رفتار تیز کر دی گئی۔ بیعت تو سترہ ہی برس کے سن میں یعنی ۱۲۷۹ھ (۱۸۶۲ء) میں ہو ہی چکی تھی بعد تحصیل علوم باطنیہ و تکمیل مدارج ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۸ء) میں آپ کو اور آپ کے ابن عم زاد حضرت مولوی معنوی سید شاہ محمد نذیر الحق فائز عمادی قلندر قدس سرہ' کو حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' نے ساتھ ساتھ اجازت و خلافت دے کر اپنا خلیفہ اتم اور مجاز کل بنایا۔ اور ایک ہی اجازت نامہ دونوں کے نام سے لکھ کر حوالے کر دیا۔ آپ کو حضرت امیر الاولیاء ہی کے زمانے سے ریاضات و مجاہدات کا خاص شوق تھا یہی وجہ تھی کہ جوانی ہی میں آپ کے اثر اور صاحب قوت ہونے کا سکہ کل لوگوں پر حتی کہ مخالفین تک کے دلوں میں بیٹھ گیا تھا۔

باوجود مشغلہ ریاضات و مجاہدات واذکار وافکار واشغال کے آپ نے درس و تدریس کے لئے بھی اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ وقت نکال لیا تھا۔ چنانچہ اس وقت تک آپ کے تلامذہ کی ایک معتدبہ تعداد موجود ہے۔ آپ ۱۲۹۰ھ (۱۸۷۳ء) میں اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ شعائر حج و زیارت سے بھی فراغت حاصل کر آئے تھے۔ ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۴ء) میں جب حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ کا وصال ہو گیا تو آپ کے عم بزرگوار حضرت دلیل العارفین مولانا حافظ سید شاہ محمد فقیر الحق قلندر قدس سرہ ‘ نے بالاتفاق جمیع عمائد عصر واراکین خاندان آپ کو سجادہ حضرت محبوب رب العالمینؒ پر بٹھادیا۔

حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ ‘ کے آخر عہد میں جو خانقاہ اور مسجد کی عمارت بنی وہ آپ ہی کے زیر اہتمام بنی اور آپ نے اپنے عہد سجادہ نشینی میں بھی توسیع خانقاہ بہت کی اور عمارتیں بھی بنوائیں۔ آپ نے اپنے عہد میں یہ بھی معمول فرمایا کہ جمعہ کو بعد نماز جمعہ وعظ و نصائح بیان فرمایا کرتے تھے۔ بہت زمانے تک یہ دستور رہا جب نقرس کی بیماری کی وجہ سے مجبور ہو گئے تو یہ معمول موقوف ہو گیا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں آپ کبھی کسی بات کا خیال نہیں فرماتے تھے۔ جس شخص میں جو برائی دیکھی بغیر کسی رکاوٹ کے صاف صاف محض خلوص و محبت کے ساتھ اس کے منہ پر تنہائی میں بلا کر فرمادیا کرتے تھے۔ اکثر ہنود بھی آپ کی صحبت کیمیا اثر سے مستفید ہوئے۔ رموز تصوف اور نکات حقائق و معارف کو آپ بہت آسانی سے اور سہولت کے ساتھ سمجھادیا کرتے تھے اور اہل بدعت سے آپ کو طبعاً تنفر تھا کبھی ایسے لوگوں کی صحبت یا ان سے ارتباط پسند نہیں فرماتے تھے۔ ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۲ء) کے شوال میں آپ کا ارادہ دوبارہ حج و زیارت سے مشرف ہونے کا ہوا۔ چنانچہ یہاں کا بندوبست یہ کیا کہ جائیداد موروثی کو اپنی اہلیہ کے نام مقرری حیاتی کر دیا اور جائیدار موقوفہ کے نسبت ایک وصیت نامہ تعمیل کیا اس میں یہ شرط لکھی کہ۔

”منمقر نے اپنے پسر مولوی سید شاہ محمد حبیب الحق جو نہایت لائق و دیانت دار و پرہیز گار ہیں متولی واسطے زمانہ مابعد ممات اپنے مقرر کیا مناسب ہو گا کہ بعد ممات منمقر کے

مولوی سید شاہ محمد حبیب الحق صاحب موصوف متولی و سجادہ نشین خانقاہ ہو کر کل انتظام جائیداد کا کریں"۔ الخ

یہ سب انتظام کر کے آپ نے بتاریخ ۱۴ شوال بروز شنبہ وقت ایک بجے دن کو مسجد میں دوگانہ ادا کیا اور خانقاہ عرفاں پناہ سے آپ تشریف لے گئے اور بنارس حضرت مولانا رسول نما کے مزار مبارک پر تشریف لائے اور پھر وہاں سے رخصت ہو کر لکھنو پہنچے اور حضرت شاہ مینا علیہ الرحمۃ و حضرت صوفی شاہ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ کے مزار پر تشریف لے گئے وہ فاتحہ پڑھی پھر وہاں سے دہلی تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمت اللہ علیہ کے مزار پر پھر حضرت نجیب الدین فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر پھر حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر اور حضرت امیر خسروؒ و حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت سرمدؒ و حضرت ہرے بھرےؒ کے مزار پر تشریف لاکر فاتحہ پڑھ کر رخصت ہوئے پھر وہاں سے اجمیر شریف تشریف لائے وہاں چار روز تک حضرت خواجہ کے مزار پر حاضری رہی وہاں سے احمد آباد گجرات تشریف لے گئے وہاں حضرت سید عالم بخاری اور حضرت شاہ سلطان احمد شاہ قدس اسرارہما کے مزارات پر تشریف لے گئے پھر وہاں سے محلہ خان پورہ میں حضرت شاہ وجیہہ الدین قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ پھر محلہ شاہ پور میں حضرت شاہ عبدالوہاب قادری قدس سرہ کے مزار پر پہنچے۔ وہاں فاتحہ پڑھی پھر دلی دروازہ کے باہر حضرت موسیٰ صاحب سہاگ کے مزار پر تشریف لے گئے وہاں فاتحہ پڑھی اور ۹ ذی الحجہ کو بمبئی پہنچے اور ۱۶ محرم کو جہاز پر سوار ہوئے۔ عدن پہنچ کر حضرت عبدروس و حضرت شیخ احمد عراقی قدس اللہ اسرارہما کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ تاریخ ۷ صفر کو مکہ معظمہ پہنچے وہاں دو مہینے اٹھارہ روز قیام رہا پھر وہاں سے بیت المقدس جانے کا ارادہ شریف مکہ سے ظاہر کیا۔ شریف نے ایک خط بنام والی قدس اور دوسرا بنام والی شام اس مضمون کا لکھ دیا کہ حضرت مولانا محمد رشید الحق صاحب ہندوستان کے بڑے بزرگ ہیں۔ یہ زیارت کو جاتے ہیں آپ سے ملیں گے ان کو کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ یہ خط لے کر آپ بتاریخ ۲۵

ربیع الثانی به اراده سفر شام وبیت المقدس مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے اور مصر پہنچے وہاں حضرت زینب و رقیہ اور سیدہ فاطمہ المتوفیہ و سیدہ حفصہ اور حضرت امام زین العابدین اور حضرت سیدہ عائشہ بنت امام زین العابدین علیہم السلام وامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے استاد امام ابو للیث رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کی زیارت کی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک جہاں مدفون ہے وہاں کی زیارت کی آٹھ رات مصر میں رہ کر اسکندریہ پہنچے وہاں حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور حضرت اقبال حکیم و حضرت ابو العباس المرسی و حضرت یعقوب الغزنی وامام ابو خیری مصنف قصیدہ بردہ کے مزارات کی زیارت کی۔ تیسرے روز وہاں سے روانہ ہوئے اور یافہ ہوتے ہوئے بیت المقدس پہنچے پہلے شیخ الحرم سے ملاقات ہوئی بعد ازاں والی قدس سے ملاقات ہوئی۔ بہت عزت کے ساتھ ملے اور صخرہ و مصلی حضرت رسول ﷺ و مصلی حضرت خضر علیہ السلام و مسجد اقصیٰ کی زیارت کی اور تمام انبیاء کے مزارات کی زیارت کی۔ بارہ دن کے بعد وہاں سے یافہ روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر والی دمشق سے ملاقات کی والی دمشق نے آپ کی بڑی عزت کی پھر تمام بزرگوں کے مزارات کی زیارت کی یہاں کوئی گلی کوچہ زیارت سے خالی نہیں ہے۔ تیس ہزار پیغمبروں کی قبر وہاں ہے۔ تیسرے روز دمشق سے ریل پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے تین روز میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ ایک مہینہ پانچ روز مدینہ طیبہ میں رہے وہاں کی رجبی دیکھی ۲۸ رجب کو مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور نویں شعبان وقت عصر مکہ معظمہ پہنچے اور رمضان کے مہینے میں سولہ عمرے کیئے اور جمادی الاول ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) کو مکہ معظمہ سے ہندوستان روانہ ہوئے اور بتاریخ ۱۰ شعبان بروز یکشنبہ وقت سات بجے دن ۱۳۳۲ھ (۱۹۱۴ء) کو خانقاہ عمادیہ میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر کی پوری کیفیت آپ نے اپنے سفر نامہ میں درج فرمائی ہے۔ حج سے تشریف لانے کے بعد آپ پھلواری شریف مزار پر حضرت محبوب رب العالمینؒ و حضرت تاج العارفینؒ کے واسطے فاتحہ تشریف لے گئے اور جناب حضرت شاہ محمد بدرالدین قدس سرہٗ سے ملاقات کی۔ حضرت مولوی شاہ محمد بدرالدین قدس سرہٗ نے

آپ کے ساتھ اخلاق بہت کیا۔ خلوت سے باہر صحن خانقاہ تک تشریف لاکر استقبال کیا او
دونوں بغل گیر ہوئے۔ وہ سماں بھی قابل دید تھا اس روز حضرت صاحب سجادہ مجیبیہ کی طرف
سے نہایت پر تکلف دعوت ہوئی اور دنوں بزرگ خلوت میں تشریف لے گئے۔ پوری
کیفیت لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ کا مفصل حال رسالہ انوار الاولیاء میں درج ہے۔

حضرت پیر دستگیر قدس سرہ جب تک سفر حج میں رہے امور خانہ داری و خانقاہ داری ۔
حسب وصیت نامہ آپ کے صاحبزادے حضرت جامع شریعت والطریقت مولانا حافظ سید
شاہ محمد حبیب الحق صاحب محدث دام فیوضاتہ نے بحسن خوبی انجام دیا۔

حضرت پیر دستگیر قدس سرہ' اپنے وصال سے برس روز بیشتر رویا کرتے تھے او
حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے
دعا کی تھی کہ موت کی تکلیف ہم کو نہ ہو آسانی سے روح نکال لی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
حضرت عزرائیل علیہ السلام نے آپ کو سیب سونگھایا اور روح پرواز کر گئی۔ لہذا میں سکرات
موت سے بہت ڈرتا ہوں دیکھئے ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے۔ میری یہی دو استدعا اللہ
جل جلالہ و عم نوالہ کے حضور میں ہے ایک تو یہ کہ سکرات کی تکلیف نہ ہو دوسرے یہ کہ
جس وقت ہماری روح پرواز کرنے لگے اس وقت میرے قریب میرے عزیز و اقارب و
فرزندان نہ ہوں کیونکہ وہ وقت خاص راز و نیاز کا ہوگا سوائے میرے اور خداوند کریم کے
دوسرا شخص نہ ہو ورنہ بال بچوں کو دیکھ کر خیالات منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کی دونوں استدعاؤں کو قبول فرمایا ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) کے رمضان المبارک میں کل
شہر پٹنہ کے لوگوں نے ۲۳ رمضان کو خطبہ الوداع پڑھا لیکن آپ نے فرمایا کہ ہم کو خداوند
کریم کی ذات سے امید ہے کہ ایک جمعہ اور رمضان المبارک میں ہم کو ملے گا اور ہم اس جمعہ کو
خطبہ الوداع پڑھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تیس تاریخ رمضان کو دوسرا جمعہ ہوا اور آپ
نے خطبہ الوداع پڑھا اور کل مسجدوں میں شہر کے دوبارہ الوداع پڑھا گیا۔

آپ عیدین کی نماز عید گاہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ ۱۳۳۸ھ (۱۹۲۰ء) کے بقر عید

کے خطبہ میں آپ کل لوگوں سے رخصت ہوئے اور فرمایا کہ میں اب بوڑھا ہوا موت حیات کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ معلوم نہیں کہ پھر ہم کو یہاں آنا اور نماز پڑھنا نصیب ہو یا نہ ہو آپ لوگ میرے واسطے دعائے مغفرت کریں۔

۲۰ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ (۱۹۲۱ء) کو عرس حضرت محبوب رب العالمینؒ کا تھا حضرت اس مجلس میں برابر شریک رہے اور وجد و حال بھی بدستور جاری رہا بلکہ اور عرسوں سے اس روز کیفیت بہت زوروں پر تھی اکثر مہانان جو اس عرس میں تشریف لائے تھے وہ اکیس تاریخ دن گزار کر شب بائیس کو رخصت ہوئے۔ عند التذکرہ آپ نے فرمایا کہ ہم کو خام قبر پسند ہے۔

جناب حضرت مولوی شاہ محی الدین صاحب دام فیوضہ جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ آپ اپنے والد سے میرا سلام کہہ دیجئے گا اور کہئے گا کہ اب ہم سے اور ان سے قیامت میں ملاقات ہو گی۔

پچیس جمادی الاول کو آپ کے پوتی داماد جناب شاہ مسیح الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بہار شریف اپنے مکان جانے والے تھے۔ ان سے فرمایا کہ تم اس تاریخ کو نہیں جا سکتے ہو۔ پھر شب کے وقت عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر کھانا تناول فرمایا اور سو رہے۔

آپ کا معمول تھا کہ شب کے وقت لالٹین بجھا کر سویا کرتے تھے اور دو بجے رات کو اٹھ کر خود اپنے دست مبارک سے لالٹین روشن کرتے اور سماور میں آگ دے کر خود رفع ضرورت کو تشریف لے جاتے۔ وہاں سے آکر وضو فرماتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے اور ذکر و اشغال میں مشغول ہوتے تھے اور نماز فجر کے قریب ایک طالب العلم ظفیر الدین نامی جو آپ کی چارپائی کے قریب سویا کرتا تھا اس کو اٹھا دیا کرتے تھے اور اٹھ کر آپ کے منہ دھونے کا سامان درست کر دیتا تھا اور آپ نماز فجر پڑھ کر تلاوت قرآن شریف و دلائل الخیرات میں مصروف ہوتے تھے۔ اس روز بھی آپ حسب معمول اٹھے اور کل معمولات سے فارغ ہو کر بستر استراحت پر لیٹ گئے اور ذکر نفی اثبات میں مشغول ہو گئے۔ مگر طالب العلم مذکور کو نہ

اٹھایا۔ جب کچھ دھوپ نکل آئی تو وہ طالب العلم خود سے اٹھا اور منہ دھونے کا سامان درست کرنے کو چلا کہ ایک آواز اللہ کی زور سے اس کا کان میں آئی مگر اس نے چارپائی پر خیال نہ کیا بلکہ سمجھا کہ آپ جہاں پر ذکر کیا کرتے تھے وہیں ہیں۔ اس کے بعد وہ طالب العلم اپنے حوائج ضروری کو چلا گیا۔ وہاں سے آکر دیکھا تو حضرت سوئے ہوئے ہیں۔ اس نے جگانے کے خیال سے پائے مبارک کو دبانا شروع کیا لیکن آپ نہ اٹھے تو اس کو کچھ شبہ ہوا اور خلوت سے باہر آکر آپ کے پوتے جناب مولوی محمد صبیح الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے یہ واقعہ بیان کیا وہ بھی خلوت میں گئے اور آپ کو ہلایا تو آپ نہ تھے لیکن بدن میں گرمی وتری تھی تب تو وہ روتے ہوئے زنانے مکان میں گئے اور ایک کہرام مچ گیا خیال جو کیا گیا تو لالٹین روشن تھی اور جس جگہ وضو فرمایا کرتے تھے وہاں وضو کا پانی گرا ہوا تھا اور بدن بھی نرم وگرم تھا اور کسی طرح کا تغیر چہرہ مبارک پر نہیں تھا۔ تو لوگوں کو شبہ ہوا کہ سکتہ ہے ایک آدمی کو آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الحق صاحب دام فیوضاتہ' نے ڈاکٹر محمد وارث صاحب کو بلانے کے واسطے بھیجا جناب ڈاکٹر صاحب بھی تشریف لائے مگر ان کے آنے سے پیشتر یہ یقین ہو گیا کہ آپ راہی ملک بقا ہوئے کیونکہ اللہ اللہ کا جو ضرب قلب پر لگایا تھا تو چہرہ آپ کا اسی طرف جھکا ہوا تھا۔ حضرت صاحبزادے صاحب نے آپ کا سر مبارک اپنی گود میں لے لیا اور گریہ وبکا کرنے لگے۔ یہ خبر تمام شہر میں مشتہر ہو گئی لوگ جوق در جوق آنے لگے تھوڑی دیر میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ کل رؤسائے شہر وغربا جمع ہو گئے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک انگوٹھی تھی کہ وہ مشکل سے اترا کرتی تھی مگر غسل کے وقت جب لوگوں نے اتارنا چاہا تو بہت آسانی سے اتر آئی اور ایسا معلوم ہوا کہ آپ نے خود انگلی بڑھا دی۔ بعد غسل جب کفن پہنایا گیا تو آپ کے چہرہ مبارک پر سرخی آگئی اور چہرہ منور وتاباں ہو گیا۔ بعد ازاں نماز جنازہ باجماعت کثیر ہوئی اور تین سو آدمیوں کے قریب آپ کا جنازہ لے کر پیدل پھلواری تک گئے اور وہاں کے نیز اطراف وجوانب کے اکثر لوگ چونکہ نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اس لئے مولانا تمنا صاحب عمادی نے

دوبارہ نماز جنازہ کی تحریک پیش کی۔ جناب شاہ محمد محی الدین، صاحب خانقاہ پھلواری مدفیوضہ' نے فرمایا کہ ہم لوگ دوبارہ نماز جنازہ کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے مجبور ہیں۔ آپ کا جی چاہے تو آپ پڑھئے۔ چنانچہ مولانا تمنا صاحب اور مولانا حسین میاں صاحب وغیرہ ایک کثیر جماعت کے ساتھ اٹھے اور پانچ صفیں لمبی لمبی قائم ہو گئیں۔ مولانا تمنا صاحب امام کی جگہ پر جا چکے تھے کہ سامنے سے جناب حضرت شاہ بدرالدین صاحب زیب سجادہ مجیبیہ رحمۃ اللہ آتے ہوئے دکھائی دیئے تو مولانا تمنا صاحب نے ان کا انتظار کیا وہ آکر فوراً جنازے کے قریب کھڑے ہو گئے مولانا تمنا صاحب نے واقعہ بیان کر دیا کہ نماز تو پٹنہ ہی میں ہو چکی تھی مگر ہم لوگوں نے نہیں پڑھی تھی اس لئے یہاں دوبارہ نماز ہو رہی ہے۔ حضرت ممدوح نے فرمایا کہ ہم بھی پڑھیں گے اور صف میں مل جانے ارادہ کیا تو مولانا تمنا صاحب امام کی جگہ سے ہٹ گئے اور عرض کیا کہ تب حضور ہی نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت ممدوح نے نماز شروع کی اس وقت جو لوگ رک گئے تھے وہ سب بھی آکر جماعت میں مل گئے۔ جس وقت قبر میں جسم اطہر مبارک کو رکھا گیا تھا وہ وقت قریب مغرب کا تھا مگر قبر مبارک ایسی روشن تھی جیسے صبح صادق کی روشنی ہوتی ہے اور باوجودیکہ آپ کو ایک دانت بھی نہ تھا لیکن دیکھنے والوں کو قبر میں شبہ ہوتا تھا کہ آپ کے دانت موجود ہیں اور جناب حضرت مولوی شاہ بدرالدین قدس سرہ' برابر حضرت کے چہرہ مبارک کو دیکھا کئے اور دوسری طرف نگاہ بھی نہ کی جب قبر برابر کر دی گئی تو حضرت سجادہ نشین صاحب نے اپنی خانقاہ میں تشریف لے جا کر نماز مغرب ادا فرمائی۔ یہ واقعہ بائیس جمادی الاول ۱۳۳۹ھ (۱۹۲۱ء) کا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مزار آپ کا خام پائیں مزار حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' کے ہے۔ اس کے دوسرے روز چارپائی پر سے جب فرش اٹھایا گیا تو اس کے نیچے سے ایک نوشتہ بدست خاص لکھا ہوا پایا گیا اس میں یہ چند اشعار کسی کے جو مشہور ہیں لکھے ہوئے تھے۔

کوئی حرم کو کوئی تبکدے کو جائے ہے ۔ کوئی تلاش معیشت میں سر کھپائے ہے
جو دل سے پوچھوں ہوں تو کس طرف کو جائے ہے ۔ تو بھر کے آنکھ میں آنسو یہ کہہ سنائے ہے

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند بلا کشان محبت بہ کوئے یار روند

قطعہ تاریخ وفات از داروغہ عبدالرحمٰن عظیم آبادی ثم مونگیری

شاہ رشید ولی شیخ عظیم شہر بود ہر کہ شنید مرگ او آہ غمگیں ز دل کشید

از پئے ساکنان شہر ماتم سخت شد بپا اہل دلے ز شہر ما حیف کہ گشت ناپدید

سال وصال آں ولی شور ز غیب شد ندا "جنس نفیس بے بہا رشید حق بحق رسید"

۱۳۳۹ھ

دیگر عربی از مولوی غنیمت حسین صاحب اشرفی مونگیری

یا من بکی من ذکرہ الجبران یا من شکا لفراقہ الخلان

ارّخت تاریخ الوصال ہو الغفور رامنن علیہ للمنّ یا منان

حضرت پیر مرشد رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے چوتھے دن مجلس ایصال ثواب (قرآن خوانی) ہوئی اور اسی دن تمام مشائخ عظیم آباد و اطراف و بہار کے سامنے حضرت صاجزادے جامع شریعت وطریقت قاطع بدعت حافظ کلام ربانی مولوی معنوی علامۃ العصر وحید الدہر یگانہ آفاق منبع اخلاق جامع علوم محمدی مولانا سید شاہ محمد حبیب الحق صاحب دام اللہ فیض وبرکاتہ (۱) کی سجادہ نشینی ہوئی۔ پہلے خاندانی تبرکات یعنی تاج جعفری و سربند و نیم تنہ وکمر بند و تسبیح حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندر بادشاہ قدس سرہٗ ورحمتہ اللہ علیہ کا، عبالقبی حضرت مولانا حافظ سید شاہ نصیر الحق قدس سرہٗ کی پہنائی گئی۔ بعدہٗ سب سے پہلے خانقاہ حضرت مخدوم الملک کی طرف سے شاہ رشید الدین احمد صاحب نے پگڑی پیش کی۔ پھر حضرت مولوی شاہ محی الدین صاحب نے خانقاہ مجیبیہ کی طرف سے پگڑی اور دو روپیہ نذر پیش کیا۔ پھر تمام مشائخ کی طرف سے پگڑیاں پیش ہوئیں۔ قوال حاضر تھے۔ انہوں نے گانا شروع کیا اور ایسی مجلس جمی کہ تقریباً چار ہزار آدمیوں کے مجمع میں کوئی ایسا نہ تھا جو بہ کیف نہ ہو۔ ہر شخص پر ایک خاص اثر تھا۔ اس وقت تمامی اہل قرابت متوسلین سلسلہ عمادیہ ومجیبیہ کا جو حال تھا وہ کیا بیان ہو۔ ہر شخص حضرت صاحب سجادہ کے خرقہ کو آکر بوسہ

دیتا اور فیضان حاصل کرتا تھا۔ ایک بجے دن کو مجلس ختم ہوئی۔ حضرت مدفیوضہ، خلوت میں جلوہ افروز ہوئے اور سجادہ پر متمکن ہوئے۔ اس وقت بہتیرے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ اللھم متع المسلمین بطول بقائیہ و دوام برکاتہ علی جمیع المسترشدین و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ (۲)

خلفاء آپ کے: حضرت جامع شریعت والطریقت مولانا حافظ سید شاہ محمد حبیب الحق صاحب سجادہ نشیں، حسان الہند مولانا حیات الحق معروف بہ محی الدین تمنا سلمہ اللہ تعالیٰ، مولوی وحید الدین مرحوم نہسوی اور مولوی شاہ حسن رضا مرحوم بیتھوی۔

(۱) ولادت آپ کی ۲۸ رمضان روز جمعہ وقت اشراق ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں ہوئی۔ تاریخی نام صابر بخت ہے۔ ۲۸ شوال ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) میں حضرت سید المستغرقین امیر اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے مکتب پڑھائی۔ ابتدائی کتابیں بیشتر اپنے والد ماجد حضرت شیخی و سیدی قدس سرہ، سے پڑھیں۔ متوسطات مولوی حفیظ اللہ صاحب مرحوم اور مولوی حکیم علی حیدر صاحب مرحوم اور مولوی عبداللہ مرحوم پنجابی سے پڑھیں۔ ہدایہ آخرین۔ صدرا۔ شمس بازغہ۔ حمداللہ۔ قاضی مبارک۔ زوائد ثلاثہ۔ شرح چغمنی۔ شرح مواقف۔ توضیح تلویح۔ مسلم الثبوت۔ صحاح ستہ، من اولہم الی آخرہم، حضرت مولانا محمد کمال صاحب محدث بہاری علی پوری سے پڑھیں۔ تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ (۱۹۰۰ء) کو مولانا محمد کمال صاحب نے آپ کے سر پر دستار فضیلت باندھی۔ اس وقت علماء کو چھوڑ کر حاضرین کی تعداد تقریباً تین ہزار ہوگی۔ اس مجمع میں صاحبزادہ ممدوح نے سورۃ والعصر پر ایسی زبردست تقریر کی کہ حاضرین کی زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ کے نعرے بلند ہو جاتے تھے۔ دوسرے روز مولانا حکیم ظہیر احسن صاحب شوق نیموی، حضرت شیخی و مرشدی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس خاص طرح سے مبارکباد کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ عظیم آباد میں یہ صاحبزادے بہترین واعظ ہوں گے۔

۲۸ شوال ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۴ء) کو، بروز عرس حضرت چراغ عظیم آباد مولانا حافظ حاجی سید شاہ محمد نصیر الحق قدس سرہ، آپ کی بیعت ہوئی اور اس وقت اجازت و خلافت تفویض فرمائی۔

اس وقت حاضرین نہایت پر کیف تھے۔ ہر شخص پر ایک کیفیت طاری تھی کہ سماع قوالی میں بھی ایسی کیفیت کم دیکھنے میں آتی ہے۔

شادیاں آپ کی چار ہوئیں۔ پہلی شادی جناب حضور حضرت شاہ امین صاحب قدس سرہ، صاحب

سجادہ حضرت مخدوم الملک قدس سرہ' کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اس محل سے ایک صاحبزادے عزیزی مولانا شاہ محمد صبیح الحق صاحب سلمہ' اللہ تعالیٰ ہیں اور ایک صاحبزادی جن کی شادی جناب شاہ مسیح الدین احمد صاحب سلمہ' اللہ تعالیٰ، برادر خورد جناب شاہ محمد حیات صاحب موجودہ سجادہ نشین حضرت مخدوم جہاں، سے ہوئی۔ اللھم بارک فی عمر ہما۔ دوسری شادی محسن پور میں ہوئی۔ اس محل سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ تیسری شادی شیخپورہ میں ہوئی۔ اس محل سے ایک صاحبزادے (الف) اور چار لڑکیاں صغیر سن ہیں۔ چوتھی شادی مولوی ایوب صاحب کریم چکی کی صاحبزادی (ب) سے ہوئی۔ مولوی حسیب اللہ مختار۔

(الف) حضرت حکیم سید شاہ حسین الحق ؒ۔ ولادت ۱۵ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ (۱۹۱۹ء)۔ تاریخی نام 'محمد اظہار الحق' ہے۔ شعر و سخن کا ذوق تھا۔ کلیم تخلص کرتے تھے۔ مبارک عظیم آبادی سے تلمذ تھا۔ کلام نہایت سادہ اور معنی خیز ہوتا ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے:-

یہی آغاز الفت ہے یہی انجام الفت بھی ۔۔۔ تڑپنا، لوٹنا، پہلو بدلنا دردِ ہجراں سے
ترے آستانے پہ بیٹھا ہوں آکر ۔۔۔ اٹھوں گا میں اب اپنی ہستی مٹا کر

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد چہارم۔

(ب) آپ سے حافظ سید شاہ وسیم الحق صاحب ہیں جو کراچی میں مقیم ہیں۔ جنوری ۱۹۳۴ء میں پیدا ہوئے۔ افسانہ نگاری کا ذوق ہے۔ آپ کے افسانے سہ ماہی مجلّے 'جام جم' سکھر میں چھپتے تھے۔ آپ کو شاعری کا بھی ذوق ہے۔ کلام میں خیال آفرینی ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے:-

تمہاری بزم میں وہ لوگ معتبر ٹھہرے ۔۔۔ جو سارے شہر میں بے اعتبار پھرتے تھے
یہ اور بات کہ ہم آج بے ہنر ٹھہرے ۔۔۔ تمام عمر سراپا ترا تراشا ہے
ایسا نہ تھا کہ بات مری معتبر نہ تھی ۔۔۔ میں جو خموش تھا تو تری مصلحت میں تھا
میری دعائے نیم شبی بے اثر نہ تھی ۔۔۔ دیکھو کہ تار تار ہوئی ہے ردائے شب
قندیل کوئی اور سر رہ گزر نہ تھی ۔۔۔ تاریکیوں میں ساتھ رہی دل کی روشنی
لوگ صف بستہ کھڑے تھے ہار پھولوں کے لئے ۔۔۔ جس نے بوئی فصل کانٹوں کی اسی کی راہ میں
کہ جس نے قتل کرکے تم کو زندہ کر دیا ہے ۔۔۔ وسیم اس کو دعائیں دو بہت ساری دعائیں دو

حضرت مولانا حافظ شاہ حبیب الحق ؒ تقریباً ۲۳ برس سجادہ عمادیہ پر فائز رہنے کے بعد ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ (۲۳ دسمبر ۱۹۴۲ء) کو وصال فرما گئے۔ آپ کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت

مولانا شاہ صبیح الحق (ولادت ۸ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء) ۳۲ سال سجادہ نشیں رہنے کے بعد ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ (۷ فروری ۱۹۷۵ء) کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کو شعر و سخن کا ذوق تھا۔ تخلص صبیح ہے۔ مولانا تمنا عمادی سے تلمذ حاصل تھا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

ہنستا ہے تو تو پھر تجھے رونا نمونہ ہو — اتنا نہ پھول اے دل ناداں برنگ زخم

یہ رنگ سرخ کیسا ہے، قاتل تیرے دامن میں — لو میرا نہیں، ہاں ہاں حنا ہے ہاتھ میں، لیکن

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد سوم۔

ان دنوں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ فرید الحق مد فیوضہ زیب سجادہ ہیں۔ آپ کی ولادت یکم جمادی الاول ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو ہوئی۔ مدرسہ منظر الاسلام بریلی سے سند فراغت حاصل کی۔ ہومیوپیتھک طریقہ علاج میں ایچ۔ ایم۔ ڈی۔ بی۔ ایچ۔ آئی کی سند حاصل کی۔ پھر بمبئی سے منشی عالم اور منشی فاضل کیا۔ حضرت مولانا سید شاہ صبیح الحق قدس سرہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور تمام سلاسل اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۵ء میں اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد گدی نشیں ہوئے۔ آپ کی تصانیف ۱۔ مثنوی گوہر جمال ۲۔ حالات فخر زماں شہاب الدین پیر جگجوت مع حالات مخدوم آدم صوفی ۳۔ سفر آخرت ۴۔ حزب البحر کلاں (ترتیب) ۵۔ میلاد رسول پر اعتراض اور اس کا جواب ۶۔ کب کھڑے ہوں نماز میں ۷۔ عربی کی پہلی کتاب ۸۔ مناقب اولیاء و اصفیا اور ۹۔ تنویر حرم ہیں۔ بچپن ہی سے آپ کو شاعری کا شوق ہے۔ تخلص فرید ہے۔ پہلے مبارک عظیم آبادی سے پھر حمید عظیم آبادی سے اصلاحیں لیں۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

جس قدر بڑھتا گیا دردِ محبت اے فرید — میرے دل کی ہر خلش نوکِ سناں بنتی گئی

کون کہتا ہے کہ شمشیر سے میں ڈرتا ہوں — ہاں مگر گردش تقدیر سے میں ڈرتا ہوں

نعتیہ کلام تنویر حرم سے انتخاب۔

یہ بھٹک رہا تھا ادھر ادھر، ملی راہ اسکو بھی خوب تر — مرا خامہ وصف نبی کرے مری شاعری کا نصیب ہے

دہن پاک کرلو درودوں سے پہلے — کرو پھر بیاں تم کمال محمد

لبوں نے وصل کی لذت اٹھالی — نبی کا نام جب آیا زباں پر

وہ منظر میری آنکھوں نے نہیں دیکھا فرید اب تک — جو منظر میں نے طیبہ کے گل و گلزار میں دیکھا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد سوم اور تنویر حرم۔

ان بزرگوں کے تفصیلی حالات "انوار الاولیاء" اور "نقوش صبیح" میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نعمت اللہ۔

مولانا شاہ فریدالحق صاحب کے چھوٹے بھائی سید شاہ متین الحق دسمبر ۱۹۳۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کو شاعری کا ذوق ہے۔ قادرالکلام شاعر ہیں۔ اچھے مضامین نکالتے ہیں۔ کلام میں روانی ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

ظلمتوں کے سائے میں روشنی کے پردے میں — جانے کتنے شیطاں ہیں آدمی کے پردے میں
آپ کے طرز کرم کے بھی ہیں عنوان بہت — میری آنکھوں کو بھی ہے زخم کی پہچان بہت
رنگ گلزار تمنا کا نہ پھیکا ہوگا — دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد چہارم۔

(۲) آپ کی شادی حضرت سیدنا میر بدر عالم زاہدیؒ کی صلبی اولاد شاہ علی احمدؒ کی ہمشیرہ سے ہوئی جن سے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ حبیب الحقؒ اور کئی صاحبزادیاں ہوئیں۔ صاحبزادیوں میں ایک زندہ رہیں، جن کے اکلوتے فرزند سید احسان الحق نظر فریادی تھے۔ آپ کے والد سید محمد رشید خلف سید سعادت علی ساکن مظفرپور تھے۔ آپ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۳۵ھ (۱۹۱۷ء) کو پیدا ہوئے۔ شاعری کا ذوق تھا۔ پہلے ڈاکٹر مبارک حسین، مبارک عظیم آبادی سے پھر سید عبدالحمید، حمید عظیم آبادی سے کلام پر اصلاح لیتے تھے۔ آپ کی شادی لکھنؤ میں خواجہ سید نصیر احمد بن خواجہ سید مقبول احمد مودودی کی صاحبزادی صالحہ بیگم حیا سے ہوئی۔ آپ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان میں شہید ہوئے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

تری بزم نگاری کا یہ کیا دستور ہے ساقی — زبوں حالی کا آئینہ ہر اک مخمور ہے ساقی
یہی تو وقت ہے للہ آکر دست گیری کر — ترا میکش بہ انداز دگر مخمور ہے ساقی
رفتہ رفتہ مریے سر سے ابر غم چھٹتا گیا — جیسے جیسے وہ نقاب الٹی سحر ہوتی گئی
بازگشت قلقلِ مینا نہیں تھی اے نظر — ہچکیوں میں کہ رہا تھا کوئی پیمانوں کا حال

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد پنجم۔

حضرت احسان الحق کی اہلیہ صالحہ بیگم حیا کو شعر و شاعری سے گہرا لگاؤ تھا۔ حضرت حمید عظیم آبادی سے تلمذ تھا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

یکایک زندگی میں کیوں ہوئیں بے کیفیاں پیدا — نظر آتی ہے کیوں گرتی ہوئی دیوار ارماں کی
کیا اب حیا سناؤں انکی جفا کے قصے — داغ الم سے اپنی رنگین داستاں ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد ششم۔

۱۱۰۔ حضرت شاہ عبدالحی قدس سرہ'

آپ فرزند دوئم حضرت تاج العارفین کے تھے اور نواسے حضرت شاہ ابوتراب قدس سرہ' کے تھے۔ پیدائش آپ کی آٹھویں رجب بروز شنبہ پیش از زوال آفتاب ۱۱۳۶ھ (۲۴ ۱۷ء) کو ہوئی۔ آپ نے ابتدائی کتابیں اپنے نانا حضرت شاہ ابوتراب قلندر قدس سرہ' سے پڑھیں۔بقیہ کل کتابیں اپنے والد حضرت تاج العارفینؒ سے تمام کیں اور ۱۱۵۲ھ (۱۷۳۹ء) میں حضرت تاج العارفین نے آپ کی بیعت سلسلہ قادریہ عمادیہ قلندریہ میں لی اور تعلیم وتربیت باطنی آپ کی ہونے لگی۔ بعد تکمیل مدارج آپ کو حضرت تاج العارفین نے اجازت وخلافت عناعت فرما کر اپنا خلیفہ اتم واکمل اور مجاز کل بنادیا۔ مشہور ہے کہ آپ سے مراقبہ صبح وبیداری آخر شب از ایام سلوک تا مرض موت کبھی فوت نہ ہوا۔ جود و سخا آپ کا مشہور ہے۔وفات آپ کی بتاریخ شب بست و پنجم جمادی الثانی ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) کو ایک برس بعد حضرت تاج العارفین کے ہوئی۔ مزار پر انوار آپ کا احاطے میں حضرت تاج العارفین کے بگوشہ مغربی واقع ہے۔

۱۱۱۔ حضرت شاہ شمس الدین ابوالفرح قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ احمد عبدالحی بن حضرت تاج العارفین قدس اسرارہما کے صاحبزادے تھے۔ شب بست سیوم جمادی الاول ۱۱۶۳ھ (۱۷۵۰ء) میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری آپ نے حضرت مولانا شاہ وحید الحق ابدال قدس سرہ' سے حاصل فرمایا اور بیعت طریقت دست حق پرست پر حضرت تاج العارفینؒ کے سلسلہ قادریہ عمادیہ میں کی اور بعد تکمیل مدارج خلعت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔ آپ کو اجازت حضرت شاہ شرف الدین معمر قادری وحضرت سید شاہ برکت اللہ قادری انجہری سبط سید محمد شاہ قادری قدس اسرارہم سے بھی تھی۔ شادی آپ کی حضرت شمس العارفین شاہ غلام نقشبندؒ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ آپ نہایت باکمال بزرگ تھے اور ریاضت شاقہ کرتے تھے۔باوجود صاحب معاش

ہونے کے کل معاش سے دست بردار ہو کر توکل پر کمر مردانہ وار باندھا۔ کبھی ایک خرمہ بھی
اس سے نہ لیا۔ معاش کو تحت و تصرف میں اپنے فرزندوں کے چھوڑ دیا۔ آپ بڑے صاحب
کشف و کرامات بزرگ تھے۔ آپ کا احوال تذکرۃ الکرام میں موجود ہے۔ آپ کے مریدان،
خلفاء اطراف بنگالہ میں بہت تھے۔ آپ صاحب دیوان اور علم عروض میں یگانہ تھے۔ تخلص
آپ کا طلعت ہے۔

تھوڑے دنوں تک شہر کلکتہ تشریف لے جا کر باب ہدایت و ارشاد طالبین کے لئے
کھولا اور اسی جگہ عمر بسر فرمائی۔ تاریخ ۱۳ شعبان وقت چاشت ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) کو آپ
نے دار فانی سے رحلت فرمائی۔ محلّہ مصری گنج شہر کلکتہ حجرے میں مسجد کے جانب جنوب
مدفون ہوئے۔

خلفاء آپ کے: مولوی محمد علی مفتی بنارس، صدر امین صوبہ بہار۔ مولوی محمد
ابوالقاسم پسر و جانشین۔ مولوی شاہ ابوالفضل اور مولوی شاہ ابویوسف مجتبیٰ قدس اسرارہم۔
ہر چہار پسران آں حضور۔

۱۱۲۔ حضرت شاہ مصطفےٰ مولانا محمد ابوالقاسم قدس سرہ'

آپ حضرت شمس الدین ابوالفرح قدس سرہ کے صاحبزادے تھے۔ انیس صفر بروز
یکشنبہ ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۴ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ علم ظاہری میں شاگرد حضرت ملا احمد بن
پھلواروی قدس سرہ' کے تھے اور سند حدیث علامہ محدث یوسف طباخ الابدال المکی سے ۳۰
محرم ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۴ء) کو حاصل فرمایا اور بیعت سلسلہ قادریہ عمادیہ میں والد ماجد کے
دست حق پرست پر کی اور بعد تعلیم و تربیت باطنی و تکمیل علمی مدارج آپ کے والد نے
آپ کو اجازت و خلافت عنایت فرما کر اپنا خلیفہ اعظم واتم واکمل اور مجاز کل بنا دیا اور اپنے والد
کی وفات کے بعد بروز چہارم بتاریخ ۱۲ شعبان ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) بجائے اپنے والد کے سجادہ
نشین ہوئے۔ آپ سے اشاعت سلسلہ بہت ہوئی۔ شہر کلکتہ و اطراف و جوانب میں آپ کے

مریدان بہت تھے۔ آپ بڑے عابد زاہد تھے۔ صرف توکل پر آپ کی اوقات تھی۔ آپ کو صاحب سجادہ عمادیہ کا بہت خیال تھا اور عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

آپ براہ مدارس سفر حج کا ارادہ کر کے بتاریخ ۲۴ شعبان ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) بروز یکشنبہ جہاز پر سوار ہوئے اور بروز جمعہ بتاریخ ۱۷ ماہ ذیقعدہ شریفہ مدارس میں پہنچے اور جہاز سے اتر کر فوراً دو گھڑی کے بعد وقت اول ظہر دار فانی سے عالم بقا کو رحلت فرمائی اور شہر مدارس کے ایک مقبرہ میں مدفون ہوئے اور متعلقان جو سفر میں ساتھ تھے، واپس آئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ خلفاء آپ کے مولوی وصی احمد خلف و جانشین و مولوی نصیر الدین احمد رحمہم اللہ تعالیٰ تھے۔ آپ کو خانقاہ عمادیہ اور وہاں کے صاحب سجادہ کے ساتھ ایک خاص شغف تھا۔ باوجودیکہ آپ خود نسباً ارادۂ خلافۃً عمادی تھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے صاحبزادے مولوی شاہ محمد وصی احمد صاحب قدس سرہ کو ایک خط غالباً کلکتہ سے تحریر فرمایا تھا جس وقت شاہ وصی احمد صاحب کمسن تھے اس کی بعینہ نقل درج ذیل ہے۔

"جان بابا۔ نور چشمان مولوی ابو قلندر و مولوی محی الدین و مولوی شاہ نصیر الحق صاحب ایں چنیں عبارت نویسند۔ "بھائی صاحب قبلہ و کعبہ مدظلہ العالی" یا مثل ایں و نیز مولوی شاہ نصیر الحق صاحب کمال آداب ملحوظ دارند بہ رعایت مسند عمادی کہ دریں آداب موجب عنایت والتفات و خوشنودی عمادی است قدس سرہ۔ چنانچہ فقیر نیز ہماں رعایت آداب ملحوظ می دارد والدعا فقط"۔

۱۱۳۔ حضرت مولوی شاہ محمد وصی احمد قدس سرہ

آپ خلف رشید حضرت مولانا شاہ ابوالقاسمؒ کے اور نواسے معظم حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ قادری قدس سرہ کے تھے۔ پیدائش آپ کی تاریخ ۳۰ ذی الحجہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۱۰ء) کو ہوئی۔ تلمذ علوم ظاہری آپ کو اپنے ماموں حضرت فرد الاولیاء مولوی شاہ ابوالحسین قدس سرہ سے بہ تمامہ حاصل ہوا۔ سند حدیث اپنے والد ماجد حضرت شاہ

ابوالقاسم قدس سرہ' سے پائی اور بیعت طریقت آپ کو اپنے نانا شیخ العالمین حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ' سے تھی اور تعلیم و تربیت باطنی آپ کی حضرت فرد الاولیاء نے کی اور بعد تکمیل مدارج باطنی آپ کو حضرت فرد اولالیاء نے اجازت و خلافت عنایت فرما کر اپنا خلیفہ و مجاز کل بنادیا اور آپ کو اجازت و خلافت حضرت مولوی شاہ ابو تراب قدس سرہ' سے اور اپنے والد ماجد سے بھی تھی۔ آپ کو منطق و حکمت و ادب و کلام و عروض وغیرہ میں مہارت کامل تھی۔ آپ کا دیوان چھپ گیا ہے اور آپ کی تصانیف سے رسالہ بیعت معہ اسناد و رسالہ تمثال نعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رسالہ قاطع البدعت غیر مطبوعہ ہے۔ مریدان آپ کے شہر کلکتہ و ٹھٹا گڈھ متصل اچانک و مقام ہگلی و بھاگل پور وغیرہ میں بہت ہیں۔ آپ اپنے والد کے بعد جانشین کیئے گئے۔ وفات آپ کی دوئم ربیع الاول ۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء) بروز یکشنبہ وقت دو بجے دن کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں جانب پچھم پہلو میں حضرت شاہ عبدالحی قدس سرہ' کے مزار کے واقع ہے۔

خلفاء مجاز: مولوی رکن الدین پھلواروی و مولوی محمد ولی و مولوی سید عبدالرحمٰن پھلواروی و شاہ احمد و میر محمد محسن پھلواروی و حضرت مولوی شاہ محمد بدرالدین قدس سرہ' سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواروی شریف۔

۱۱۴۔ حضرت شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ قادری قدس سرہ'

آپ حضرت تاج العارفینؒ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ جب تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ کی اہلیہ اولیٰ یعنی حضرت مخدوم شاہ ابو تراب قلندر قدس سرہ' کی صاحبزادی نے انتقال کیا تو تھوڑے دنوں کے بعد آپ نے دوسری شادی موضع نظام پور میں کی۔ ان کے بطن سے پہلے متواتر آٹھ لڑکیاں پیدا ہوئیں اس وجہ سے آپ کی اہلیہ کو بہت رنج تھا اور یہ تمنا تھی کہ ایک بیٹا بھی ہوتا تو بہتر تھا چنانچہ بصد آرزو تمنا، دعا سے حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ' بتاریخ ۴ محرم شب دوشنبہ وقت آخر شب

۱۱۶۰ھ (۱۷۴۷ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت باسعادت کی والدین کو آپ کے از حد خوشی ہوئی اور نام آپ کا نعمت اللہ رکھا یعنی یہ نعمت، اللہ کی دی ہوئی ہے۔ آپ نے بڑے ناز و نعم سے پرورش پائی اور والدین کی شفقت آپ پر بہت تھی اس لئے بہ تقاضائے فطرت انسانی و دردِ فرزندی جیسا کہ چھوٹے لڑکوں کے ساتھ ہوا کرتا ہے آپ پر کسی طرح کی تنبیہ نہیں کی جاتی تھی اس وجہ سے آپ کو مرغا مرغی اور کبوتروں کے پالنے کا بہت شوق تھا اور اکثر اوقات اسی شغل میں بسر کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ محمد ابوالحیات قدس سرہ' اپنی کتاب تذکرۃ الکرام میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ''درایام طفولیت حضرت شیخ العالمین را شوق تحصیل علوم ظاہری نہ بود و ذوق ماکیان و خروس خوبصورت بسیار داشت کہ اکثر وقت در آں شغل ماندے''۔

یکے از یاران حضرت تاج العارفین نے عرض کیا کہ سلسلہ وارثیہ، قادریہ مثل بزرگان سلف آپ پر ختم ہو گیا۔ شاہ نعمت اللہ ہنوز لڑکے ہیں اور حضرت کی عمر اخیر ہوئی اگر آپ کے سامنے تکمیل طریقت کی ان کے ہو جاتی تو اجرائے طریق ہوتا۔ حضرت تاج العارفین اس بات سے ان کے چیں بہ جبیں ہوئے اور فرمایا کہ طریقہ حضرت مولانا رسول نما تا قیامت جاری رہے گا اور تربیت قبر سے بھی ممکن ہے۔ چنانچہ تذکرۃ الکرام میں ہے کہ ''ثمرہ این ارشاد آں بود کہ وقت رحلت بہ یک نگاہ حضرت شیخ العالمین را تا مقام تکمیل رسانید۔ و تفصیل آں اجمال شیأ فشیأ از عالم قبر عطا فرمود کہ ہر روز دبلکہ ہر ساعت ترقی باطن دست میداد۔'' الخ۔

شب بست و ہفتم رمضان المبارک ۱۱۷۷ھ (۱۷۶۴ء) میں اٹھارہ برس کی عمر میں آپ کی بیعت سلسلہ وارثیہ میں حضرت تاج العارفینؒ کے دست حق پرست پر ہوئی۔ ایک زمانے کے بعد حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' نے اپنے استاد برحق مولانا وحید الحق قدس سرہ' سے فرمایا کہ علم صرف و نحو ضروری ہے اور بالفعل ایک مسئلہ بھی اس کا یاد نہیں ہے پھر شروع سے پڑھنا چاہئے۔ حضرت استاد نے فرمایا کہ کچھ ضرورت اس کی نہیں ہے

صرف شرح ملا شروع کیجئے۔ انشاء اللہ کل صرف و نحو یاد ہو جائے گی۔ تذکرۃ الکرام میں یہ مضمون کو یوں لکھا ہے کہ "آنحضرت عرض کرد کہ علم صرف و نحو ضروریست و بالفعل یک مسئلہ از آں یاد ندارم اگر حکم شود باز از سر گیرم۔ فرمود ہیچ احتیاج باین نیست فوائد الضیائیہ کہ مشہور بشرح ملا است آغاز نمائید انشاء اللہ تعالیٰ ہمہ صرف و نحو یاد خواہد آمد۔ بموجب حکم استاد اشتغال باآں نمود ہر روز چہار پنج سطر سبق می گرفت و ہر صیغہ کہ می آید مجرد و مزید فیہ تعلیل آن یاد می کرد۔ تا چہار ماہ این محنت شاقہ بر خود اختیار فرمود حق تعالیٰ روا نداست کہ صرف اوقات بعلوم ظاہری گردد۔" الخ۔

حضرت تاج العارفینؒ نے اپنے عہد میں اپنے یہاں دو شاخوں کی بنیاد ڈال دی تھی یعنی آپ نے حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نور الحق قدس سرہ' کو تو مجاز و خلیفہ کل بنا کر خرقہ، عصا و تسبیح و مصلا حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندرؒ کا عنایت فرما کر سجادہ عمادیہ پر بٹھا دیا اور اس سلسلہ کے اجراء کی صورت قائم کر دی تھی مگر سوچا کہ اب حضرت مولانا رسول نما بنارسیؒ کا سلسلہ کیونکر جاری ہو تو آپ نے چھوٹے صاحبزادے حضرت شاہ محمد نعمت اللہ قدس سرہ' کو اس سلسلہ وارثیہ میں بیعت لے کر خلیفہ اور مجاز کل بنا دیا اور اذکار و اشغال و اوراد و ادعیہ و بیعت سلاسل قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ ابو العلائیہ، قلندریہ، مجائبیہ، فردوسیہ و مداریہ و امامیہ کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ آج تک حضرت محبوب رب العالمینؒ کے سلسلہ کا اجراء زیادہ تر خانقاہ عمادیہ پٹنہ سے ہو رہا ہے اور حضرت مولانا رسول نماؒ کا سلسلہ زیادہ تر خانقاہ مجیبیہ پھلواری سے جاری ہے۔

حضرت تاج العارفین کی وفات کے بعد حسب رائے حضرت شاہ عبد الحی قدس سرہ' برادر اوسط و حضرت محی السالکین شاہ محمد نور الحق قدس سرہ' جو آپ کے بھتیجے تھے اور چار برس آپ سے بڑے تھے بلا انتظار حضرت شاہ عبد الحق قطب قدس سرہ'، برادر کلانی کے جو اس وقت مرشد آباد میں مقیم تھے، آپ سجادہ نشین حضرت تاج العارفین کے ہوئے اور وقت سجادہ نشینی آپ کو تاج مبارک اور چار خانہ کا کرتہ حضرت تاج العارفین کا اور فاختائی رنگ کی

شال چادر جس کو حضرت تاج العارفین اکثر جاڑے کے دنوں میں سر مبارک پر باندھا کرتے تھے پہنایا گیا اور پگڑی وپیک پٹہ جو بالفعل سجادہ نشینوں میں پھلواری شریف کے رائج ہے وہ حضرت شاہ نعمت اللہ کے وقت سے جاری ہے۔ جس دن سے آپ سجادہ نشین ہوئے نہایت پابندی کے ساتھ لوازمات سجادگی کو برتنا شروع کیا۔

بعد سجادہ نشینی آپ کے حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے کل مریدان و مسترشدان و خلفاء آپ کو مثل پیرومرشد سمجھنے لگے اور آپ کا نہایت احترام کرنے لگے اور علو مراتب باطنی میں آپ کے از حد کوشاں ہوئے۔ خصوصاً حضرت محی السالکینؒ (۱) کہ آپ سے غایت درجہ محبت رکھتے تھے۔

آپ کا معمول تھا کہ روزانہ مزار پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نورالحق قدس سرہ' کو ساتھ لے کر سربہ مراقب بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ یوماً فیوماً روزافزوں ترقی باطن آپ کی ہوتی گئی جیساکہ اوپر لکھا جاچکا ہے آپ کا پورا تذکرہ رسالہ تذکرۃ الکرام میں موجود ہے۔

آپ سجادہ نشینی کے بعد ۱۲۱۱ھ (۱۷۹٦ء) میں ایک بار بہار شریف عرس میں حضرت مخدوم جہاںؒ کے تشریف لے گئے تھے اور وہاں سے لوٹتے ہوئے شہر پٹنہ میں بھی تشریف لائے اور حضرت شاہ ارزاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے تھے۔ آپ کے عہد سجادہ نشینی میں آپ کے استاد مولانا شاہ محمد وحید الحق ابدال قدس سرہ' بوجہ فضیلت علمی نماز پنجگانہ پڑھایا کرتے تھے اور بعد وفات حضرت مولانا وحید الحق قدس سرہ' ان کے صاحبزادے مولانا احمدی قدس سرہ' نماز پنجگانہ پڑھایا کرتے تھے اور آپ ہی کے عہد میں مجلس بسنت خسروی و دسترخوان حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ' جیساکہ تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے جاری ہوا اور سجادہ نشینی کے بعد سے مبلغ چار روپیہ (۲) سالانہ بطور نذر بروز عرس حضرت محبوب رب العالمینؒ خانقاہ عمادیہ میں آپ کی طرف سے پیش ہوا کرتا تھا جس کا سلسلہ نسلاً بعد نسلاً حضرت شاہ علی حبیب، نصر، قدس سرہ' کے اوائل عہد تک رہا۔ مگر آپ نے نہ معلوم

کیوں اس کو موقوف کر دیا۔

وفات آپ کی بتاریخ ۲۹ شعبان ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۲ء) بعارضہ فالج اٹھاسی برس کی عمر میں ہوئی۔ مزار آپ کا پائیں مزار حضرت تاج العارفین قدس سرہ' بر چبوترہ دیگر واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سے حضرت ابوالحسن فرد تو آپ کے خلف اکبر اور جانشین ہی تھے۔ مگر ان کے علاوہ حضرت مولانا محمد امام قدس سرہ' کی نسل سے آپ کے سلسلے کی اشاعت بہت زیادہ ہوئی اور ہو رہی ہے جس کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔

خلفاء آپ کے : مولانا شاہ ابوالحسن فردالاولیاء، مولوی ابو تراب، مولوی محمد امام، مولوی محمد ابوالحیات، مولوی محمد قادری، مولوی محمد علی سجاد، مولوی محمد حسین سات پسران و مولوی احمدی، مولوی علی اکبر، شاہ محمد وعد اللہ و مولوی محمد اولیا علی قدس اسرا ہم۔

(۱) از شاہ نورالحق صاحب ایں چنیں اتحاد بود کہ عام ضرب المثل بود کہ ہمچو چچا بھتیجانہ دیدہ ام۔ چہ شیطان مزاج او شاں را بر ہم کنانید ند۔ فقط۔ نوشتہ شیخ طالب علی۔ صفحہ ۱۳۵۔ مولوی حسیب اللہ۔

(۲) شیخ طالب علی اپنی کتاب صفحہ ۵۱ میں لکھتے ہیں۔ "بتاریخ نوزدہم جمادی الاول وقتیکہ شاہ نورالحق صاحب در پھلواری بودند۔ مبلغ چہار روپیہ بنابر نیاز حضرت محبوب رب العالمین شاہ عماد الدین قلندر قدس سرہ' دادہ می شد و از وقتیکہ عظیم آباد سکونت پزیر شدند، بدست صاحبزادہ فرستادہ می شد۔"

مولوی حسیب اللہ مختار۔

۱۱۵۔ حضرت فردالاولیاء مولانا شاہ ابوالحسن قدس سرہ'

آپ فرزند کلانی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے تھے۔ بتاریخ ۱۰ رجب ۱۱۹۱ھ (۱۷۷۷ء) کو پیدا ہوئے اور ۱۱۹۴ھ (۱۷۸۰ء) میں آپ کی ابجد خوانی ہوئی۔ ابتدائی کتابیں آپ نے شیخ العالمین قدس سرہ' سے پڑھیں اور درسیات بالاستعاب اپنے پھوپھی زاد بھائی مولانا احمدی قدس سرہ' سے پڑھیں اور بیس سال کی عمر میں کل کتابیں تمام کیں آپ کو شعر گوئی میں بڑا کمال تھا۔ غزلیں اپنی آپ چچازاد بھائی حضرت محی السالکین شاہ نورالحق تپاں

قدس سرہ' کو دکھایا کرتے تھے۔ تخلص آپ کا فرد(۱) ہے۔ آپ کا دیوان دو جلدوں میں چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ کلام نہایت خوب ہے۔ خسرو ثانی کہئے تو بجا ہے۔

جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے تو بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۱۷ھ (۱۸۰۲ء) کو دست حق پرست پر اپنے والد بزرگوار کے سلسلہ وارثیہ میں بیعت ہوئی اور بعد تکمیل باطنی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' نے اجازت و خلافت جمیع سلاسل قادریہ و جنیدیہ و نقشبندیہ و ابوالعلائیہ و قلندریہ و مجائیہ و فردوسیہ و مداریہ و اذکار و اشغال اوراد و ادعیہ کی آپ کو عنایت فرمائی اور خلیفہ اکمل و مجاز کل بنایا اور بعد وفات حضرت شیخ العالمین قدس سرہ' کے بتاریخ ۲ رمضان المبارک بروز یکشنبہ ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۲ء) کو بجائے اپنے والد کے سجادہ نشین ہوئے اور وقت سجادہ نشینی آپ کو تاج و کرتہ چار خانہ کا اور شال، چادر فاختی حضرت تاج العارفین کی اور چھینٹ کا کرتہ اور دستار چادر زعفرانی اور رومال و تسبیح صندلی و عصا و نا سدنی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کی مولوی احمدی قدس سرہ' نے پہنایا۔ جس دن سے آپ سجادہ پر بیٹھے نہایت پابندی سے لوازمات سجادگی کو برتنا شروع کیا۔

فرد الاولیاء کی مسند نشینی کے بعد مسجد کی امامت بستہ موئے مبارک لانے کی خدمت قل خوانی کی ابتدا حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے زمانہ میں جیسے تھی ویسی ہی مولوی احمدی قدس سرہ' کے ذمہ رہی ہاں سفر کے موقع میں مولوی احمدی قدس سرہ' کے نہ رہنے پر برادران ذوی الاحترام سے مولوی قادری صاحب یا مولوی شاہ ابوالحیات صاحب گاہ گاہ امامت کر دیا کرتے تھے۔ آپ کو بعد سجادہ نشینی کہیں باہر جانے کا اتفاق نہ ہوا اور ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) میں سجادہ نشینی سے تیرہ برسوں کے بعد آپ کو فالج آیا۔

فرد الاولیاء کے عہد مسند نشینی میں خانقاہ کی عمارت میں کوئی نیا اضافہ نہیں ہوا صرف حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے مزار مبارک کا چبوترہ و باغ کا بڑا پھاٹک ۱۲۵۱ھ (۱۸۳۵ء) میں اخوان طریق کی مدد سے آپ کے زمانے میں وسیع و سنگی تعمیر کیا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے زمانے میں فتوحات کی بہت کمی تھی اور جس قدر آمد تھی وہ لنگر سے

زیادہ نہ تھی۔ فرد الاولیاء کا کل زمانہ بڑی عسرت و تنگی کی حالت میں گزرا۔

آپ کے احوال رسالہ معارف میں پورے طور سے مندرج ہیں اس رسالہ مختصر میں لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔

فرد الاولیاء کی پہلی شادی مولوی عبد الغنی بن ملا مبین کی صاحبزادی بی بی ولیہ سے ہوئی ان سے صرف ایک صاحبزادے ابو محمد علی حسن ہوئے وہ کمسنی میں انتقال کر گئے اور دوسری شادی اسی خاندان میں مولوی عبد العلی بن ملا مبین کی دختر سے ہوئی جن سے دو صاحبزادے ایک مولوی شاہ نور العین اور دوسرے شاہ علی حبیب قدس اسرارہما اور ایک دختر ہوئی۔

فرد الاولیاء نے تاریخ ۱۴ محرم بروز پنج شنبہ ۱۲۶۵ھ (۱۸۴۸ء) کو ثلث شب باقی رہتی تھی کہ وفات پائی۔ مزار آپ کا پائیں مزار حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ، دوسرے چبوترے پر ہے۔

خلفاء مجاز: مولوی شاہ نور العین و مولوی شاہ محمد علی حبیب ہر دو فرزندان و مولوی شاہ وصی احمد، مولوی شاہ شرف الدین و مولوی شاہ محمدی ہر سہ خواہر زادگان حقیقی و مولوی شاہ محمد یحییٰ، مولوی ید اللہ (۲) و مولوی نور احمد ہر سہ برادر زادگان و شاہ احمد اصطفیٰ، مولوی شاہ محمد مجتبیٰ و مولوی شاہ قطب الاولیاء مہاجر و مولوی سید علی وارث و سید شاہ آل یٰسین، مولوی کمال علی، مولوی قاضی بشیر الحق و مولوی جان علی ساکنان پھلواری و مولوی حکیم محمود صاحب قادری دہلوی، مولوی عبد الکریم صاحب چاٹگامی و شاہ عنایت حسین صاحب ساکن بلیاری۔

(۱) حضرت تپاںؒ سے بھی مشورہ کرتے تھے۔ کلیات کلکتہ میں ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۱ء) میں چھپا، جس میں ۹۰۰ صفحات ہیں۔ نمونہ کلام۔

دل جسے کہتے تھے وہ آبلہ پا تھا بہ گیا — نام کو اب زخم سا داغ نمایاں رہ گیا
سیر کا کیا ذکر میں اس در سے باہر اک قدم — اتفاقاً شاذ و نادر کم کبھی ناگہ گیا
جسے تم غیر سمجھے ہو اسے ہم یار کہتے ہیں — جہاں کو ہم سراسر جلوۂ دلدار کہتے ہیں
اگر دل صاف ہے کب کوہ ہے دیدار کا مانع — جو ہووے سدراہ یار اسے دیوار کہتے ہیں

کئی شب انتظار یار میں پر کچھ نہیں دیکھا نہیں معلوم کس کو دولت بیدار کہتے ہیں

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد سوم۔

(۲) شاہ یداللہ، شائق تخلص خلف مولانا شاہ محمد حسین بن شیخ العالمین قدس سرہ‘ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۳۵ھ (۱۸۳۰ء) کو پیدا ہوئے۔ ۱۴ ربیع الاول ۱۲۸۹ھ (۱۸۷۲ء) کو رحلت کی۔ شعر و سخن کا اچھا ذوق تھا۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

دل ہوا خون، تو مدعا سمجھے · خون روئے تو خوں بہا سمجھے

اے شعلہ رو جلے نہ یہ سرمایئہ نگاہ بے طرح برق چمکے ہے خرمن پہ آنکھ کے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد دوم۔

۱۱۶۔ حضرت مولوی شاہ نورالعین قدس سرہ‘

آپ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن فرد قدس سرہ‘ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ پیدائش آپ کی بتاریخ شب یازدہم ذی الحجہ یکشنبہ ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۱ء) کو ہوئی۔ آپ نے علم ظاہری اپنے چھوٹے چچا حضرت شاہ محمد حسین قدس سرہ‘ سے پڑھا اور بیعت طریقت اپنے والد ماجد فردالاولیاء قدس سرہ‘ کے دست حق پرست پر کی اور تعلیم طریقت واجازت وخلافت بھی آپ کو اپنے والد بزرگوار سے تھی۔ شعر و سخن کا بھی آپ کو مذاق تھا۔ غزلیں اردو، فارسی کی یادگار موجود ہیں۔ آپ کا تخلص نور تھا۔ آپ اپنے والد کے بعد جانشین ہوئے۔ اکتیس سال ساڑھے چار ماہ کی عمر پاکر تین سال تین ماہ زیب سجادہ رہ کر بتاریخ بست ششم ماہ ربیع الآخر ۱۲۶۸ھ (۱۸۵۲ء) کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں پائیں مزار والد خود حضرت فردالاولیاء قدس سرہ‘ کے واقع ہے۔ آپ کے صاحبزادے شاہ فضل الرسول بعد آپ کے کمسن انتقال کر گئے۔ آپ سے بھی مولوی شاہ وصی احمد پھلواروی قدس سرہ‘ کو اجازت تھی۔

۱۱۷۔ حضرت مولوی معنوی شاہ محمد علی حبیب قدس سرہٗ

آپ حضرت فرد الاولیاء قدس سرہ' کے چھوٹے صاحبزادے تھے پانچویں رمضان المبارک ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۴ء) کو آپ پیدا ہوئے۔ علم ظاہری مختصرات تک اپنے چچا حضرت حاجی الحرمین مولوی شاہ محمد حسین قدس سرہ' سے پھر مطوسطات کچھ تو اپنے منجھلے چچا مولوی شاہ ابو تراب قدس سرہ' سے پڑھا اور فاتحہ فراغ اپنے چھوٹے چچا مولوی محمد حسین قدس سرہ' سے پڑھا لیکن تکمیل باطنی شاہ ابو تراب قدس سرہ' سے ہوئی اور بیعت طریقہ واجازت خلافت جمیع سلاسل کی اپنے والد ماجد سے تھی اور حضرت مولوی شاہ ابو تراب قدس سرہ' سے بھی اجازت وخلافت تھی اور برادر معظم نے بھی آپ کو اجازت دی تھی اس لئے آپ کے شجرہ میں نسب ثلاثہ درج ہے اور فن حدیث اپنے چچازاد بھائی مولانا شاہ آل احمد بن مولانا شاہ محمد امام سے حاصل کیا۔ آپ کو علم طب میں بھی دخل تھا اور فن شاعری میں بھی اچھی مہارت تھی۔ تخلص آپ کا نصر ہے (۱)۔ آپ کا دیوان بھی چھپ گیا ہے۔ آپ کی تصنیف سے رسالہ شواہد الجمعہ دربیان فرضیت جمعہ ورسالہ نعمت عظمٰی دربیان جواب سوالات غیر مقلدین و رسالہ اسوہ حسنہ دربارہ مراتب خلفاء ہے۔

آپ کے وقت میں فتوحات کی بہت زیادتی ہوئی کچھ جائیداد بھی متعلق خانقاہ مریدوں نے وقف کیں اور کچھ جائیداد متروکہ میں ملی آپ کے عہد میں پرانے مکانات از سر نو مرمت ہوئے اور مسجد وخانقاہ بھی آپ نے درست کرا کر ایک بڑی گھڑی اس پر لگائی اور حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے مزار مبارک پر گنبد تعمیر کرایا چونوٹی کنواں ازروئے دہ دردہ کے از سر نو بنایا۔

آپ کی دو شادیاں ہوئیں اور دونوں ہی مولوی رعایت علی قدس سرہ' بن مولوی عنایت علی بن مولوی عبد العلی بن ملا مبین کی صاحبزادیوں سے ہوئی۔ پہلی اہل خانہ سے مولوی شاہ عبد الحق و مولوی شاہ عین الحق اور دو صاحبزادیاں جن میں سے ایک کی شادی

ساتھ مولوی منظور احمد صاحب دام مجدہ اور دوسری کی حضرت مولوی شاہ محمد بدرالدین قدس سرہ کے ساتھ ہوئی اور اہلیہ دوئم سے سید زین الحق جو کمسنی میں انتقال کر گئے اور ایک دختر جو ساتھ حضرت قبلہ جناب مولانا حکیم شاہ محمد سلیمان صاحب مدظلہ کے بیاہی گئیں۔

حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ نے تاریخ ۷ ۲ ربیع الاول روز دوشنبہ بوقت آخر ظہر ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) کو انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا حضرت تاج العارفین کے قبہ کے پچھم جانب ہے۔ آپ نے اپنے عہد سجادگی میں مجلس بسنت خسروی و دستر خوان مولا علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ رسومات کو خانقاہ سے اٹھا دیا اور جو روپیہ خانقاہ عمادیہ میں واسطے قل حضرت محبوب رب العالمین کے بھیجا جایا کرتا تھا اس کو موقوف کر دیا۔

خلفائے ذی ارشاد: مولوی شاہ وصی احمد، مولوی محمد مولائی، مولوی ظہور محی الدین، مولوی شاہ اشرف مجیب، مولوی شاہ محمد بدرالدین، مولوی سید رضی الدین رضوی، مولوی عبدالرحمٰن جعفری، شاہ احمد جعفری، مولوی غلام دستگیر جعفری پھلواروی، مولوی غلام دستگیر گھگوی، مولوی امان علی ساکن ٹانڈہ، مولوی عبدالوہاب ولایتی ساکن سوات بونیر، سید مردان شاہ پشاوری، مولوی عثمان غازی پوری، شاہ عبدالحفیظ آروی، سید شاہ عبدالحق بیتھوی، مولوی شجاعت علی ساکن نواح باڑھ، حکیم مصباح الدین مرشد آبادی، شاہ حیدر علی بنگالی چاٹگامی، مولوی علی احمد دربھنگوی اور سید عبدالرحمٰن قادری مدراسی وغیرہم۔

(۱) حضرت نصر قدس سرہ شعر و سخن کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ کلام حقائق و معارف سے لبریز ہوتا تھا۔ دیوان آپ کا "دیوان معجز بیان" کے نام سے موجود ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

مرے حاجت روا ہو یا محمدؐ مرے مشکل کشا ہو یا محمدؐ
جدائی سے تمہاری جاں بہ لب ہوں مرے دل کی دوا ہو یا محمدؐ
نہ ہوں پروانہ ہم کیوں کر تمہارے کہ تم نور خدا ہو یا محمدؐ
غلامی میں ہو رتبہ نصر ایسا کہے خلق اس کو بلال محمدؐ

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد پنجم۔

۱۱۸۔ مولوی معنوی حضرت شاہ عبدالحق قدس سرہ‘

آپ بڑے صاحبزادے حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ کے تھے۔ تاریخ غرہ شوال بروز پنج شنبہ بہ نواخت بارہ بجے ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے ہوئی۔ جب آپ بارہ برس کے ہوئے تو والد ماجد نے آپ کے وفات پائی۔ آپ نے حضرت مولوی شاہ محمد بدرالدین قدس سرہ‘ کے دست مبارک پر بیعت کی اور باتفاق جملہ قرابت منداں سجادہ نشین ہوئے اور تعلیم باطنی آپ کی حضرت شاہ محمد بدرالدین قدس سرہ‘ سے ہونے لگی اور علم درسیہ کی تعلیم قاضی مولوی غلام یحییٰ آروی سے جو شاگرد رشید حضرت منہاج السالکین مولانا حافظ شاہ محمد نصیرالحق محدث عمادی پھلواروی قدس سرہ‘ کے تھے، شروع ہوئی یہاں تک کہ آپ نے فاتحہ فراغ بھی آپ ہی سے کیا لیکن حیات ناپائیدار نے آپ کی وفا نہ کی اور کمسنی میں بتاریخ ۵ صفر ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۴ء) انتقال فرمایا۔ عمر آپ کی انیس برس چار مہینے کی ہوئی۔ مزار آپ کا پہلو میں حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ‘ جانب پچھم واقع ہے۔

۱۱۹۔ مولوی معنوی شاہ عین الحق رحمۃ اللہ علیہ

آپ دوسرے صاحبزادے حضرت مولوی شاہ محمد علی حبیب قدس سرہ‘ کے تھے۔ تاریخ ۲۸ صفر روز دو شنبہ ۱۲۸۷ھ (۱۸۷۰ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ نے بیعت اپنے برادر بزرگ حضرت شاہ عبدالحق قدس سرہ‘ کے دست حق پرست پر کی اور علم ظاہری اوائل میں مولوی سید مرتضیٰ حسن پھلواروی مرحوم سے پڑھتے رہے۔ پھر بقیہ کتابیں تمام وکمال آپ نے جناب مولوی حکیم شاہ محمد علی نعمت پھلواروی علیہ الرحمۃ سے جو شاگرد مولانا نذیر حسن دہلوی کے تھے اور قرابت مند قریب یعنی آپ کے رشتہ میں بھتیجے ہوتے تھے، پڑھا۔

بروز چہارم اپنے برادر بزرگ کے سجادہ نشین ہوئے لیکن شریعت کی آپ کو سخت پابندی تھی اس لئے آپ نے چاہا کہ خانقاہ میں جو کام ہو وہ خلاف شریعت نہ ہو لیکن بعض پرانے خیر خواہ خانقاہ نے آپ کو اس فعل سے روکا اور طرح طرح کی تکلیف دی یہاں تک کہ آپ نے سجادہ نشینی کو ترک کیا اور آپ غیر مقلدین کے ہاتھ لگ گئے اور آزادانہ طور سے غیر مقلد ہو گئے اور تاحیات غیر مقلد رہے اور اپنے سسرال مقام گھگھہ میں مع اہل و عیال اقامت گزیں ہوئے اور بقیہ عمر کو اتباع سنت واتقاء و پرہیز گاری میں بڑے استقلال کے ساتھ بسر کی۔ برابر طلباء کو درس دیتے رہے۔ چند سال تک آپ نے آرہ مدرسہ احمدیہ میں درس دیا ہے اور ایک پیسہ سے بھی واحد شاہد نہیں ہوتے تھے۔ اسی زمانے میں آپ کو اچانک، جبکہ آرہ میں مقیم تھے، عارضہ فالج ہوا لیکن تدابیر و علاج معقول سے بہت جلد دور ہو گیا تھا۔ پھر جبکہ آپ گھگھہ میں تشریف لا چکے تھے اور آرہ کی اقامت ترک کر چکے تھے۔ نہایت ہی شدت کے ساتھ فالج ہوا لہذا بتاریخ دہم ماہ جمادی الثانی یوم دوشنبہ ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) بغرض علاج عازم لکھنو ہوئے اور راستہ کی تکلیف سے آپ کے مزاج میں غیر معمولی تغیر پیدا ہوا اور اسٹیشن سے قیام گاہ تک پہنچتے ہی بے ہوش ہو کر سواری میں گر پڑے اور قیام گاہ میں پہنچ کر بتاریخ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) ۹ بجے دن کو انتقال کر گئے۔ آپ کے جسم اطہر کو گھگھہ میں لا کر مقبرہ میں مخدوم بدر عالم قدس سرہ' کے مزار سے پچھم دفن کیا گیا۔

۱۲۰۔ حضرت مولوی حاجی شاہ محمد بدرالدین قدس سرہ'

آپ مولوی حاجی شاہ محمد شرف الدین ابن مولانا ہادی قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے اور شادی آپ کی صاحبزادی سے حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ' کے ہوئی۔ علم ظاہری مختلف لوگوں سے پڑھا اور بیعت ہاتھ پر حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ' کے کی اور خلافت واجازت جملہ طرق کی آپ کو حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ' سے حاصل ہوئی اور سلسلہ آبائی جنیدیہ میں اجازت و خلافت اپنے عم محترم مولوی شاہ فضل اللہ قدس سرہ' سے

حاصل ہوئی اور ایک سلسلہ قادریہ کی اجازت حضرت مولوی شاہ محمد وصی احمد قدس سرہ سے حاصل ہوئی جس میں حضرت شاہ شمس الدین علیہ الرحمۃ اور حضرت غوث پاک کے درمیان کل دو واسطے ہیں۔

بعد ترک سجادگی مولوی شاہ عین الحق علیہ الرحمۃ کے باتفاق جملہ قرابت مندان بتاریخ ۷ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ (۱۸۹۲ء) سجادہ مجیبیہ پر رونق افروز ہوئے۔ آپ ابتدائے سجادگی سے مسند سجادگی کو رونق دیتے رہے۔ آپ کا شہرہ دور دراز تک پہنچا اور علمی لیاقت کو روز افزوں ترقی ہوتی رہی اور گورنمنٹ سے شمس العلما کا خطاب پایا لیکن ترک موالات کے زمانے میں خلعت و خطاب کو واپس فرمایا۔ آپ کے زمانے میں علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے جو جمیعتہ علماء کے نام سے ایک انجمن قائم کی تھی اور اسی کی شاخ صوبہ بہار میں بھی قائم ہوئی تھی۔ اس نے صوبہ بہار میں اپنی ایک انجمن بنام امارت شرعیہ قائم کی تھی اس کے آپ امیر شریعت مقرر ہوئے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد کثیر ہے۔

آپ قبل سجادگی حج سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں آپ کے حالات اس رسالہ میں مختصر لکھ رہا ہوں آپ کے حالات میں مستقل ایک رسالہ عنقریب شائع ہونے والا ہے اس وجہ سے مجھ کو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

وفات آپ کی بتاریخ ۱۵ صفر بروز دوشنبہ وقت ساڑھے سات بجے شام (۱) کو ہوئی اور ۱۶ صفر بروز سہ شنبہ کو مدفون ہوئے۔ مزار آپ کا جانب پچھم مزار شاہ عبدالحق قدس سرہ بمقام پھلواری واقع ہے۔

بروز چہارم آپ کے بڑے صاحبزادے جو حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ کے نواسے ہیں مولوی شاہ محمد محی الدین صاحب دام فیوضہ، سجادہ نشین ہوئے اور آپ سے سلسلہ فقر جاری ہے۔ (۲)

(۱) ۱۳۴۳ھ (۱۹۲۴ء) میں وفات ہوئی۔ آپ کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کا تخلص بدر تھا۔ آپ کے اردو کے دو اشعار یہ ہیں۔

بُز خدا میں ہے بت پیر آج کل — مسجد کی برہمن کریں تعمیر آج کل
جس رشک آفتاب کا ذرّہ بنا ہوں بدر — دل میں ہے اس کے چہرہ کی تنویر آج کل

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

(۲) حضرت مولانا شاہ محی الدینؒ نے ۱۳۶۶ھ (۱۹۴۶ء) میں وفات پائی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا شاہ امان اللہؒ سجادہ نشین ہوئے۔ ۲۵ شعبان ۱۴۰۵ھ (۱۶ مئی ۱۹۸۵ء) کو آپ کی وفات کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ رضوان اللہ زیب سجادہ مجیبؒ ہیں۔ نعمت اللہ۔

۱۲۱۔ حضرت میر فضل اللہ عرف شاہ کالن شہبازپوری قدس سرہٗ

آپ اولاد دختری سے حضرت مخدوم بدر عالم شہبازپوری قدس سرہٗ کے تھے اور شادی آپ کی حضرت تاج العارفین قدس سرہٗ کی صاحبزادی سے ہوئی اور ۱۱۴۴ھ (۱۷۳۱ء) میں آپ دست حق پرست پر حضرت تاج العارفین کے مرید ہوئے اور تکمیل باطنی واجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ صاحب احوال ومکاشفہ ہیں۔ قبر شریف آپ کی احاطہ میں مخدوم بدر عالم قدس سرہٗ کے مقام شہبازپور متصل قصبہ پھلواری ہے۔ تاریخ وفات معلوم نہیں ہوئی۔

نسب نامہ آپ کا یہ ہے: سید فضل اللہ عرف کالن ابن سید میر عرف سید شاہ بشیر بن سید شاکر محمد بن سید داؤد (۱) بن سید ابوالفتح بن سید محمد بن سید حسین بن سید معین الدین (۲) بن سید نورالدین بن سید مومن بن سید تاج الدین بن سید بہاؤالدین بن سید فتح اللہ حیدر مبارزی بن سید ابوالقرشی سید ابوالفضل بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید عیسیٰ در کوفہ مبشر بودند ابن سید محمد بن سید ابوالحسن زید بن سید حسین بن سید اکبر وسید منصور بون عدنان بن سید عمر بن سید یحییٰ ابن امام زیدؒ شہید۔ کنیت ابوالحسن ابن امام علی اصغر عرف زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام۔

(۱) نواسہ حضرت مخدوم بدرالدینؒ قدس سرہٗ۔ (۲) برادر سید کریم الدین۔ حسیب اللہ۔

۱۲۲۔ حضرت مولوی شاہ برکت اللہ قدس سرہ'

آپ میر محمد واصل نظام پوری مرحوم کے صاحبزادے تھے اور حضرت تاج العارفین کے پوتی داماد تھے یعنی شادی آپ کی حضرت محی السالکین شاہ محمد نور الحق ابدال قدس سرہ کی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ آپ ہی کے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ وجیہ اللہ قدس سرہ تھے جن کا احوال آگے لکھا جائے گا۔ آپ یکے از علماء قصبہ پھلواری تھے۔

بیعت آپ کی ۱۱۵۷ھ (۱۷۴۴ء) میں دست حق پرست پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے سلسلہ عمادیہ میں ہوئی اور تعلیم باطنی بھی آپ کی حضرت تاج العارفینؒ قدس سرہ' سے ہوئی ۱۱۸۹ھ (۱۷۷۵ء) میں آپ نے انتقال فرمایا اور قصبہ پھلواری میں دفن ہوئے۔

۱۲۳۔ حضرت شاہ محمد واسع قدس سرہ'

آپ برادر خورد حضرت مخدوم عالم محمد مخدوم قدس سرہ' کے تھے اور فیض یافتہ حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے تھے۔ آپ بڑے متوکل تھے اکثر نشست آپ کی احاطہ مزار میں حضرت مخدوم سید راستی قدس سرہ' کے تھی اور حضرت شیخ کے حضور میں بضرورت تشریف لاتے تھے اور جو کچھ حالت طاری ہوتی تھی حضرت شیخ سے عرض کرتے تھے اور جو کچھ حضرت مناسب سمجھتے تھے ارشاد فرماتے تھے۔ آپ کا احوال بھی تذکرۃ الکرام میں مندرج ہے۔ قبر آپ کی احاطہ میں حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کے ہے۔ تاریخ انتقال معلوم نہیں۔

۱۲۴۔ حضرت مولانا شاہ عبدالمغنی قدس سرہ'

آپ حضرت ملا محمد معین قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ علم ظاہری آپ نے حضرت مولانا وحید الحق ابدال قدس سرہ' سے پڑھا چنانچہ صاحب تذکرۃ الکرام حضرت شاہ وحید الحق ابدال قدس سرہ' کے احوال کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''مولوی عبد مغنی علیہ الرحمۃ جلد اول شرح وقایہ بر ایشاں خواندہ بودند عرصہ یک سال باتمام رسیدہ بود دیگر فنون و فقہ واصول وشروح آں اتفاق خواندن نہ شدہ نہ عبادات نہ از معاملات اما قوتے از متعہ آں چناں بود کہ عمر شریف در افتائے عدالت حکام زماں صرف گردید وگاہے کسے را در بر فتویٰ مشارالیہ جائے اعتراض نبودہ''۔ الخ

آپ نے ۱۱۷۳ھ (۱۷۵۹ء) میں دست حق پرست پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے سلسلہ عمادیہ میں بیعت کر کے طریقہ اوراد واشغال اخذ فرمایا اور اجازت و خلافت حاصل فرمائی اور اپنے والد سے سلسلہ قادریہ، جنیدیہ و حضرت مخدوم شاہ حسن علی عظیم آبادی سے سلسلہ علائیہ وغیرہ کی اجازت حاصل کی۔

ایک مدت تک مفتی بردوان رہے۔ وفات آپ کی شب بست و ہفتم رمضان المبارک ۱۲۳۳ھ (۱۸۱۸ء) کو ہوئی مزار آپ کا پھلواری کی جانب اتر از دروازہ سنگی مسجد واقع ہے۔

۱۲۵۔ حضرت شاہ لعل محمد ولد شیخ نور الدین قدس سرہ'

آپ یکے از خلفائے کاملین میں سے حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے تھے ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں دست حق پرست پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے مرید ہوئے ابتداء میں آپ معلّمی کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے حضور میں حاضر تھے تو آں حضرت نے ازراہ مہربانی ہدایت فرمائی کہ اگر راہ خدا میں قدم راسخ اور سچے

منازل میں کوشش کرو تو عجب نہیں کہ حق تعالیٰ روزگار معلّمی سے زیادہ عطا فرمائے۔ یہ امر دل پر اثر کر گیا اور اسی وقت آپ نے معلّمی کو ترک کر کے طلب حق میں کمر استوار باندھی اور اخذ اذکار و اوراد میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ تھوڑے زمانے میں کل مریدوں میں فوقیت لے گئے اور کامل اور مکمل ہو کر تیسری رجب ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) کو خلعت خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور استخارہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی پوری کیفیت تذکرۃ الکرام میں مندرج ہے۔ وفات آپ کی بتاریخ ۲۳ جمادی الثانی ۱۱۶۸ھ (۱۷۵۵ء) بوقت شب ہوئی۔ مزار شریف مقبرہ میں امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کے حضرت شاہ محمد مقیم قدس سرہ' کے بغل میں بمقام پھلواری واقع ہے۔ لیکن اس کا کچھ نشان باقی نہیں ہے

۱۲۶۔ حضرت شاہ محمد اکرم بن شیخ محمد شفیع قدس سرہ'

حضرت شاہ محمد اکرم بن شیخ محمد شفیع قدس سرہ' بھی یکے از خلفائے کاملین حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے تھے ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ کے دست حق پرست پر طریقہ عمادیہ میں مرید ہوئے اور اخذ اوراد واذکار میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ درجہ کمال کو پہنچے اور تیسری رجب ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) کو خلعت خلاف واجازت سے سرفراز ہوئے۔ اثر نگاہ میں آپ یگانہ روزگار تھے۔ جس مبتدی و منتہی پر بعد مراقبہ نگاہ پڑتی تھی بے خود ہو کر زمین پر گر پڑتا تھا۔ حیثیت علمی آپ کی یہ تھی کہ لڑکپن میں صرف گلستان و بوستان پڑھی تھیں۔ لیکن صفائی باطن اس قدر تھی کہ کتاب مقصود القاصدین سے نقل واعمال نکال کر پڑھتے تھے اور اس کی عبارت پڑھنے میں اور مطلب سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں ہوتی تھی۔ آپ کی نسبت حضرت تاج العارفین فرمایا کرتے تھے کہ اکرم میرے برابر ہے۔ آپ کا احوال بھی تذکرۃ الکرام میں موجود ہے۔ وفات آپ کی سترہ شوال ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۱ء) کو ہوئی اور عمر شریف آپ کی چونسٹھ برس کی ہوئی۔ مزار آپ کا بھی بمقام پھلواری پہلو میں حضرت شاہ لعل محمد قدس سرہ' کے ہے۔ لیکن آپ کی قبر کا نشان بھی باقی نہیں رہا۔

۱۲۷۔ حضرت شاہ جمال محمد عرف جمن ابدال قدس سرہ'

آپ یکے از خلفاء متاخرین حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے تھے۔ آپ کا نسب حضرت مخدودم تاج فقیہ قدس سرہ' تک اس طور سے پہنچتا ہے کہ شاہ جمال محمد عرف جمن بن محمد ماہ بن حبیب اللہ بن شیخ بولائن شیخ محبوب بن شیخ محمد بن شیخ عبدالقادر بن شیخ چاند ابن قاضی ہینگن بن شیخ منہاج الدین بن مخدوم شاہ اسمٰعیل بن مخدوم تاج فقیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔

آپ ۱۱۶۶ھ (۱۷۵۲ء) میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' سے مرید ہوئے اور ریاضت شاقہ میں مصروف ہوئے اور عنفوان شباب سے تادم واپسیں مجرد رہے اور عزلت نشینی خانقاہ شیخ کی اختیار کی۔ آپ کی ریاضتوں میں سے ایک ریاضت یہ تھی کہ بارہ برس تک سوکھی روٹی بے نمک کی کھا کر بسر کیا اور روزہ رکھا اور چھ برس تک کھچڑی بے نمک وروغن کے کھا کر گزر کیا اور کبھی کسی پر غصہ نہ کیا اور سماع کو بہت دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک شبانہ روز سماع قوالی میں ایک وضو سے بیٹھے رہے اور سوائے نماز کے مجلس سے نہ اٹھے اور کچھ نہ کھایا اور چوکی قوالوں کی چار چار گھنٹے پر بدلی جاتی تھی۔

حضرت تاج العارفینؒ آپ کو جمن جنتی کے الفاظ سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو خدمت ابدالیت کی تھی۔ آپ کے احوال بھی تذکرۃ الکرام میں مندرج ہیں۔

وفات آپ کی انیس رجب بروز پنجشنبہ وقت اشرلق ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۴ء) کو ہوئی مزار شریف احاطہ باغ میں حضرت تاج العارفینؒ کے پائیں قبر مولوی اشرف علی مرحوم کے بمقام پھلواری ہے۔

۱۲۸۔ حضرت شاہ محمد کریم ابن شاہ محمد مقیم قدس سرہ‘

آپ یکے ازیاران حضرت تاج العارفین قدس سرہ‘ کے تھے اور آپ کے والد حضرت شاہ محمد مقیم قدس سرہ‘ یکے ازیارن محبوب رب العالمین، خواجہ عماد الدین قلندر قدس سرہ کے تھے۔ حضرت شاہ محمد کریم قدس سرہ‘ ۱۱۴۴ھ (۱۷۳۱ء) میں دست حق پرست پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ‘ کے سلسلہ عمادیہ میں مرید ہوئے اور اکثر امور خانقاہ مثل مہمانداری وخدمت فقراء وارد و صادر آپ کے سپرد ہوئی۔ آپ کو اپنے شیخ کے ساتھ نہایت عشق تھا اور حضرت تاج العارفینؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ شاہ محمد کریم خسرو من است اور اکثر سماع میں غزل سرائی کرتے تھے۔ حضرت مولانا رسول نماؒ کو بھی دیکھا تھا اور آپ کے فیض ارشاد سے فائض ہوئے تھے۔ آپ کو بھی خدمت ابدالیت کی حاصل تھی جیسا کہ تذکرۃ الکرام میں بروایت مولوی احمدی قدس سرہ‘ لکھا ہے۔

”می فرمود والد من حضرت مولانا وحید الحق ابدال قدس سرہ‘ در ایام طفلگی اکثر فرمودے کہ چوں بخانقاہ روی ضرورست کہ یک دو ساعت بخدمت شریف شاہ جمن وشاہ محمد کریم ہم حاضر شوی و دعاء خیر از ایشاں التماس داری کہ ایں ہر دو بزرگاں از ابدال اند ودعا ابدالان مستجاب است وسوئے ادب دور باشی تا از لطف وعنایت ایشایاں محروم نہ مانی۔“

وفات آپ کی ۱۴رجب بروز پنج شنبہ بہ وقت صبح ۱۲۰۹ھ (۱۷۹۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا پہلو میں شاہ جمن قدس سرہ‘ کے ہے اور دونوں قبریں خام ہیں۔

۱۲۹۔ حضرت شاہ محمدی قدس سرہ‘

آپ سولہ برس کی عمر میں بہ ذوق فقر لکھنو سے حضرت تاج العارفین قدس سرہ‘ کی خدمت فیض درجت میں تشریف لائے اور تمام عمر خانقاہ میں بسر فرمائی اور ساٹھ برس تک ایک حجرہ میں قناعت کیا اور پاؤں پھیلا کر کبھی نہ سوئے اور طے کا روزہ بہت رکھتے تھے اور

ثلث اخیر شب مدت العمر کبھی اور اد قضانہ کیا اور بجز خانقاہ یادرگاہ شیخ اور کسی مکان سے قصبہ کے واقفیت نہیں رکھتے تھے اور خدمت موذنی مسجد خانقاہ کی اپنے ذمہ اختیار کی تھی۔ آپ بن مادر زاد تھے۔ وفات آپ کی بتاریخ ۷ ربیع الثانی شب دو شنبہ آخر شب ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۷ء) کو ہوئی۔ قبر شریف پائیں قبر شاہ محمد کریم قدس سرہ' بمقام پھلواری ہے۔

۱۳۰۔ حضرت شاہ غلام سرور قدس سرہ'

آپ شاہ غلام حیدر بن مولوی صریح الدین بن مولوی فصیح الدین بن ابایزید بن محمد فرید بن محمد حسین بن امیر عطاء اللہ پھلواروی کے صاحبزادے تھے اور قرابت مند قریب حضرت محبوب رب العالمین و حضرت تاج العارفین قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہما کے تھے۔ ۱۱۷۴ھ (۱۷۶۰ء) میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' سے مرید ہو کر اخذ اوراد و اشغال میں مصروف ہوئے اور بعد تکمیل باطنی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے اور صاحب احوال رفیعہ تھے۔ وفات آپ کی تاریخ ۶ رجب بروز جمعہ وقت چاشت ۱۲۴۰ھ (۱۸۲۵ء) کو ہوئی۔ مزار شریف احاطہ میں حضرت امیر عطاء اللہ قدس سرہ' کے بر دروازہ شرقی سنگی مسجد بمقام پھلواری ہے۔

۱۳۱۔ حضرت شاہ غلام رسول قدس سرہ'

وطن شریف آپ کا موضع ہرلا ہے۔ حضرت تاج العارفین کے خلفاء مثل آپ کے کوئی مستور الحال و متحمل المزاج نہ تھا۔ اکثر لڑکے آپ سے مسخراپن کرتے مگر کسی پر رنج نہ ہوتے اور ان لوگوں کی باتوں کا جواب نہ دیتے۔ اوراد و نوافل بہت پڑھتے تھے سوائے خاصان خدا کے آپ کے حال سے کسی کو کچھ واقفیت نہ تھی۔ وفات آپ کی تاریخ ۱۳ محرم

وفات شب ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) کو ہوئی۔ قبر شریف احاطہ باغ میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے واقع ہے لیکن بہ سبب امتداد زمانہ نشان قبر کا باقی نہیں رہا۔

۱۳۲۔ حضرت شاہ مسیح اللہ قدس سرہ'

وطن آپ کا موضع عیسی پور متصل پھلواری ہے۔ آپ اولاد میں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ ذوق سلوک میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے حضور میں ۱۱۲۲ھ (۱۷۱۰ء) کو تشریف لاکر مرید ہوئے۔ اس زمانے میں آپ کی بہت عسرت سے گزرتی تھی بجز ایک دستار رنگین وہ بھی پرانی اور کچھ نہ تھا کہ نذر حضرت شیخ کے حضور میں پیش کریں۔ حضرت تاج العارفین قدس سرہ' نے فرمایا کہ بیعت اگر واسطے حصول دنیا کے کرتے ہو تو بغیر اس کے بھی ممکن ہے کہ تھوڑی کوشش کسی دولت مند کے پاس کر دی جائے۔ بیعت کی ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا کہ نیت خالص واسطے حصول دین کے بیعت کرتا ہوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہے تو کبھی دنیاوی حاجت کے واسطے مجھے نہ کہنا۔ اس کے بعد بیعت لی لیکن آپ بھی اس عہد پر قائم رہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت شیخ کو آپ کے استقلال پر رحم آیا اور فرمایا کہ مسیح اللہ بہت مستقل مزاج ہیں۔ اس عسرت کے ساتھ کبھی شکایت اس کی مجھ سے نہ کی حق تعالیٰ ان کو صلاح و فلاح بخشے۔ تھوڑے عرصے میں شیخ کی عنایت سے بہ عہدہ قانون گوئی نوکر ہو گئے اور دولت ظاہری سے ممتاز ہوئے اور باطن میں بھی درجہ اعلیٰ کو پہنچے اور خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ کے احوال تذکرۃ الکرام میں تفصیل سے مندرج ہیں۔

وفات آپ کی بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ھ (۱۷۶۱ء) ہوئی۔ مزار آپ کا جانب دکھن قصبہ پھلواری ایک مقبرہ میں ہے۔

۱۳۳۔ مولوی معنوی حافظ حضرت شاہ وجیہ اللہ قلندر قدس سرہ ؒ

آپ حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نورالحق قدس سرہ ؒ کے خواہر زادہ تھے اور حضرت مولانا شاہ برکت اللہ نظام پوری قدس سرہ ؒ کے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی ۱۱۸۲ھ (۱۷۶۸ء) میں ہوئی۔ آپ کی بسم اللہ خوانی حضرت تاج العارفین قدس سرہ ؒ نے کی۔ قرآن شریف بہ تمامہ آپ نے حضرت تاج العارفین سے پڑھا۔ درسیات من اولہا الیٰ آخرہا آپ نے حضرت محی السالکین سے پڑھی اور سند احادیث حضرت غوث الدہر مولانا حافظ شاہ محمد ظہور الحق قدس سرہ ؒ کے ساتھ حضرت ملا جمال الدین ساکن ڈہری مقیم عظیم آباد سے حاصل کی اسی درمیان میں آپ نے قرآن شریف بھی حفظ کر لیا تھا۔ علوم باطنیہ کی تعلیم آپ نے حضرت محی السالکین سے پائی۔

بڑے باخدا اور ملائک صفت بزرگ تھے اور نہایت صابر اور حلیم تھے۔ کبھی کسی سخت بات کا جواب نہیں دیتے تھے۔ لوگ ان کو اگر تکلیفیں بھی دیتے تو یہ دعائے خیر ہی دیتے تھے۔ درود پڑھنا آپ کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ ایک پرزہ بھی ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایسا نہیں ہے جس پر کم سے کم دو ایک جگہ درود شریف نہ لکھا ہو۔ اکثر چار چار پانچ گھنٹے تک کیفیت وجد میں رہا کرتے تھے۔ حضرت غوث الدہر کے عاشق زار تھے۔ کبھی ان کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ ان کی رضا کو ہمیشہ اپنی خواہش پر مقدم سمجھا کیے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر گھنٹوں رو رو کر دعائیں مانگا کرتے تھے مگر کبھی ان دعاؤں میں حضرت غوث الدہرؒ سے زیادہ اپنا حصہ نہ رکھا۔ تحریری دعائیں بھی آپ کی اکثر نظر سے گزری ہیں ان میں جس قدر اور جسطرح اپنے لئے دعا کی ہے اسی قدر اور اسی طرح حضرت غوث الدہر کے لئے بھی دعائیں موجود ہیں۔ ۱۲۰۰ھ (۱۷۸۵ء) میں حضرت غوث الدہر کے ساتھ حضرت محی السالکین کے دست حق پرست پر آپ نے بیعت کی مگر تکمیل

مدارج کے بعد ۱۲۱۱ھ (۱۷۹۶ء) میں حضرت محی السالکین نے آپ کو اور حضرت غوث الدہر کو ساتھ ساتھ اجازت و خلافت دی اور ایک اجازت نامہ دونوں کے نام سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ سننے میں آیا ہے کہ آپ کو ابو العلائیہ طریقہ کی بھی کسی بزرگ سے اجازت تھی واللہ اعلم۔

چھپرہ اور دربھنگہ وغیرہ کے اطراف میں آپ کے مریدان اور خلفاء بکثرت تھے۔ آپ کے دو صاحبزادے مولوی معنوی حافظ محمد صفی اور مولوی حافظ محمد ولی قدس اسرارہما ہیں۔

وفات آپ کی بتاریخ چہارم شعبان شب یکشنبہ بوقت آخر مغرب 1215ھ (۱۸۰۰ء) کو ہوئی۔ مزار مبارک بمقام پھلواری ہے۔

۱۳۴۔ مولوی معنوی شاہ ابو تراب قدس سرہ'

آپ فرزند دوئم حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہٗ کے تھے۔ تاریخ ۲۷ شوال بروز سہ شنبہ ۱۱۹۲ھ (۱۷۷۸ء) کو پیدا ہوئے۔ علم درسیہ آپ نے مولانا احمدی قدس سرہٗ سے حاصل کیا اور تعلیم باطنی اور بیعت و خلافت آپ نے پدر بزرگوار سے اخذ فرمایا۔ آپ بڑے کامل بزرگ تھے۔ شعر و سخن کا مذاق بھی رکھتے تھے۔ آپ کا تخلص آشنا(۱) تھا۔ آپ کی تصانیف سے چند رسالے بھی ہیں۔ آپ نے بتاریخ ہفتم ربیع الثانی روز شنبہ ۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) وفات فرمائی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں بر چبوترہ فرد الاولیاء جانب پائیں در پہلو شاہ نور العین قدس سرہٗ کے واقع ہے۔

(۱) فارسی اور اردو دونوں زبانوں میں آپ کاوش فرماتے تھے۔ خلوت مجیبی کے دروازے پر جو کواں ہے اس کی تاریخ "نظیر زم زم" آپ ہی نے کہی۔ اس میں ایک عدد زیادہ تھا۔ آپ نے شعر میں اس کا تخرجہ فرمایا ہے۔ شعر یہ ہے۔ ؎

از ادب اک درجہ کم باید شمرد زانکہ تاریخش "نظیر زم زم" است

۱۲۵۴ھ

نمونہ کلام ؎

میری رسوائی، تیرے حسن کا — شور ہے ہر کوچہ و بازار میں
یوسف مصری و شیریں میں کہاں — جو حلاوت ہے تری گفتار میں
بن سلجھا نا ہوا جی کا وبال — دل الجھ کر رہ گیا ہے تار میں
عشق چھپنے کا نہیں اے آشنا — درد پیدا ہے ترے اشعار میں
وہ جفا پیشہ ہے کام اس کا ستم رانی ہے — اس سے امید وفا رکھنی ہی نادانی ہے
کیا کہا تو نے صبا کہہ تو، چمن میں کیوں آج — غنچے کو تنگ دلی، گل کو پریشانی ہے
تیری ہی آنکھوں میں ہم خار ہیں زاہد ورنہ — بزم رنداں میں مری خوب قدردانی ہے
مجھ سے عشق کے بچنے کی امید نہیں — سینہ افگار ہے، دل خوں ہے، جگر پانی ہے
آشنا دیدہ و دانستہ دیا تو نے دل — اب شکایت ستم یار سے نادانی ہے
سر ہے اپنا، اور تیغ یار، ہونی ہو سو ہو — جان رہے یا جائے، اب کی بار ہونی ہو سو ہو
گر نہ رہنے پائیں اس کوچے میں لیکن جائیں گے — جب تلک ہے طاقت رفتار ہونی ہو سو ہو
ہم سے کوئے یار کا جانا نہ چھوٹے گا کبھی — جو ستم چاہیں گے اغیار ہونی ہو سو ہو
آشنا سہنا جفا اغیار کی، پر ہاتھ سے — چھوڑ نہ دامنِ دلدار، ہونی ہو سو ہو

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد اول

۱۳۵۔ مولوی معنوی شاہ محمد امام قدس سرہ‘

آپ پسر سوئم حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ‘ کے تھے۔ ولادت آپ کی ۱۲ جمادی الاول بروز پنج شنبہ وقت صبح صادق ۱۱۹۴ھ (۱۷۸۰ء) کو ہوئی۔ آپ بھی علم ظاہری میں شاگرد مولوی احمدی قدس سرہ‘ کے تھے اور اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر ۲۱ رمضان المبارک ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۲ء) کو بیعت کر کے تعلیم باطنی اور خلافت بھی حاصل کی اور صاحب رشد و ارشاد ہوئے۔ وفات آپ کی بتاریخ ۸ محرم بروز یکشنبہ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) کو ہوئی۔ آپ کو بھی شعر گوئی کا مذاق تھا۔ تخلص آپ کا جنون ہے۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں بر چبوترہ حضرت فرد الاولیاء کے جانب پورب واقع ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ بڑے مولانا آل احمد صاحب محدث مہاجر مدینہ جو بہت بڑے محدث اور

مسجد نبوی میں درس حدیث دیتے تھے۔ پھلواروی میں حضرت شاہ علی حبیب، نصر قدس سرہ نے ان کو درس حدیث کے لئے بلوایا تھا۔ اس وقت آپ سے بہت لوگوں نے درس حدیث لیا اور اکثر بزرگوں نے آپ سے حدیث پڑھی اور اجازت لی۔ اپنے بھتیجوں کو یعنی مولوی منظور احمد صاحب و مولوی محمد انس صاحب وغیرہ کو اجازت دی اور مولانا محمد صاحب کے دوسرے صاحبزادے مولانا محمد نور احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ نہایت ذاکر شاغل و صاحب رشد و ہدایت بزرگ تھے۔ حدیث اپنے برادر بزرگ سے پڑھی تھی۔ عالم باعمل تھے۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے مولوی منظور احمد صاحب ایک بہت ذی علم بزرگ ہیں اور پوتوں میں مولوی عباس بہت ذی علم اور نواسوں میں مولانا تمنا صاحب عمادی مجیبی مشہور و معروف عالم اور شاعر ہیں۔ مولانا امام صاحب کے نواسوں میں مولانا نعمت مجیب اور مولوی شاہ صفت اللہ اور حضرت شاہ مولوی اشرف مجیب رحمہم اللہ اچھے بزرگوں میں تھے۔ آخر الذکر نے اپنی خانقاہ الگ قائم کی جو اب تک بنام خانقاہ فریدیہ موجود ہے جہاں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ کی نواسی کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی ایک مشہور و معروف بزرگ ہیں جن سے سلسلہ مجیبیہ تمام اطراف ہندوستان وغیرہ میں پھیل رہا ہے (۱)۔

(۱) حضرت مولانا قاری شاہ محمد سلیمانؒ نے خانقاہ سلیمانیہ پھلواری شریف میں قائم کی۔ آپ کے انتقال کے بعد آپ کے دو صاحبزادے مولانا شاہ حسین میاںؒ اور مولانا شاہ غلام حسنینؒ جانشیں ہوئے۔ مولانا شاہ غلام حسنینؒ کے وصال کے بعد ان کے چھوٹے صاحبزادے شاہ محمد ریحان چشتی خانقاہ سلیمانیہ کے سجادہ نشیں ہوئے۔

یہ معلومات حافظ سید شاہ وسیم الحق صاحب نے بہم پہونچائیں۔ سید نعمت اللہ۔

۱۳۶۔ مولوی معنوی شاہ محمد ابوالحیات قدس سرہ'

آپ پسر چہارم حضرت شاہ نعمت اللہ اقدس سرہ' کے ہیں۔ غرہ ذیقعدہ شب جمعہ ۱۱۹۵ھ (۱۷۸۱ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ بھی شاگرد مولوی احمدی قدس سرہ' کے تھے اور

بیعت طریقت ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۲۸ھ (۱۸۱۳ء) کو اپنے والد بزرگوار کے دست حق پرست پر کی اور تربیت باطنی و خلافت بھی اپنے والد سے حاصل کی۔ آپ بھی صاحب تصرفات وکرامات تھے۔ درس بھی دیا کرتے تھے۔ مختلف مسائل میں آپ کی تحریریں مختصر اور ایک کتاب موسوم بہ تذکرۃ الکرام موجود ہے۔ شعر و سخن کا بھی مذاق رکھتے تھے۔ تخلص آپ کا عجز تھا۔

آپ کی وفات تاریخ بست و ششم ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ (۱۸۶۰ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں بر چبوترہ فردالاولیاء پہلو میں حضرت شاہ ابوتراب قدس سرہ' کے جانب پچھم واقع ہے۔

۱۳۷۔ مولوی معنوی شاہ محمد قادری قدس سرہ'

آپ پانچویں فرزند حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے تھے پیدائش آپ کی دہم صفر شب یک شنبہ ۱۱۹۸ھ (۱۷۸۳ء) کو ہوئی۔ آپ نے بھی علم ظاہری مولوی احمدی قدس سرہ سے حاصل کیا اور تربیت باطنی و بیعت طریقت آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے حاصل ہوئی۔ آپ بھی صاحب تصرفات عظیم تھے۔ کوئی اولاد ذکور آپ کے نہیں ہے اور نہ کوئی تصنیف آپ کی ہے۔ وفات آپ کی بتاریخ سیوم ذی الحجہ روز سہ شنبہ ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۶ء) کو ہوئی۔ مزار قصبہ پھلواری میں چبوترہ پر فردالاولیاء قدس سرہ' کے مولوی شاہ ابو الحیات قدس سرہ' کے پہلو میں واقع ہے۔

۱۳۸۔ مولوی شاہ محمد علی سجاد قدس سرہ'

آپ پسر ششم حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے تھے پیدائش آپ کی شب نوزدہم ذیقعدہ شب یک شنبہ ۱۱۹۹ھ (۱۷۸۵ء) کو ہوئی۔ آپ بھی علوم درسیہ میں شاگرد مولوی

احمدی قدس سرہ' کے تھے اور بیعت ارادت ۱۲۱۷ھ (۱۸۰۲ء) میں بتاریخ گیارہ ربیع الثانی اپنے پدر بزرگوار کے دست حق پرست پر کر کے اجازت و خلافت حاصل کی۔ آپ نے تحصیل علوم کے ساتھ ہی ساتھ فطری غلبہ عشق نبوی نے، اکتساب طریق سلوک وغیرہ کی طرف تمام تر مشغول کر دیا تھا۔ آپ کی مولفہ صلوٰۃ و سلام سے آپ کی معارف و نسبت محمدیہ کے غلبہ کا حال ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف سے ایک کتاب فضائل رسول اللہ ﷺ میں اور ایک کتاب مسائل فقہ بہ استناد احادیث کے دونوں نعمت یادگار ہیں۔ نعمتی تخلص تھا۔ حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کی اولاد میں حضرت فرد الاولیاء اور شاہ ابو تراب قدس سرہ کے بعد لوگوں نے سب برادران سے زیادہ آپ ہی سے فیض پایا ہے۔ وفات آپ کی پنج دہم رمضان المبارک بروز دوشنبہ ۱۲۷۱ھ (۱۸۵۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں در پہلو مولوی محمد قادری قدس سرہ' کے واقع ہے۔

۱۳۹۔ مولوی معنوی شاہ محمد حسین قدس سرہ'

آپ پسر ہفتم حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے تھے۔ تاریخ ۱۸ محرم شب سہ شنبہ ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ نے علوم درسیہ اپنے برادر عظیم مولوی شاہ محمد امام قدس سرہ' سے پڑھ کر ۲۵ ذیقعدہ ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) کو فارغ ہوئے اور بیعت شب دوازدہم ربیع الاول ۱۲۲۳ھ (۱۸۰۸ء) کو دست حق پرست پر اپنے پدر بزرگوار کے کی تھی اور تعلیم طریقت و اجازت و خلافت بھی آپ کو اپنے پدر بزرگوار سے تھی۔ آپ زیادہ تر درس و تدریس میں مشغول رہے۔ حج زیارت مدینہ منورہ کے بعد واپسی کے وقت مکہ معظمہ میں بتاریخ سیز دہم شعبان ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۲ء) کو انتقال فرمایا اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

۱۴۰۔ حضرت میر اولیاء علی قدس سرہ'

آپ یکے از رؤسا قصبہ نو آبادہ کے تھے اور از جانب مادر خاندان فقر رکھتے تھے۔ اور مجاز بھی تھے۔ تعلیم باطنی آپ کی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' سے ہوئی اور بعد تکمیل خلعت

خلافت واجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ بڑے صاحب اثر بزرگ تھے۔
آپ کے تصرفات تذکرۃ الکرام میں مندرج ہیں۔ وفات آپ کی تاریخ شب یازدہم رمضان المبارک ۱۲۴۷ھ (۱۸۳۲ء) کو ہوئی اور احاطہ میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' بمقام پھلواری مدفون ہوئے۔

۱۴۱۔ مولوی سید اشرف علی قدس سرہ'

آپ اولاد سے حضرت غوث اعظمؓ کے تھے اور حسن و جمال میں بے نظیر تھے۔ تھوڑے زمانہ میں علوم درسی فقہ واصول منطق وحکمت سے مالامال ہوکر بہ کسب علوم باطنی مردانہ وار کمر ہمت باندھا اور بعد تکمیل باطنی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' سے اجازت و خلافت حاصل کر کے آپ کے خلفاء میں ممتاز ہوئے اور شان محبوبیت آپ کی پیشانی سے ظاہر تھی۔ آپ کے تصرفات تذکرۃ الکرام میں مندرج ہیں۔ وفات آپ کی تاریخ ۲۵ رجب ۱۲۱۹ھ (۱۸۰۴ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا احاطہ میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے بمقام پھلواروی واقع ہے۔

۱۴۲۔ مولوی قاضی سید مخدوم عالم بن قاضی سلطان عالم بن قاضی شاہ عالم قدس سرہ'

آپ اولاد سے مخدوم راستی قدس سرہ' کے ہیں اور از طرف نسب مادری اولاد سے حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے ہیں۔ ولادت باسعادت آپ کی ۱۲ رجب ۱۲۱۶ھ (۱۸۰۱ء) کو ہوئی۔ علم ظاہر آپ نے مولانا حافظ عبدالغنی پھلواروی قدس سرہ' سے حاصل کیا اور بیعت و تعلیم باطنی حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' سے ہوئی اور اجازت و خلافت حضرت شاہ محمد ابوتراب قدس سرہ' سے ملی لیکن آپ نے کسی کو مرید نہیں کیا۔ آخیر وقت میں

صرف اپنے چھوٹے نواسے سید محمد ابو سعید بن سید لطافت حسین ساکن مفتی گنج کو مرید کیا۔

آپ رئیس اعظم قصبہ پھلواری کے تھے۔ اور متولی و جانشین حضرت مخدوم سید راستی رحمتہ اللہ علیہ کے تھے۔ آپ کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی صرف دو بیٹیوں سے دو نواسے تھے۔ بڑی صاحبزادی سے مولانا نذیر الحق ابن مولانا حافظ محمد سفیر الحق قدس سرہ' اور دوسری صاحبزادی سے سید محمد ابو سعید ابن مولوی سید لطافت حسین وکیل مرحوم ساکن مفتی گنج تھے۔

شاگردان آپ کے بہت تھے۔ آخر وقت میں آپ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں اور بوجہ گراں گوشی کے مجبور ہو گئے تھے۔ آپ کو شاعری کا بھی مذاق تھا(۱)۔ وفات آپ کی شب بست و یکم شوال ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۶ء) کو ہوئی اور پائیں مزار حضرت مخدوم سید راستی رحمتہ اللہ علیہ قریب دروازہ بیرون احاطہ دفن ہوئے۔

(۱) آپ کا تخلص مخدوم تھا۔ طبیعت شاعری کی طرف بالخصوص مرثیہ گوئی سے خاص مناسبت رکھتی تھی۔ آپ اردو کے علاوہ فارسی اور عربی میں کاوش فرماتے تھے۔ کلام کا نمونہ یہ ہے۔

کشتہ کرنا اب مرا دشوار ہے اے شعلہ رو ۔۔۔ بے قراری سے دل بیتاب پارہ ہو گیا
ہم نے اے مخدوم لکھی ان کی افشاں کی جو مدح ۔۔۔ نوک خامہ سے گرا جو رشحہ تارہ ہو گیا
تری الفت کا دم بھرتے رہیں گے ۔۔۔ ہمارے دم میں جب تک دم رہے گا
کہے گا بے نشاں ہر شخص ہم کو ۔۔۔ نشاں اپنا بھی یہ کیا کم رہے گا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد چہارم۔

۱۴۳۔ مولوی معنوی حضرت حافظ محمد ولی قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ وجیہ اللہ قدس سرہ' کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نے بھی ابتدا سے انتہا تک کتب درسیہ حضرت محی السالکین و حضرت غوث الدہرؒ سے پڑھیں اور تحصیل علوم سے فارغ ہو کر قرآن شریف بھی حفظ فرمایا۔ علم قرأت و تجوید بھی پورے طور سے سیکھا۔ علوم باطنیہ کی تکمیل بھی حضرت غوث الدہرؒ سے فرمائی اور بعد تکمیل کے دست حق

دست پر حضرت غوث الدہر کے بیعت کی اور حضرت شیخ نے آپ کو تمام سلاسل و طرق کی اجازت عامہ وتامہ دے کر شرف خلافت سے مشرف فرمایا مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے وفانہ کی اور جوان ہی بتاریخ ہفت دہم ربیع الاول بروز پنج شنبہ ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء) وقت ظہر آپ نے وفات پائی اور قصبہ پھلواری میں دفن ہوئے۔

۱۴۴۔ حضرت مولوی معنوی حافظ محمد صفی قدس سرہ‘

آپ حضرت شاہ محمد وجیہ اللہ قدس سرہ‘ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) میں ہوئی۔ ابتدائی کتابوں سے لے کر متوسطات تک آپ نے حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نورالحق قدس سرہ‘ سے پڑھیں۔ پھر متوسطات سے لے کر آخر تک حضرت غوث الدہر مولانا حافظ شاہ محمد ظہورالحق محدث قدس سرہ‘ سے پڑھ کر فاتحہ فراغت پڑھی اور سند احادیث حاصل فرمائی پھر آپ نے قرآن شریف حفظ فرمایا۔ علم قرأت و تجوید میں آپ بڑے ماہر تھے۔ اس فن میں بھی آپ غوث الدہر کے شاگرد تھے۔ علوم باطنیہ کی تعلیم آپ نے حضرت غوث الدہر سے پائی۔ حضرت غوث الدہر بھی آپ کی طرف اکثر نظر افاضہ رکھا کرتے تھے۔ بعد تکمیل مدارج آپ نے حضرت غوث الدہر قدس سرہ‘ کے دست حق پرست پر بیعت طریقت فرمائی اس کے بعد حضرت غوث الدہر نے آپ کو اجازت وخلافت عطا فرما کر اپنا خلیفہ اتم واکمل اور مجاز کل بنادیا۔ آپ کے حالات بہت رفیع اور درجات بہت عالی تھے اور صاحب اثر وصاحب قوت تھے۔ بچپن سے اس قدر سلامت روی آپ میں تھی کہ لوگ آپ کو ولی مادر زاد کہتے تھے۔ غرض ایسے ہی تھے کہ حضرت شیخ کے بعد وصال حضرت منہاج السالکین مخدوم مولانا حافظ حاجی شاہ محمد نصیرالحق محدث قدس سرہ‘ جیسا کامل ومکمل بزرگ کچھ مدت تک آپ سے استفاضہ واستفادہ کرتا رہا۔ اسی سے آپ کا علوشان اور فضل وکمال ورفعت درجات وبلندی مقامات کا پتہ چل سکتا ہے۔

وفات آپ کی بست وششم شوال ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو ہوئی۔ مزار پھلواری میں ہے۔

۱۴۵۔ حضرت مولوی معنوی سید شاہ محمد آل یٰسین قدس سرہٗ:

آپ حضرت غوث الدہر مولانا حافظ شاہ محمد ظہور الحق قدس سرہ٬ کے سگے برادر حقیقی تھے۔ ابتدائی کتابیں مختلف بزرگوں سے پڑھیں۔ متوسطات سے لے کر آخر تک حضرت غوث الدہر قدس سرہ٬ سے پڑھ کر فاتحہ فراغ پڑھی۔ تعلیم علوم باطنیہ کچھ حضرت محی السالکین مولانا شاہ محمد نور الحق قدس سرہ٬ سے اور کچھ حضرت غوث الدہر مولانا شاہ محمد ظہور الحق قدس سرہ٬ سے پائی۔ حضرت غوث الدہر کے بعد جو تھوڑی کمی باقی رہ گئی تھی۔ اس کو آپ نے حضرت منہاج السالکین مخدوم مولانا حاجی حافظ سید شاہ محمد نصیر الحق محدث قدس سرہ سے پوری فرمائی اور بعد تکمیل مدارج حضرت منہاج السالکین ہی کے دست حق پرست پر بیعت فرما کر مشرف بشرف اجازت و خلافت ہوئے آپ بڑے صاحب اثر صاحب قوت بزرگ تھے اور آپ نے مجاہدات وریاضات میں اپنا وقت بہت صرف کیا۔ آپ سے اشاعت سلسلہ بھی ہوئی۔ بہت لوگ آپ کے ہاتھ پر مرید ہوئے اور بعض لوگوں نے آپ سے اجازت و خلافت بھی حاصل کی۔ دنیا کے مکروفریب سے آپ ہمیشہ الگ رہتے۔ متوکلانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض نہایت باکمال اور فیاض بزرگ تھے۔ وفات آپ کی سیوم رجب بروز جمعہ ۱۲۷۶ھ (۱۸۶۰ء) کو ہوئی۔

۱۴۶۔ حضرت مولانا حاجی حافظ شاہ احمد ظہیر الحق قدس سرہٗ:

آپ حضرت شیخ الکاملین مولانا حافظ سید شاہ محمد ظہور الحق محدث غوث الدہر قدس سرہ٬ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ بوقت ظہر بروز دوشنبہ ہشتم ماہ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ بسم اللہ خوانی آپ کی حضرت محی السالکین قدس سرہ٬ نے کی تھی مگر آپ نے نہ محی السالکین (۱) کا پورا وقت پایا نہ حضرت غوث الدہر (۲) کا۔ اس لئے تعلیم و تربیت آپ کی منہاج السالکین (۳) یعنی آپ کے بڑے بھائی نے

فرمائی۔ جب کل کتب درسیہ سے فارغ ہوکر آپ فاتحہ خوانی پڑھ چکے تو حسب الحکم اپنے اخ معظم حضرت منہاج السالکین حضرت مولانا حافظ حاجی شاہ محمد نصیر الحق قدس سرہ‘ کے آپ نے حضرت مرزا حسن علی محدث لکھنوی قدس سرہ‘ کی خدمت میں حاضر ہوکر سند احادیث حاصل فرمائی پھر حضرت منہاج السالکین قدس سرہ‘ سے علوم باطنیہ کی تعلیم پانے لگے۔ جب اس کی بھی تکمیل ہو چکی تو حضرت منہاج السالکین کے دست حق پرست پر بیعت کر کے دولت اجازت و خلافت سے مالا مال ہوئے۔ آپ بڑے ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ اور صاحب قوت واثر۔ مجلس سماع سے آپ کو ایک خاص ذوق تھا۔ جذبہ و کیفیت آپ کی نہایت ہی پر اثر وا علی پائے کی ہوتی تھی۔ نعرہ آپ کا اس قدر پر تاثیر اور تیز ہوتا تھا کہ مجلس کا حال دگرگوں ہوتا تھا۔ علمی لیاقت نہایت اچھی تھی۔ سینکڑوں آپ کے شاگرد تھے۔ کلام شریف بھی حفظ فرمایا تھا۔ علم قرأت و تجوید میں ماہر تھے۔ فن طبابت میں بہت اچھا درک تھا اور خطاطی میں منشی ہفت قلم تھے۔ آپ نے اجازت حضرت مولانا عبدالغنی پھلواروی قدس سرہ‘ سے سلسلہ قادریہ، قلندریہ، عمادیہ، وارثیہ و معمیہ، جنیدیہ و جمالیہ حاصل فرمایا۔ غرض کہ کچھ عجیب باکمال بزرگ تھے آپ نے بتاریخ بست و چہارم ماہ ذیقعدہ شب شنبہ ۱۲۸۶ھ (۱۸۷۰ء) کو رحلت فرمائی۔ مزار آپ کا موضع قائم پور متعلقہ موضع خسرو پور نو آبادہ میں ہے۔

(۱) حضرت سید شاہ محمد نور الحق (۲) حضرت سید شاہ ظہور الحق (۳) حضرت سید شاہ نصیر الحق۔

۱۴۷۔ حضرت مولانا حافظ سید شاہ محمد سفیر الحق قدس سرہ‘

آپ حضرت شیخ الکاملین حضرت مولانا شاہ محمد ظہور الحق غوث الدہر پھلواروی قدس سرہ‘ کے چوتھے صاحبزادے تھے۔ دوسری صفر روز شنبہ بوقت استوا ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) کو اس عالم حادث کو آپ نے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا۔ بسم اللہ خوانی آپ کی خود حضرت غوث الدہر قدس سرہ‘ نے کی مگر آپ چار برس کے تھے کہ حضرت شیخ نے وفات فرمائی۔ اس وقت سے آپ کی تعلیم و تربیت کے کفیل آپ کے بڑے بھائی حضرت منہاج

السالکین مولانا سید شاہ محمد نصیر الحق قدس سرہ' ہو گئے چنانچہ آپ نے تمام کتب درسیہ من اولہا الی آخرہا حضرت منہاج السالکین ہی سے پڑھ کر فاتحہ فراغ پڑھی۔ اس کے بعد حسب الحکم حضرت منہاج السالکین آپ لکھنو تشریف لے گئے اور حضرت مولانا حسن علی محدث لکھنوی قدس سرہ' سے سند احادیث حاصل فرمائی اس کے بعد قرآن شریف حفظ فرمایا۔ علم قرأت و تجوید میں مہارت تامہ پیدا کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی تعلیم باطنی بھی ہوتی رہی اور بعد تکمیل مدارج آپ نے حضرت منہاج السالکین قدس سرہ' کے دست حق پرست پر بیعت کی اور مشرف بشرف اجازت و خلافت ہوئے۔ ابتدائے شباب تک بلکہ آخر شباب تک فلسفہ و منطق کے ساتھ آپ کو خاص دلچسپی تھی جب سن کہولت کا دور پہنچا تو فقہ و حدیث کی طرف رخ کیا۔ ذہانت و فطانت تو خاندانی تھی۔ ادنیٰ سی توجہ میں اس کے بھی بہت بڑے ماہر ہو گئے۔ اسی کے ساتھ ساتھ علم تفسیر میں آپ نے بہت بڑی مہارت پیدا کی۔ مناظرے میں مشہور روزگار تھے۔ مولوی احمد اللہ صاحب صادق پوری رحمتہ اللہ علیہ سے اور آپ سے جو عنبر کی مسجد میں مناظرہ دربارہ حلت سماع بلامزامیر ہوا تھا، مشہور ہے کہ اس مناظرہ کے علاوہ بھی اکثر علماء و فضلا سے اور آپ کے مناظرے ہوئے اور برابر آپ حق بجانب ہونے کی وجہ سے غالب آتے رہے۔ فن شاعری میں آپ کو ایک خاص ملکہ تھا عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں نہایت فصیح و بلیغ اشعار فرماتے تھے۔ افسوس کہ ایک مکمل دیوان آپ کا ضائع ہو گیا۔ پھر بھی ایک مثنوی فارسی مسمّٰی بہ نصیب نامہ اور اردو فارسی غزلوں کا ایک مختصر سا مجموعہ آپ کے پوتے مولانا مولوی محمد محی الدین صاحب تمنا سلمہ اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہے۔ فن حساب میں آپ کو اچھا دخل تھا۔ ایک کتاب مسمّٰی بہ سہل الحساب آپ کی تصنیفات سے نہایت قابل قدر ہے۔ اسی طرح ایک دوسرا رسالہ مختصر مسمّٰی بہ بستان الحساب بھی ہے اور حاشیہ بیضاوی بھی آپ کا قابل دید ہے۔ کتاب معین القراء۔ علم قرأت و تجوید میں بے مثل ہے۔ فن تکثیر میں ایک رسالہ نہایت لاجواب آپ کا تصنیف کردہ موجود ہے۔ فرائض میں بھی ایک کتاب مسمّٰی بہ اقوام الفرائض آپ کی تالیفات سے ہے

اور بہت قابل قدر ہے۔ ایک زمانے تک آپ کا قیام لکھنو میں مسلم ہے مگر آپ کے بعض خطوط اور بعض نظموں سے پتہ چلتا ہے کہ امجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے دربار میں آپ کسی جلیل القدر عہدے پر ممتاز تھے اور اکثر امور مملکت کا دارومدار آپ ہی کی رائے اقدس پر تھا۔ چنانچہ مثنوی نصیب نامہ میں بھی امجد علی شاہ کا ذکر آپ نے کچھ ایسے ہی انداز میں کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قیام لکھنو کے زمانے میں خواجہ وزیر اور آفتاب الدولہ قلق اور میر اوسط علی رشک اور دیگر بڑے بڑے شعراء اردو زبان آپ سے نہایت اعتقاد اور خلوص سے ملتے تھے اور ہمیشہ آپ کی قیام گاہ ان لوگوں کا اور دیگر علماء فضلا کا مرجع بنی ہوئی تھی۔ خواجہ حیدر علی آتش باوجود اختلاف مذہب کے آپ سے بہت معتقدانہ اور مخلصانہ ملتے تھے۔ شیخ ناسخ مرحوم کے بعد ان کے اکثر تلامذہ اپنے کلام میں آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ کے خطوط سے ظاہر ہے۔ حضرت منہاج السالکین قدس سرہ کی وفات کے بعد آپ نے لکھنو کا قیام چھوڑ دیا اور کچھ دنوں پھلواری پھر ناصری گنج پھر پیر بیگھ صاحب گنج میں مقیم رہے۔ پہلی شادی آپ کی پھلواری میں جناب قاضی مخدوم عالم رحمتہ اللہ علیہ رئیس اعظم قصبہ پھلواری کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن سے مولوی معنوی سید شاہ نذیر الحق فائز قدس سرہ تھے۔ حضرت مولانا سفیر الحق قدس سرہ سے اشاعت سلسلہ بھی بہت ہوئی۔ ناصری گنج شہرام، صاحب گنج اودھ و دیگر ممالک متحدہ وغیرہ میں ان کے مریدون و مسترشدون و خلفاء کی تعداد بکثرت تھی۔ مولوی محمد اقوم صاحب ناصری گنجی اور ان کے والد ماجد اور پیر بیگھ کے مولوی منور علی تخلص بہ وصف نقشبندی جو آپ کے شاگرد بھی تھے اور مولوی سید عبدالسلام صاحب شہسرامی وغیرہم آپ کے اجل خلفاء مریدین و مسترشدین سے تھے۔ اکثر نے تو درسیات بھی من اولہا الی آخرہا آپ سے پڑھ کر فاتحہ فراغ پڑھی جن کی تفصیل اس وقت موجب تطویل ہے۔ اوقات کے آپ بڑے پابند تھے کہ جس کام کے لئے جو وقت معین کر چکے تھے کبھی اس کے خلاف نہ کرتے تھے۔ بہت بڑے قائم اللیل تھے۔ ریاضات و

مجاہدات تادم مرگ نہ چھوڑا۔ مجلس سماع میں حالت وجد میں کبھی کسی مرید کو توجہ قلبی نہ دیا کیونکہ وہ لوگ آپ کی حرارت قلب کے متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ صرف ایک نظر یا ایک نعرہ ضرورت سے زیادہ کام کرنے کے لئے کافی ہوتا تھا۔ ہر شخص آپ کے نعرے کی بھی تاب نہ لا سکتا تھا۔

وفات آپ کی شب بستم ماہ شعبان ۱۲۷۷ھ (۱۸۶۱ء) کو بمقام پیر بیگھہ، صاحب گنج، گیا عین حالت تلاوت قرآن شریف میں ہوئی۔ مزار مبارک بھی وہیں ہے اور حضرت میاں صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

۱۴۸۔ حضرت مولانا حافظ سید شاہ محمد فقیر الحق قدس سرہ

آپ حضرت شیخ الکاملین مولانا حافظ سید شاہ محمد ظہور الحق محدث غوث الدہر قدس سرہ' کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی شب پنجشنبہ نہم شعبان زیادہ از یکپاس گزشتہ ۱۲۳۴ھ (۱۸۱۹ء) کو ہوئی تمام کتب درسیہ آپ نے اپنے اخ معظم حضرت منہاج السالکین قدس سرہ' سے تمام کر کے فاتحہ فراغ پڑھی۔ قرآن شریف حفظ فرمایا۔ قرأت و تجوید کی مہارت پیدا کی۔ آپ نے اخ معظم سے سند احادیث حاصل فرمائی۔ تفسیر سے آپ کو بہت شوق تھا نہایت قوی الحافظہ اور جید الاستعداد تھے۔ اور بڑے مقرر تھے۔ تقریر آپ کی نہایت فصیح و بلیغ ہوتی تھی۔ آپ نے وکالت کا امتحان بھی دیا تھا اور اول درجے کے وکیل تھے۔ چھپرے میں وکالت آپ کی بہت زوروں پر چل رہی تھی۔ تعلیم علوم باطنیہ حضرت منہاج السالکین قدس سرہ' سے پاکر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی مگر تکمیل مدارج حضرت سید المستغرقین امیر الاولیاء مولانا حافظ سید شاہ علی امیر الحق قدس سرہ' سے ہوئی اور دولت اجازت وخلافت عامہ و تامہ سے مالا مال ہوئے۔ نہایت بااثر اور صاحب قوت بزرگ تھے۔ ذکر و شغل و ریاضت و مجاہدہ تادم مرگ آپ سے نہ چھوٹا آخر میں غایت تقویٰ کی وجہ سے آپ نے پیشہ وکالت چھوڑ دیا تھا اور زندگی محض متوکلانہ

بسر فرمائی۔ چھپرہ وغیرہ کے اطراف میں آپ کے مریدوں اور شاگردوں و مسترشدوں کی ایک معتدبہ تعداد تھی۔ شب نوزدہم صفر ۱۳۰۴ھ (۱۸۸۶ء) کو آپ نے انتقال فرمایا۔ مزار آپ کا حضرت امیر الاولیاء کے مزار سے پورب ایک ہی چبوترہ پر بمقام پھلواری ہے۔

۱۴۹۔ حضرت مولوی معنوی سید شاہ محمد نذیر الحق قدس سرہ'

آپ مولانا سفیر الحقؒ بن مولانا ظہور الحقؒ کے صاحب زادے اور قاضی مخدوم عالم قدس سرہ' کے بڑے نواسے تھے اور بعد قاضی صاحب کے آپ ہی متولی درگاہ و جانشین حضرت مخدوم راستی قدس سرہ' کے ہوئے اور قاضی مخدوم عالم قدس سرہ' نے اپنی حیات ہی میں کل تبرکات مخدوم صاحب کے آپ کے سپرد کر دیا تھا کہ آج تک آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حیات الحق محی الدین متخلص بہ تمنا کے قبضہ میں ہے۔ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ ہی کے وقت سے تولیت و جانشینی مخدوم راستی قدس سرہ' کی اولاد میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے در آئی۔ ولادت باسعادت حضرت مولانا شاہ محمد نذیر الحق قدس سرہ' کی شب یک شنبہ دویم صفر بوقت نصف شب ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء) کو ہوئی۔ مادہ تاریخ چراغ مجیب ہے۔ ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد قدس سرہ' سے پڑھیں اور متوسطات سے لے کر آخر تک اپنے عم محترم حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' سے پڑھیں۔ شاعری میں ابتدا میں آپ اپنے نانا قاضی صاحب ممدوح کو اپنا کلام دکھاتے تھے مگر ذکاوت طبع و ذہانت فطری نے آپ کو اس قدر معراج ترقی پر پہنچا دیا کہ شاگرد اور استاد کے کلام میں استاد شاگرد کا فرق امتیاز کرنا مشکل تھا۔ آپ کا حافظہ اس قدر قوی تھا کہ اکثر کتابوں کے صفحے کے صفحے اور عبارت زبانی یاد تھی۔ عنفوان شباب سے آخر وقت تک آپ کو درس و تدریس کا شوق رہا اور گھر بیٹھے مفت لوگوں کو پڑھاتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت ہے۔ کم سے کم پچاس برسوں تک آپ یونہی لوگوں کو پڑھاتے رہے۔ صرف و نحو میں تو عام علماء عصر و فضلائے قرب و جوار آپ کا لوہا مانتے تھے ہی، منطق و فلسفہ میں بھی آپ کو نہایت مہارت تھی۔ علم

اصول میں یگانۂ عصر تھے۔ فن مناظرہ میں آپ کا حصہ خاص تھا۔ طبابت اور ہومیو پیتھک میں آپ کو نہایت اچھی دسترس تھی۔ فقہ و تفسیر میں بھی آپ اچھی دسترس رکھتے تھے۔ علم رمل و جفر و نجوم و حساب و ہندسہ میں آپ کو ایک خاص مہارت تھی۔ فارسی زباندانی میں آپ صوبہ بہار میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے ہزاروں اور لاکھوں محاورے آپ کو بر زباں یاد تھے۔ فارسی کلام آپ کا نہایت ہی فصیح و بلیغ ہوتا تھا۔ ایک ضخیم دیوان آپ کا ضائع ہو گیا دوسرا دیوان آپ کے دست خاص کا لکھا ہوا موجود ہے (۱)۔ ایک ایک شعر قابل داد ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ کی تصانیف میں خزائن المنطق، بطور رسالہ کبریٰ در منطق بزبان فارسی، مواہب الشفاء، در طب، اعجاز الرمل، در فن رمل رسالہ حمیات، منظومہ اس رسالہ میں تمام حمیات کو مع اسباب و علامات و معالجات اردو میں نظم کیا ہے۔ المیقات، اس رسالہ میں اوقات پر مدلل بحث کی ہے اور اختلاف الرائے ائمہ و محدثین لکھ کر اپنا قول فیصل لکھا ہے۔ التمہید فی القرأت والتجوید، قندپارس اس رسالہ میں فارسی کے اکثر محاورات کی تصحیح اور اس کے متعلق نہایت قابل قدر بحث کی ہے اور ان کتابوں کے علاوہ بھی اکثر چھوٹے بڑے رسالے آپ کی تصانیف سے ہیں جو اپنے قابل قدر ہونے کی آپ ہی دلیل ہیں۔ فن تکسیر میں آپ کو ایسی اچھی مہارت تھی کہ اپنے وقت میں تو صوبہ بہار میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ کا تخلص فائز تھا۔

بیعت آپ کی حضرت مولانا حافظ عبدالغنی منعمی پھلواروی قدس سرہ' کے ہاتھ پر طریقہ منعمیہ فردوسیہ میں چودہ برس کے سن میں ہوئی تھی۔ اس وقت آپ شرح وقایہ اور شرح تہذیب پڑھتے تھے۔ مولانا ممدوح قدس سرہ' نے آپ کو اپنے تمام طرق کی اجازت و خلافت بھی اسی وقت دے دی تھی کیونکہ مولانا کا وہ آخر وقت تھا دیکھا کہ نہ معلوم پھر موقع ملے نہ ملے چنانچہ اس کے دو ہی تین برسوں کے بعد مولانا کا وصال ہو گیا۔ پھر جب آپ کو تحصیل علوم ظاہریہ سے فراغت ہوئی تو آپ نے اپنے عم محترم حضرت امیر الاولیاء مولانا حافظ حاجی سید شاہ علی امیر الحق قدس سرہ' سے رجوع کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت

امیر الاولیاء مولانا حافظ حاجی علی امیر الحق ہی سے تحصیل علوم باطنیہ فرمائی اور تکمیل مدارج حضرت ہی کے ذریعے سے ہوئی۔ چنانچہ جب آپ سے کوئی پوچھتا تھا کہ آپ کی تعلیم و تکمیل کس سے ہوئی تو آپ حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' کا نام نامی لے کر فرماتے تھے ؂

آنچہ دارم ہمہ عنایت اوست

آخر الامر جب آپ کی تکمیل مدارج ہو چکی تو ۱۲۹۶ھ (۱۸۷۸ء) آپ کو اور آپ کے اخ عمزادا اور مرشد زادہ حضرت زبدۃ العارفین و قدوۃ الکاملین مولانا حاجی سید شاہ محمد رشید الحق قدس سرہ' کو حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ' نے ساتھ ساتھ اجازت و خلافت دے کر اپنا خلیفہ کل اور مجاز اتم بنا دیا اور دونوں کے نام سے ایک ہی اجازت نامہ لکھ کر دونوں کو دے دیا۔

وفات آپ کی بتاریخ ۱۳ محرم بروز دو شنبہ بوقت عصر ۱۳۲۳ھ (۱۹۰۵ء) بعارضہ طاعون ہوئی۔ مزار آپ کا پھلواری میں حضرت شمس العارفین قدس سرہ' کے چبوترہ پر حضرت امیر الاولیاء قدس سرہ کے مزار کے سامنے جانب پورب کنارے پر ہے۔

حضرت مولانا نذیر الحق قدس سرہ' کی وفات سے کئی برسوں کے بعد جب مولانا تمنا سلمہ اللہ تعالیٰ بالغ ہوئے تو بتاریخ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ (۱۹۱۳ء) بروز عرس حضرت مخدوم سید راستی قدس سرہ' مولوی تمنا سلمہ اللہ تعالیٰ (۲) کو بہ اجماع جمیع اراکین قصبہ پھلواری حضرت حاجی مولانا سید شاہ محمد بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشیں پھلواری اور چچیرے بھائی حضرت مولانا حافظ سید شاہ محمد حبیب الحق صاحب سجادہ نشین سجادہ عمادیہ پٹنہ متع اللہ المسلمین بطول بقاء و افاض علی العالمین برکات بقائیہ و مولوی سید شاہ محمد وجیہ الحق مرحوم نے خرقہ تبرک حضرت مخدوم راستی قدس سرہ کا پہنا دیا۔

خلفاء : آپ کے صاحبزادے مولانا تمنا عمادی مجیبی، مولوی سید شاہ محمد وجیہ الحق اور مولوی سید شاہ محمد ریاض الحق بن حضرت مولانا حافظ شاہ احمد ظہیر الحق قدس سرہ' اور شاہ واعظ حسین مرحوم شملوی وغیرہم تھے اور ہیں۔

(۱) آپ کا فارسی کلام ''دیوان فائز'' کے نام سے ڈاکٹر خواجہ افضل امام نے ۱۹۶۴ء میں شائع کرایا۔

(۲) ابو الحیات سید محی الدین نام، حسان الہند لقب، مرید و خلیفہ حضرت مولانا شاہ رشید الحق قدس سرہ، کے تھے۔ سال ولادت شوال ۱۳۰۵ھ (۱۸۸۸ء) ہے۔ پھلواری شریف آپ کا مولد و مسکن ہے۔ آپ نے درس نظامیہ اپنے والد صاحب سے سترہ سال کی عمر میں تمام کیا۔ سترہ سال کی عمر تک تعلیم کا سلسلہ رہا اس کے بعد آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حدیث مولانا حکیم شاہ محمد علی نعمت صاحب سے اور طب اپنے والد اور حکیم شاہ محمد علی نعمت سے اور کچھ حکیم عبد الحمید سے پڑھی۔ مشغلہ سخن آٹھ برس کی عمر سے کرتے تھے۔ ابتدا میں کلام مولانا شمشاد لکھنوی کو دکھایا۔ فارسی شاعری اور عربی ادب میں علامہ شبلی نعمانی سے تلمذ حاصل تھا۔ پاکستان بننے کے بعد ہجرت کر کے پاکستان چلے آئے۔ شوال ۱۳۹۲ھ (۱۹۷۲ء) میں آپ کا کراچی میں انتقال ہوا۔ ذیل میں آپ کی تصانیف کی نامکمل فہرست دی جاتی ہے۔

(۱) جواہر الصرف، صرف میں (۲) روح النحو (۳) جواہر الادب، عربی ادب میں (۴) مذہب العقل فارسی مثنوی (۵) معاش و معاد، فارسی مثنوی (۶) نصح الصبیح (۷) انمول موتی۔ (۸) سیل اشک (۹) ہوک (۱۰) عروض جدید (۱۱) البدر المنیر فی اصول التفسیر، اردو (۱۲) حاشیہ حمد اللہ، عربی میں (۱۳) حاشیہ میر زاہد (۱۴) تحقیق وجود رابطی (۱۵) امراض الراس (۱۶) حمیات (۱۷) مولانا شاہ ظہور الحق" کے رسالے اعیان کی شرح، عینان الاعوان (۱۸) اردو کے پانچ چھ دیوان مرتب ہیں (۱۹) فارسی کا ایک دیوان (۲۰) ایضاح سخن شرح اصلاح سخن۔ (۲۱) نماز پنجگانہ (۲۲) حقیقت الصوم (۲۳) القصیدۃ الزہرا (۲۴) جمع القران (۲۵) اعجاز القران (۲۶) در ثمین (۲۷) زہری (۲۸) حضرت عائشہ صدیقہ (۲۹) بنات النبی (۳۰) الطلاق مرتن۔ (۳۱) آئینہ قوم (۳۲) تاریخ الشوق (۳۳) جذبات تمنا وغیرہ وغیرہ۔

آپ کا کلام استادانہ ہے۔ نت نئے قوافی پر طبع آزمائی فرماتے تھے۔ جدت اور ندرت سے کلام مالا مال ہے۔ آپ کی قادر الکلامی مشہور ہے۔ فن عروض کے ماہر ہیں۔ آپ کے تلامذہ کافی تعداد میں ہیں۔ حبیب اللہ مختار صاحب کے فرزند مولوی محمد ولی اللہ، ولی تمنائی بھی آپ کے تلامذہ میں تھے۔ حضرت تمنا عمادی کا نمونہ کلام یہ ہے۔

شب امید مرے گھر سے پشیمان گئی — میں اسے جان گیا وہ مجھے پہچان گئی
تم سے تو موت ہی اچھی رہی میرے حق میں — مہرباں ہو گئی جو میں نے کہا مان گئی
جب تلک بخش نہ دی جائیگی امت تیری — دامن عفو نہ چھوڑے گی شفاعت تیری
دیکھتے رہتے ہیں آئینہ سمجھ کر تیرا — کہ نظر آتی ہے قرآن میں صورت تیری
ساقی گھٹا ہے، صحن چمن ہے، بہار ہے — اب کار خیر میں تجھے کیا انتظار ہے

کرتی ہے تیرے خندۂ بے ساختہ کی قدر
جو آنکھ مست گریۂ بے اختیار ہے
تارِ نفس کا بھی نہ رہا سلسلہ جو تھا
ہاں، ایک رشتہ نگہِ انتظار ہے
کہنے لگے وہ سن کے مری بے قراریاں
سمجھا ہے وہ غلط کہ یہ دارالقرار ہے
اک سانس بھی بغیر تری یاد کے جو آئے
وہ دل کے آئینہ کے لئے اک غبار ہے
وہ خفا ہیں کہ ہر ایک نقش قدم کو ان کے
کیوں جبیں اہل عقیدت کی مٹا دیتی ہے

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

۱۵۰۔ حضرت مولانا حافظ شاہ عبدالغنی قدس سرہ'

آپ مولوی شاہ محمد عبدالمغنی بن مولوی محمد معین بن قاضی حیات بن مولوی عمر دراز بن مولوی عبداللطیف بن مولوی محمد یوسف بن محمد مظفر بن امیر عطاء اللہ قدس اسرارہم کے صاحبزادے تھے۔ بتاریخ یکم رمضان المبارک ۱۱۹۰ھ (۱۷۷۶ء) کو پیدا ہوئے۔ اوائل میں اپنے والد مولوی عبدالمغنی قدس سرہ' سے درسی کتابیں پڑھیں اور آخر کی کتابیں آپ نے مفتی برکت اللہ عظیم آبادی شاگرد مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھ کر فاتحہ فراغ پڑھی اور قرآن شریف حفظ فرمایا۔ آپ مرید و خلیفہ اجل حضرت مخدوم شاہ حسن علی ابوالعلائی منعمی قدس سرہ' کے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بہت تھی۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں۔ منجملہ ان کے مواطن التنزیل وحل العقود ورسالہ تحریر مغالطہ وعامتہ الورود اور علاوہ اس کے چند حواشی بر صدرا وشرح مسلم وخیالی وتلویح ومثنیٰ ومنطق ہے۔ وفات آپ کی بتاریخ بست وچہارم شعبان شب چہار شنبہ ۱۲۷۲ھ (۱۸۵۶ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں سنگی مسجد سے اتر جانب پہلو میں اپنے والد کے ہے۔ آپ کی کوئی اولاد ذکور نہ تھی۔

۱۵۱۔ حضرت مولوی سید شاہ محمد وحیدالحق قدس سرہ'

آپ حکیم وجیہ الدین کے بیٹے تھے اور حکیم احمد اشرف پھلواروی بن شاہ رحیم الدرین

قدس سرہما کے پوتے تھے۔ اور حضرت شاہ محمد عبدالمغنی قدس سرہ‘ کے نواسے تھے۔
پیدائش آپ کی شب دوازدہم محرم بروز سہ شنبہ ۱۲۵۳ھ (۱۸۳۷ء) کو ہوئی۔ آپ نے علم
ظاہری و باطنی کل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی قدس سرہ‘ حاصل کیا اور بیعت طریقت بھی
آپ نے دست حق پرست پر مولانا کے کی اور بعد تکمیل باطنی خلعت و خلافت و اجازت سے
بھی مشرف ہوئے اور بعد وفات حضرت مولانا عبدالغنی قدس سرہ‘ آپ زیب دہ سجادہ ہوئے
آپ بھی بڑے ذاکر و شاغل بزرگ تھے اور آپ کے شاگردوں کی بھی تعداد بہت ہے۔ وفات
آپ کی بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۵ء) کو ہوئی۔ مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں پائیں
مزار مولانا شاہ عبدالغنی قدس سرہ‘ کے ہے۔

۱۵۲۔ مولوی معنوی شاہ محمد یحییٰ قدس سرہ‘

آپ مولوی شاہ ابوالحیات قدس سرہ‘ کے صاحبزادے تھے۔ شب پنجم ذی حجہ
۱۲۲۶ھ (۱۸۱۱ء) کو پیدا ہوئے۔ علم ظاہری اپنے چھوٹے چچا مولوی شاہ محمد حسین
قدس سرہ‘ سے پڑھا اور بیعت اپنے دادا حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ کے دست حق
پرست پر کی اور تعلیم و تربیت باطنی حضرت فرد الاولیاء قدس سرہ‘ سے حاصل فرما۔
خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے اور اپنے والد سے بھی اجازت و خلافت حاصل
فرمائی آپ نہایت ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ ذکر طاؤسی آپ کا مشہور ہے۔ آپ کا ہمیشہ
معمول تھا کہ بعد نماز فجر حضرت محبوب رب العالمین کے مزار پر تشریف لے جا کر اذکار
قلندریہ میں مشغول ہوا کرتے تھے۔ وفات آپ کی بتاریخ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۷ھ
(۱۹۰۰ء) کو ہوئی مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں در احاطہ حضرت تاج العارفین قدس
سرہ‘ واقع ہے۔

۱۵۳۔ حضرت شاہ سعد اللہ قدس سرہ'

آپ کے والد شاہ حمید الدین ابن شاہ سیف الدین قدس اسرار ہما سجادہ نشین خانقاہ فریدی مقام دیوریا کے تھے اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی اولاد سے تھے۔ شاہ جہاں کے زمانے میں خانقاہ دیوریا کے خرچ کے لئے تین سو روپیہ سے کچھ زائد آمدنی کی جائیداد بادشاہ کے جانب سے بذریعہ فرامین شاہی وقف کی گئی۔ حضرت شاہ حمید الدین قدس سرہ' کی شادی مقام نظام پور حضرت محمد شاہ بن میر محمد قدس اسرار ہما کی صاحبزادی سے ہوئی۔ اس رو سے حضرت تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ قدس سرہ' کے حضرت شاہ حمید الدین قدس سرہ' ہم زلف تھے۔

حضرت شاہ سعد اللہ قدس سرہ' کی شادی ان کی خالہ زاد ہمشیرہ یعنی حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کی صاحبزادی سے بمقام پھلواری ہوئی۔ شادی کے بعد سے حضرت سعد اللہ قدس سرہ' کی اقامت پھلواری میں رہی۔ آپ ۱۱۴۵ھ (۱۷۳۲ء) میں حضرت تاج العارفین قدس سرہ' کے دست حق پرست پر سلسلہ عمادیہ میں مرید ہوئے اور بعد تکمیل باطنی سلسلہ قلندریہ و اویسیہ وارثیہ وغیرہ دیگر اشغال و اوراد کی اجازت و خلافت عامہ سے مشرف ہوئے۔ آپ نہایت باکمال بزرگ تھے۔ وفات آپ کی چوتھی ذیقعدہ کو ہوئی مزار آپ کا قصبہ پھلواری میں ہے۔

۱۵۴۔ حضرت شاہ وعد اللہ قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ سعد اللہ قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ آپ نے گیارہویں ربیع الثانی ۱۱۱۴ھ (۱۷۰۲ء) کو بیعت طریقت دست حق پرست پر حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے کی اور اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ آپ حضرت شاہ نعمت اللہ قدس سرہ' کے اخص خلفاء میں تھے اور خواہر زادے حقیقی تھے۔ لوگوں کی تعلیم طریقت اور

اجرائے طریقہ کی طرف کبھی خیال نہ فرمایا۔ وفات آپ کی تاریخ ۲ ذیقعدہ بروز دو شنبہ ۱۲۴۸ھ (۱۸۳۳ء) کو ہوئی۔ مزار قصبہ پھلواری میں جانب پچھم مزار مولوی علی اکبر قدس سرہ کے ہے۔

۱۵۵۔ حضرت مولانا شاہ محمد نعمت مجیب قدس سرہ'

آپ مولوی اصطفی ابن شاہ و عداللہ ابن شاہ سعد اللہ فریدی قدس اسرارہم کے صاحبزادے اور مولوی شاہ محمد امام قدس سرہ' کے نواسے تھے۔ ۲۷ محرم الحرام ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) کو پیدا ہوئے۔ علم ظاہری میں شاگرد مولوی ابو تراب و مولوی محمد حسین قدس اسرارہما کے تھے اور حدیث کی سند اپنے حقیقی ماموں حضرت مولانا آل احمد بن مولانا محمد امام قدس سرہما درس حرم نبوی سے حاصل کی اکثر کتب درسیہ آپ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی موجود ہیں۔ بعض مقامات کے حواشی بھی ہیں۔ آپ کو اپنے والد ماجد مولانا شاہ اصطفی قدس سرہ' سے فریدیہ فردوسیہ اشرفیہ و دیگر سلاسل کی اجازت حاصل تھی۔ بیعت آپ کو اپنے چچیرے نانا حضرت شاہ محمد ابوالحسن فرد قدس سرہ' سے تھی اور حضرت مولانا شاہ محمد ہادی قدس سرہ' سے خاندان جنیدیہ جمالیہ کے جمیع اذکار و حضرت مولانا محمد مخدوم قدس سرہ' کے جمیع سلاسل کی اجازت حاصل تھی اور مولانا نور احمد قدس سرہ' کے ذریعہ سے آپ کو مولانا محمد امام قدس سرہ' کے طریقہ کی اور باہر کے بعض بزرگوں سے سلسلہ صابریہ، چشتیہ و حزب البحر وغیرہ کی اجازت ملی تھی۔ آپ کا حلقہ درس و تدریس بہت وسیع تھا۔ دور دور کے طلبا فیض یاب ہوتے تھے۔ مجاہدہ و ریاضت میں آپ کی ذات بے نظیر تھی۔ اکثر صوم وصال رکھا کرتے تھے۔ راتوں کو بہت کم سوتے تھے۔ غربا و مساکین کو بہت دوست رکھتے تھے۔ سب و شتم سے احتراز تھا۔ آپ کے حلم کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عین خطبہ کی حالت میں ایک مفسد نے آپ کے ہاتھ سے خط چھین لینے کی کوشش کی لیکن آپ نے اس سے کچھ تعرض نہ فرمایا۔ وفات آپ کی ۷ شوال بروز یک شنبہ وقت غروب آفتاب ۱۳۰۵ھ

(۱۸۸۸ء) کو ہوئی اور احاطہ میں حضرت مخدوم جنید ثانی قدس سرہ‘ کے بمقام پھلواری دفن ہوئے۔

۱۵۶۔ حضرت مولانا حاجی شاہ صفت اللہ قدس سرہ‘

آپ مولوی اصطفی بن شاہ وعد اللہ قدس اسرار ہما کے منجھلے صاحبزادے اور مولوی محمد امام قدس سرہ‘ کے نواسے تھے۔ ۲ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۵ء) کو آپ پیدا ہوئے۔ علم ظاہری میں ابتدائی کتابیں مولوی شرف الدین قدس سرہ‘ سے پڑھ کر لکھنو تشریف لے گئے اور مولانا عبدالحکیم و مولانا نعیم رحمتہ اللہ علیہ سے درسیات تمام کیں اور علم ریاضی جناب مولانا معین الدین کراوی سے حاصل کیا اور علوم باطنیہ میں بھی پوری پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ بیعت و تعلیم باطنی آپ کی حضرت شاہ ابو تراب، آشنا قدس سرہ‘ سے ہوئی اور بعد تکمیل باطنی کے اجازت و خلافت بھی آپ کو حضرت ابو تراب قدس سرہ‘ سے حاصل ہوئی۔ آپ بڑے ذاکر و شاغل و صاحب حال بزرگ تھے۔ آپ کا بھی برابر درس و تدریس کا مشغلہ رہا۔ وفات آپ کی بتاریخ ۵ صفر ۱۳۲۲ھ (۱۹۰۴ء) کو ہوئی۔ مزار بمقام پھلواری ہے۔

۱۵۷۔ حضرت مولانا حاجی شاہ اشرف مجیب قدس سرہ‘

آپ حضرت مولوی شاہ اصطفی قدس سرہ‘ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ پیدائش آپ کی ۲۸ شوال بروز یک شنبہ ۱۲۵۲ھ (۱۸۳۷ء) کو ہوئی۔ علم ظاہری آپ نے مولوی شاہ محمد حسین قدس سرہ‘ سے اور اپنے بھائی مولانا شاہ نعمت مجیب قدس سرہ‘ اور صحاح ستہ اپنے بڑے ماموں حضرت مولانا شاہ آل احمد محدث مہاجر مدنی سے حرفاً حرفاً پڑھ کر سند حدیث حاصل فرمائی۔ اور بیعت و تعلیم باطنی حضرت مولوی شاہ علی سجاد قدس سرہ‘ سے حاصل کی۔ اجازت و خلافت بھی جمیع سلاسل مجیبیہ کی حضرت ممدوح سے حاصل ہوئی اور

خرقہ آپ کو حضرت شاہ علی حبیب قدس سرہ' نے پہنایا۔ آپ بھی بڑے ذاکر و شاغل اہل دل بزرگ تھے۔ آپ کی کیفیت کا اثر غیروں پر بھی ہوتا تھا۔ آپ نے ایک خانقاہ علیحدہ بنوائی اور اس کا نام خانقاہ فریدی رکھا۔ جس کو عوام چھوٹی خانقاہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ وفات آپ کی ۹ شعبان ۱۳۱۴ھ (۱۸۹۶ء) کو ہوئی۔ مزار قصبہ پھلواری میں اپنی خانقاہ کے احاطہ میں واقع ہے۔ آپ کے ذریعے سے سلسلے کی اشاعت بہت ہوئی۔ مریدین و مسترشدین کی تعداد کثرت سے تھی۔ زیادہ مریدان آپ کے بنارس میں ہیں۔

آپ کو کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے آپ نے حضرت مولوی شاہ عبید اللہ ابن مولانا شاہ نعمت مجیب قدس سرہ' کو پرورش کر کے اپنا ولی عہد کیا اور فاتحہ چہارم کے بعد مولوی شاہ عبید اللہ قدس سرہ' آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ سے بھی اشاعت سلسلہ بہت ہوئی۔ بنارس اور بتیا میں آپ کے مریدان کی کثرت ہے۔ حضرت شاہ عبید اللہ قدس سرہ' نے بتاریخ ۳ شعبان بروز دوشنبہ ۱۲ بجے ۱۳۴۷ھ (۱۹۲۹ء) کو وفات فرمائی۔ ان کے صاحبزادے مولوی شاہ نعمت سلمہ اللہ تعالیٰ بروز عرس حضرت شاہ اشرف مجیب قدس سرہ' بتاریخ ۱ شعبان سجادہ نشین کے گئے اور ان سے سلسلہ رشد و ارشاد جاری ہے۔

۱۵۸۔ داناپور

داناپور صوبہ بہار میں سادات کرام کی سب سے قدیم بستی ہے۔ حضرت مخدوم شاہ شعیبؒ خلیفہ وابن عم حضرت مخدوم جہاں شاہ شرف الدین بہاری قدس سرہ‘ نے جنہیں چھ سو برس کا زمانہ ہوا اپنی تصنیفات میں یہاں کے بزرگوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت مخدوم شعیب قدس سرہ‘العزیز اکثر یہاں کی خانقاہ میں تشریف لاتے تھے بعض جگہ آپ نے یوں تحریر فرمایا ہے ”بابزرگان داناپور صحبت داشتم“ بعض جگہ یوں فرمایا ہے ”منیر سے شیخ پورہ جانے میں اکثر ہیں داناپور میں مقیم ہو کر عزیزوں کے دیدار سے محظوظ ہوا۔“ باوجود نعمت باطنی کے دولت ظاہری سے بھی یہ خاندان برابر آراستہ رہا ہے۔ چنانچہ یہاں کے اکثر بزرگوں کو منصب وزرات حاصل تھا اور عہدہ قضا مدت دراز تک مسلسل کئی پشتوں تک اس خاندان میں قائم رہا۔ اس خاندان کے تمام بزرگان نسلاً بعد نسل چشتی ہیں اور تقریباً چار سو برس سے اس خانقاہ کو حضرت مخدوم فرید طویلہ بخش چشتی نظامی قدس سرہ‘ سے بھی بواسطہ حضرت مخدوم احمد چشتی نو آبادی قدس سرہ‘ انتساب حاصل ہے۔ چنانچہ اس خانقاہ میں اب سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔ بڑے بڑے اولیائے عظام و مشائخ کرام و علمائے عالی مقام اس پاک حلقہ میں آسودہ ہیں۔ اکثر سلاطین و شاہان ہند کو اس خانقاہ سے نسبت خادمیت حاصل تھی۔ چند اخیر کے سجادگان کے حالات ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۵۹۔ حضرت مخدوم میر سید شاہ جہانگیر رضوی چشتی قدس سرہ'

آپ صاحبزادے حضرت مخدوم سید اکبر رضوی چشتی قدس سرہ' کے ہیں۔ اپنے والد ماجد کے بعد سجادہ چشتیہ داناپور کو اپنے فیض انوار سے معمور کر دیا۔ حضرت مخدوم فرید گنج بخش قدس سرہ العزیز کا سلسلہ اس خاندان سے اول اول آپ ہی کو پہنچا ہے اور سلسلہ قادریہ وغیرہ میں اپنے والد حضرت مخدوم سید اکبر چشتی داناپوری اور اپنے نانا حضرت مخدوم عبدالمجید چشتی نوآبادی قدس اسرار ہما کے خلیفہ کامل واکمل تھے ہزارہا طالبان خدا آپ کے فیض صحبت سے منزل مقصود کو پہنچے۔ آپ کا مزار مبارک خاص حلقہ داناپور میں ہے۔

۱۶۰۔ حضرت مخدوم سید محامد رضوی چشتی قدس سرہ'

آپ حضرت مخدوم سید جہانگیر قدس سرہ' کے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد ماجد کے بعد زیب دہ سجادہ عالیہ چشتیہ داناپور ہوئے۔ آپ مثل اپنے والد ماجد کے عارف کامل و شیخ مکمل تھے۔ ایک عالم آپ کے فیضان باطنی سے مالامال ہوا۔ آپ کے خلفاء سے دو بزرگ بہت کامل واکمل ہوئے ہیں۔ اول آپ کے نواسے وسجادہ نشیں حضرت سید شاہ محمد یٰسین چشتی داناپوری دوم آپ کے خسر زادے حضرت سید شاہ محمد اعظم عرف شاہا ابن حضرت سید محمد قدس اسرار ہما نوآبادی۔ آپ کا وصال داناپور میں ہوا اور اپنے والد کے پہلو میں آسودہ ہیں۔

۱۶۱۔ حضرت سید محمد باصر بن سید حسینی قدس اسرارہما

آپ کی ولادت حسب قول صاحب کنزالانساب ۱۰۱۰ھ (۱۶۰۱ء) میں ہوئی۔ آپ سید حسینی قدس سرہ' کے صاحبزادہ اور سید محامد قدس سرہ' کے خویش تھے۔ معظم شاہ بن شاہ عالمگیر کے ارا کین خاص سے تھے ایک عمر ان کے ساتھ بسر فرمائی۔ پھر اتفاق علیحدگی کا ہوا۔ جب معظم بادشاہ ہوا تو اس نے آپ کو خدمت وزارت عطا کی لیکن بہ سبب پیری کے معذرت کی۔ آپ اپنے والد سید حسینی قدس سرہ' سے اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ میں کہ حضرت سید محمد کالپی سے نسلاً بعد نسل ملتا ہے، مرید ہوئے اور بعد تکمیل باطنی خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ مزار مبارک داناپور میں ہے۔

۱۶۲۔ حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ محمد باصر قدس سرہ' کے فرزند رشید تھے اور سید شاہ محامد بن سید شاہ جہانگیر رضوی قدس اسرارہما کے نواسے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی حسب قول صاحب کنزالانساب ۵ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۶ء) کو ہوئی۔ اپنے نانا کے بعد رونق افزائے سجادہ چشتیہ داناپور ہوئے۔ آپ کی تمام عمر مثل اپنے بزرگوں کے عبادت و ریاضت میں گزری۔ بیعت و تربیت و اجازت خلافت آپ کو اپنے نانا سے حاصل تھی۔ آپ بڑے رفیع الحال عالی مقام شیخ کامل و اکمل تھے۔ آپ کی رشحات فیض سے بے شمار طالبان خدا سیراب ہوئے۔ اکثر سلاطین بغایت آپ کے معتقد تھے۔ چنانچہ شاہ عالم بادشاہ دہلی آپ کی قدم بوسی کے اشتیاق میں داناپور آپ کے وصال کے بعد پہنچا اور کئی روز خانقاہ میں قیام رہا اور آپ کے مزار مبارک سے آنکھیں ملیں۔

حضرت مخدوم شاہ محمد یٰسین قدس سرہ' کا ایک دانت ٹوٹ گیا تھا جو آپ نے اپنے

صاحبزادے حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ' کو یہ فرما کر دیا تھا کہ عنقریب شہنشاہ ہند تمہارا مہمان ہو گا۔ یہ دانت اس کو نذر دے دینا۔ چنانچہ جب شاہ عالم یہاں خانقاہ میں حاضر ہوا تو حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ' نے حسب فرمان اپنے والد ماجد کا دانت بادشاہ کی خدمت میں نذر کیا۔ بادشاہ نے اسے بوسہ دیکر اپنے تاج میں رکھا۔ بے شمار آپ سے خرق عادات و کرامات صادر ہوئے۔

آپ کے دادھیالی و ننھیالی بزرگان اکابروں سے تھے۔ آپ کا جدی نسب حضرت امام باقر علیہ السلام سے ملتا ہے اور ننھیالی نسب حضرت امام علی رضا ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملتا ہے۔ آپ کے اجداد سے حضرت سید شاہ اسحاق لاہوری قدس سرہ' تھے کہ حضرت ابو نصر بن عبدالرزاق بن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء عظام سے تھے اور آپ کے بعد کے اجداد حضرت سید محمد گیسودراز کالپی تھے کہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے خلفاء سے تھے اور شہر کالپی میں مدفون ہیں اور یہ علاوہ ان کے ہیں جو کہ دکن میں بمقام گلبرگہ مدفون ہیں اور ان کے والد حضرت سید جمال کالپی خلیفہ حضرت سلطان جی نظام الدین بدایونیؒ کے تھے اور ان کے والد حضرت سید علاء الدین خلیفہ بابا فرید شکر گنج کے تھے اور آپ کے اجداد فاسد سے حضرت قاضی سید عبدالفتاح عرف سید بڑے تھے کہ نورالدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں پرگنہ پھلواری کے قاضی تھے اور سکونت داناپور محلہ پھلواری میں جو محلہ شاہ صاحبان کے نام سے مشہور ہے اختیار کی۔ آپ کو لوگ قاضی بڈھے بھی کہتے ہیں۔ الغرض عہدہ قضائی پشت مابعد بھی اسی خاندان میں رہا اور اس کے بعد خاندان نبی پور پھلواری میں آیا۔

وفات حضرت شاہ یٰسین قدس سرہ' ۳۰ ربیع الثانی ۱۱۷۲ھ (۱۷۵۸ء) کو ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا پائیں میں اپنے نانا قدس سرہ' کے بمقام داناپور زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

۱۶۳۔ حضرت سید شاہ ولی اللہ قادری چشتی قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ محمد یٰسین داناپوری کے صاحبزادے تھے۔ ولادت آپ کی ۱۱۳۴ھ (۱۷۲۱ء) میں ہوئی(۱)۔ آپ نے والدین ونانا کے آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ بیعت و تربیت و خلافت آپ کو اپنے نانا حضرت مخدوم سید شاہ محمد مبارک نوآبادی قدس سرہٗ سے حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شاہ محمد یٰسین چشتی قدس سرہٗ کے حلقہ تربیت وارشاد میں حاضر رہ کر مراتب عالیہ کو پہنچے اور بعد وصال اپنے والد کے زیب دہ سجادہ عالیہ چشتیہ داناپور ہوئے۔ ہزارہا طالبان آپ کے حلقے میں رہ کر فیض یاب ہوئے۔

بنگال ومرشد آباد میں آپ کے مریدان کثرت سے تھے۔ اکثر سلاطین وامراء آپ سے فیض یاب ہوئے۔ نواب جعفر علی خاں والی صوبہ بہار وبنگال آپ کے حلقہ تعلیم میں عرصہ تک خانقاہ شریف میں حاضر رہے۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی نے چند مواضعات واسطے خرچ خانقاہ کے وقف کئے تھے۔ جس کا بہت بڑا حصہ انگریزوں نے جناب حضرت شاہ غلام حسین قدس سرہٗ سے بلا معاوضہ واسطے کمپ بنانے کے لے لیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ عارفہ کاملہ بی بی دولت جہاں بنت حضرت مخدوم شاہ محمد مبارک نوآبادی قدس سرہما کا مزار مبارک بھی داناپور میں محل اجابت دعا ہے۔ آپ نے بتاریخ ۲۳ جمادی الثانی ۱۱۸۵ھ (۱۷۷۱ء) کو وفات پائی اور اپنے والد کے قریب بمقام داناپور دفن ہوئے۔

(۱) حسب قول صاحب کنز الانساب ۱۰۹۷ھ (۱۶۸۵ء) میں ولادت ہوئی۔

۱۶۴۔ حضرت سید شاہ غلام حسین چشتی خضری المنعمی داناپوری قدس سرہٗ

آپ فرزند اکبر حضرت سید شاہ والی اللہ قدس سرہٗ کے تھے۔ ولادت باسعادت اپنی

ننھیال بمقام کش گنج کھگڑہ دسویں محرم ۱۱۶۸ھ (۱۷۵۴ء)(۱) کو ہوئی۔ ماہ محرم میں
پیدائش کے سبب سے آپ کا نام غلام حسین رکھا گیا۔ چار سال کی عمر میں آپ کے جد مجد
حضرت سید شاہ محمد یٰسین قدس سرہ العزیز نے خود مکتب پڑھایا اور اپنی زبان مبارک حضرت
کے منہ میں دے دی و نیز اپنے دست مبارک سے شیرینی کھلائی۔ حضرت مخدوم شاہ محمد
یٰسین قدس سرہٗ نے اپنے تمام اعزہ کو آپ کی ولادت کی خبر دی تھی اور فرمایا کہ یہ لڑکا بادشاہ
کی گود میں بیٹھے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شاہ عالم بادشاہ جب حضور میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس
سرہٗ کے حاضر ہوا تو آپ کو گود میں اٹھالیا۔ اس وقت آپ کی عمر چار برسوں کی تھی۔ آپ کم
عمر ہی تھے کہ آپ کے والد کا وصال ہو گیا۔ جب سن شعور کر پہنچے تو حضرت سید شاہ قطب
الدین عرف شاہ بساون منعمی کورجی قدس سرہٗ آپ کے پھوپھا نے آپ کو ہونہار دیکھ کر
حضرت مخدوم محمد منعم قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر ہونے کا شوق دلایا اور خدمت اقدس
میں حضرت کی آپ کو لے کر حاضر ہوئے۔ حضرت مخدوم نے آپ کو دیکھتے ہی دست
مبارک بڑھا کر بیعت لینی چاہی کہ دفعتاً حضرت خواجہ خواجگان معین الدین چشتی اجمیری نے
بصورت مثال تشریف لائے اور حضرت مخدوم سے فرمایا کہ اس لڑکے کی بیعت میرے
سلسلہ میں لو۔ چنانچہ حضرت مخدوم نے آپ کی بیعت سلسلہ عالیہ چشتیہ خضریہ میں لے
کر اسی وقت تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ مگر سلسلہ آبائی چونکہ آپ کو اپنے
والد سے نہ پہنچ سکا تھا۔ اس لئے مخدوم شاہ محمد مبارک نوآبادی قدس سرہٗ نے اپنے خلیفہ
حضرت شاہ محمد مقیم نوآبادی قدس سرہٗ کو جو آپ کے والد کے پیر بھائی و خاص ننھیالی قرابت
میں تھے خواب میں ارشاد فرمایا کہ شاہ غلام حسین کو ان کے تمام سلسلے میں پہنچادو۔ چنانچہ
حضرت شاہ محمد مقیم قدس سرہٗ داناپور تشریف لائے اور کل سلاسل کی جس کے وہ مجاز تھے
اجازت بخشی اور حضرت شاہ غلام حسین قدس سرہٗ رونق بخش سجادہ چشتیہ داناپور ہوئے۔
آبائی خانقاہ کو آپ نے رونق بخشی۔ آپ کے مدارج و کمالات احاطہ تحریر سے باہر ہیں۔ آپ
کے بڑے بڑے خلفاء نامی و گرامی ہوئے۔ منجملہ ان کے آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت

سید شاہ وحید الدین فرزند اوسط حضرت سید شاہ فرید الدین احمد اور آپ کے بھتیجے حضرت مخدوم سید شاہ یحییٰ علی نو آبادی خلیفہ اکمل حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس اسرارہم اور پوتوں میں حضرت سید شاہ فدا حسین و سید شاہ کاظم حسین و حضرت سید شاہ عطا حسین قدس اسراہم آپ کے خلفائے عظام سے تھے۔ وصال آپ کا تاریخ ۲۰ محرم الحرام ۱۲۵۴ھ (۱۸۳۸ء) کو ہوا۔ مزار مبارک محلہ شاہ ٹولی مقام داناپور میں زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے۔

(۱) تاریخ الخلفائے عرب و اسلام از مولانا شاہ کبیر داناپوری میں صفحہ ۶۹۷ پر ۱۱۶۹ھ درج ہے۔

۱۶۵۔ حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین قدس سرہ'

آپ فرزند کلاں حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہ' کے تھے۔ ولادت باسعادت آپ کی ماہ رمضان المبارک ۱۱۹۰ھ (۱۷۷۶ء) میں ہوئی۔ آپ کو، آپ کے والد نے بغرض حصول علم ظاہر بوجہ محبت قلبی حضور میں حضرت غوث الدہر شیخ الکاملین مولانا حافظ سید شاہ محمد ظہور الحق محدث پھلواری، صاحب سجادہ حضرت مولانا شاہ عماد الدین قلندر پھلواروی قدس اسرارہما کے سپرد فرمایا۔ اس وقت آپ کی عمر بارہ برس کی تھی۔ تھوڑے ہی عرصے میں تمام علوم دینیہ آپ سے حاصل فرما کر سند حدیث کی حاصل فرمائی۔ اسی عرصے میں حضرت مولانا قدس سرہ' کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ عمادیہ میں بیعت بھی حاصل کی اور بعد فراغ علم ظاہری اپنے والد ماجد قدس سرہ' سے خاندانی نعمتیں حاصل کیں اور مشرف بخلافت ہوئے اور پھر جناب حضرت خواجہ ابوالبرکات نقشبندی ابوالعلائی عظیم آبادی قدس سرہ' سے تکمیل ابوالعلائیت فرمائی اور شرف خلافت سے بھی ممتاز ہوئے۔ ایام جوانی میں آپ ایک معزز عہدہ قبول فرما کر دس برس الہ آباد میں مقیم رہے بالآخر اس عہدہ سے مستعفی ہوئے۔ اسی اثناء میں آپ نے جناب حضرت شاہ محمد مہدی سید پوری خلیفہ حضرت شیخ المشائخ شاہ ابوالمعالی قدس اسراہما سے سلسلہ حضرت محمد افضل الہ آبادی قدس سرہ' کی اجازت بھی حاصل فرمائی۔ آپ اپنے زمانے کے ایک مستند و مسلم

الثبوت شیخ وقت اور خوشنویس تھے۔ آپ کا سلسلہ آپ کے حقیقی خواہر زادے و خلیفہ
حضرت شاہ محمد واجد نقشبندی ابوالعلائی قدس سرہ' سے خوب جاری ہوا۔ آپ نے ۱۲۷۲ھ
(۱۸۵۵ء) میں وصال فرمایا اور داناپور میں آسودہ ہیں۔

۱۶۶۔ حضرت سید شاہ فرید الدین قدس سرہ'

آپ فرزند دوم حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہ العزیز کے ہیں عارف کامل و
شیخ وقت تھے۔ بعد وصال حضرت والد ماجد کے سجادہ نشین ہوئے۔ بیعت وارشاد آپ کو
طریقہ قادریہ سلسلہ ابوالعلائیہ میں اپنے والد ماجد سے تھی۔ بعد تکمیل مدارج اجازت و
خلافت بھی آپ کو اپنے والد ماجد سے حاصل ہوئی۔ مگر نعمت فیضان ابوالعلائیہ اور اکثر بزرگان
خاندانی سے بھی پہنچا ہے۔ وفات آپ کی ۱۵ محرم الحرام ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء) کو ہوئی اور پہلو
میں اپنے والد کے بمقام داناپور آسودہ ہیں۔

۱۶۷۔ حضرت سید شاہ سلطان احمد قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ' کے فرزند سیوم تھے۔ ۱۲۰۵ھ
(۱۷۹۰ء) میں بمقام داناپور پیدا ہوئے۔ تعلیم و تربیت و علم ظاہر اپنے والد بزرگوار سے
حاصل کرتے رہے۔ اسی اثناء میں دعوت اسماء الٰہی اعمال کا بھی شوق رہا۔ سولہ برس کے سن
میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' کے حوالے
کیا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی۔
صحبت شریف میں حاضر رہ کر تعلیم و تربیت باطنی طریقہ ابوالعلائیہ سے فیض یاب ہوتے
رہے۔ عرصہ قلیل میں نسبت استعداد وافر و صفائی باطنی صاحب نسبت و حال ہو کر مشرف بہ
خلافت ہوئے۔ آپ کا سن ابھی اٹھارہ ہی سال کا تھا کہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ'

نے وفات پائی۔ بعد وفات حضرت مخدوم آپ کے دل میں کسب معاش کا خیال پیدا ہوا۔ مظفر پور میں عہدہ نظارت پر مامور ہوئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' نے عالم رویا میں فرمایا کہ عزیز تحصیل دنیاوی میں اس قدر مشغول ہو گئے۔ نعمات باطنیہ کے حاصل کرنے کا یہی وقت ہے۔ آپ نے اس واقعہ کے بعد فوراً ترک ملازمت کی اور داناپور تشریف لاکر ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہوئے اور اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں حاضر رہنے لگے۔ اسی زمانہ میں اپنے والد بزرگوار سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہوئی۔ جب سن تیس سال کا ہوا تو حاکم وقت کے اصرار پر دوبارہ مقام چھپرہ میں عہدہ نظارت قبول فرمایا اور چھ سال تک برابر اس منصب کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پانچویں ذی الحجہ روز یکشنبہ ۱۲۴۱ھ (۱۸۳۶ء) کو کسی نے کھانے میں زہر دیا۔ آپ کو آموں سے بہت ذوق تھا۔ آموں میں بھی زہر دیا گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد منہ اور ناک سے خون جاری ہوا اور دوسرے روز شام تک جاری رہا۔ شب سہ شنبہ کو رحلت فرمائی۔ اس سے قبل آپ کو خواب میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اے عزیز تیری جگہ میرے پائیں میں ہے اس خواب کی اطلاع اپنے والد کو دی۔ حضرت والد نے بلا تامل تعبیر فرمایا کہ ایسا خواب جو شخص دیکھے وہ زہر سے شہید ہوگا۔ چنانچہ اس خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ علالت کی خبر سن کر داناپور سے لوگ عیادت کو چھپرہ گئے تھے۔ بعد انتقال نعش مبارک چھپرہ سے داناپور لے آئے اور تکفین و تدفین ہوئی۔ انہیں کے فرزند حضرت شاہ عطا حسین قدس سرہ' تھے۔ جنھوں نے داناپور سے گیا میں سکونت اختیار کی اور ان کے پڑپوتے جناب شاہ حسین الدین صاحب مدفیوضہ آپ کے سجادہ نشین ہیں اور ان سے فیض جاری ہے۔

۱۶۸۔ حضرت حکیم سید شاہ مراد علی قدس سرہ'

آپ فرزند اصغر حضرت سید شاہ غلام حسین داناپوری قدس سرہ' کے تھے ولادت آپ

کی ۱۲۰۸ھ (۱۷۹۳ء) میں ہوئی۔ کل ابتدائی کتابیں عربی فارسی کی حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ سے پڑھیں اور انتہائی کتابیں مولانا شاہ مسافر علیہ الرحمۃ سے تمام کیں۔ علم طب حکیم حافظ غلام نبی خاں (۱) مرحوم سے حاصل کیا اور خوشنویسی و مشق ہفت قلم منشی سید شاہ محمد خلیل سے سیکھی۔ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ کے حضور میں حاضر ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں بیعت کی اور حسب سپردگی حضرت خواجہ قدس سرہٗ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ کی صحبت میں حاضر ہو

کر مشق سلوک کرنے لگے۔ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ اکثر ارشاد فرماتے کہ میں نے برادرم سید مراد علی کی تعلیم میں بہت محنت کی ہے۔ تعلیم اذکار و اشغال مراقبہ و توجہ سے اور حقائق و دقائق عرفان سے آگاہ کر کے سینہ برادر موصوف کا نعمتوں سے معمور کر دیا ہے۔ اور حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت دلا کر خود بھی اپنی جانب سے اجازت و خلافت دی اور آپ کو اجازت و خلافت اپنے والد سے بھی تھی۔ اور فیض باطن حضرت سید شاہ سلطان احمد قدس رہ سے بھی تھا۔ کل صفات حمیدہ سے آپ متصف تھے۔ علاوہ ازیں طبیب حاذق، خوشنویس بے بدل، ناظم و ناثر معمور الکیف صاحب التاثیر صاحب النسبت تھے۔ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے تھوڑی دیر میں متاثر ہوتے۔ وقت کا انضباط بہت تھا اور معمولات درود و ظائف میں کبھی فرق نہ آتا۔ مطب بھی کرتے درس و تدریس کا بھی شغل تھا۔ خوشنویسی کی تعلیم بھی ہوتی رہتی تھی۔ آخر زمانہ میں زیادہ تر مراقبہ و اشغال وغیرہ کی جانب متوجہ رہے اور بہت کم لوگوں سے ہمکلام ہوتے۔ باون برس کی عمر میں ۷ رجب المرجب ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کو واصل بحق ہوئے۔ مزار محلہ شاہ ٹولی مقام داناپور میں ہے۔

(۱) حافظ غلام نبی خاں مرید و مسترشد حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے تھے۔

۱۶۹۔ حضرت حکیم سید شاہ کاظم حسین قدس سرہٗ

آپ حضرت مولانا حکیم سید شاہ مراد علی قدس سرہٗ کے فرزند نخستین(۱) تھے۔ آپ نے علم ظاہری و فن خوشنویسی اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے حاصل کیا۔ فن طب میں حضرت حکیم مولوی محمد وصی قدس سرہٗ پھلواروی کے شاگرد خاص تھے اور بیعت و اجازت خلافت سب کچھ آپ کو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہٗ العزیز سے طریقہ عالیہ چشتیہ میں حاصل تھی۔ آپ جامع علوم ظاہر و باطن بزرگ تھے۔ قریب قریب تمام مطب کا خرچ فی سبیل اللہ تھا۔ مریضوں پر بے انتہا شفقت فرماتے اور پیادہ پا دیکھنے کو تشریف لے جاتے۔ فیس کے نام سے نفرت تھی اور کریم النفس منکسر المزاج ایسے کہ اپنے چھوٹوں کو خود سلام کرتے۔ حضرت سید شاہ فدا حسین قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا تو بالاتفاق جمہور قرابت مندان، سجادہ نشین سجادہ چشتیہ داناپور ہوئے اور ہدایت خلق آپ سے متعلق ہوئی۔ انکسار سے آپ کسی کی بیعت نہیں لیتے تھے۔ مگر چند معتقدین جن کو غایت درجہ کی عقیدت تھی، بہت گرویدہ ہو کر آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ وفات آپ کی ۲۱ رجب المرجب ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) کو ہوئی اور اپنے والدین کے پہلو میں بمقام داناپور آسودہ ہیں۔

(۱) اول

۱۷۰۔ حضرت سید شاہ شرف الدین رضوی قدس سرہٗ

آپ حضرت حکیم سید شاہ کاظم حسین قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند تھے۔ علم ظاہر اپنے والد ماجد اور دیگر استادوں سے حاصل کیا اور بیعت و تعلیم و ارشاد و اجازت و خلافت سب کچھ آپ کو اپنے والد ماجد قدس سرہٗ سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ و سلسلہ عالیہ

ابوالعلائیہ میں حاصل تھی۔ ابتدا میں آپ کو جذبیہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ مگر شیخ کی توجہ سے وہ کیفیت جاتی رہی۔ بعد وصال اپنے والد ماجد قدس سرہ' کے ۱۲۹۹ھ (۱۸۸۲ء) میں رونق بخش سجادہ چشتیہ داناپور ہوئے۔ اس وقت سے آپ کلیتاً گوشہ نشین ہو گئے اور مخلوق سے متنفر ہونے لگے۔ عمر بھر عمدہ پوشاک و عمدہ غذا سے پرہیز رہا۔ کھانا ایک وقت تناول فرماتے اور اکثر وہ بھی ناغہ ہو جاتا۔ آپ ہر وقت مصلے پر مغموم و محزوں رہا کرتے تھے۔ بیعت لینے سے احتراز کلی تھا۔ چنانچہ ابتدائے سجادگی سے تا روز وصال آپ نے کسی کی بیعت نہیں لی، الا اپنے ایک عزیز سید شاہ محمد قائم رضوی (۱) جو رشتہ میں پوتے ہوتے ہیں اور جنہیں وہ بہت عزیز رکھتے تھے۔ قریب وقت وصال طلب فرما کر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت لی اور اسی وقت اجازت خلافت عطا فرمائی اور خلافت نامہ مثالی تحریر کرا کر دستخط سے مزین کیا اور عزیز مذکور الصدر کو اپنے چند اعزہ کے سامنے تفویض فرمایا۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۴۴ھ (۱۹۲۶ء) کو بوقت چاشت رحلت فرمائی اور پائیں میں اپنے جد امجد کے مدفون ہوئے آپ کے بعد جناب سید شاہ محمد قائم صاحب ممدوح آپ کے جانشین ہیں۔

(۱) ۲۸ جمادی الاول ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) کو پیدا ہوئے۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ آپ کا تخلص قتیل ہے۔ اردو شاعری میں مولانا سید امیر حسن بیدر آروی، جانشین علامہ صفیر بلگرامی، کے شاگرد ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد کثیر ہے۔ کچھ کے نام ذیل میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

(۱) ساغر کیف، دیوان فارسی۔ اس کے علاوہ اردو کی کتابیں۔ (۲) رباعیات خاص (۳) انتساب الاخیار (۴) اذکار الابرار (۵) خزینۃ الانوار (۶) نور مجسم (۷) مصلح آخرت (۸) ظہور انوار (۹) نور علی نور (۱۰) سید العرب والعجم (۱۱) محاربہ اشتہار آرہ (۱۲) راوی علم غیب (۱۳) مناظرہ میلاد افزا (۱۴) ذبح عظیم (۱۵) بارہ شہزادے (۱۶) کفر یزید (۱۷) مشکوٰۃ حقیقت (۱۸) تضمین جمیل بر خیر السبیل (۱۹) مسئلہ مرغوب خورد (۲۰) مسئلہ مرغوب کلاں (۲۱) تاریخ سلف (۲۲) ظل نجات (۲۳) اخوان بد خصال (۲۴) تحتر فرق (۲۵) تجلیات قتیل، دیوان اردو (۲۶) گنجینہ قتیل مع ضیاء العروض (۲۷) شجرات گل افشاں۔ ان کے علاوہ آٹھ کتابیں انگریزی زبان میں ہیں۔ آپ کے انتقال کے بعد شاہ محمد طلحہ رضوی تخلص برق آپ کے صاحبزادے جانشیں ہوئے۔

نمونہ کلام:۔

کھینچ ہی لیتا ہے تصویر جمال معنی قلم اہل سخن خامہ بہزاد نہ ہو
رنگ وزیر و بندش ناسخ ہو اے قتیل سکہ وہاں چلاؤں جہاں چل سکا نہ ہو

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد چہارم۔

۱۷۱۔ حضرت سید شاہ فدا حسین چشتی قدس سرہ'

آپ فرزند اکبر حضرت سید شاہ فرید الدین داناپوری قدس سرہ' کے ہیں بعد اپنے والد کے سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ داناپور ہوئے۔ ولادت آپ کی ربیع الاول ۱۲۳۰ھ (۱۸۱۵ء) میں ہوئی۔ بیعت وخلاف وارشاد آپ کو اپنے جد امجد حضرت سید شاہ غلام حسین چشتی قدس سرہ' سے تھی اور تعلیم وارشاد و تکمیل سلسلہ ابوالعلائیہ میں حضرت سید شاہ محمد قاسم داناپوری، نواسہ حضرت سید شاہ غلام حسین قدس اسرارہما سے حاصل ہوئی آپ بھی نہایت منکسر المزاج بزرگ تھے۔ جو شخص آپ کے پاس بیعت حاصل کرنے آتا اس کو دوسرے بزرگوں کے سپرد فرمادیتے مگر باایں ہمہ اکثر اعزہ کو آپ سے شرف بیعت وارشاد حاصل تھا۔ ۱۲ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء) کو سجدے کی حالت میں فالج آیا اور اسی روز چند گھنٹے کی علالت میں واصل بحق ہوئے حسب وصیت نعش مبارک آپ کی داناپور سے منیر لائی گئی اور پہلو میں حضرت شاہ محمد قاسم داناپوری وپائیں مزار حضرت مخدوم یحیٰ منیری قدس اسرارہما کے مدفون ہوئے۔

۱۷۲۔ حضرت شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ ولی اللہ داناپوری قدس سرہ' کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ ولادت آپ کی ۱۵ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ (۱۷۶۰ء) کو ہوئی جب سن شریف آپ کا نو سال کا ہوا تو والد ماجد نے آپ کے رحلت فرمائی۔ علم ظاہر کی تعلیم وتربیت آپ کے بڑے

بھائی سید شاہ غلام حسین قدس سرہ سے ہوئی عالم شباب میں وضع جوانانہ سپاہیانہ رکھتے تھے۔ امیروں کی صحبت میں رہنے کا اکثر اتفاق ہوا۔ نواب شجاع الدولہ اور نواب آصف الدولہ کے زمانے میں عرصہ تک مشیر سلطنت رہے۔ نواب وزیر علی خاں کے زمانہ ادبار میں انہیں کے ایما سے راجگان علاقہ ناگپور کے یہاں چلے آئے۔ لیکن تمام ہم چشموں میں ممتاز رہے۔ جب اٹھائیس برس کے ہوئے تو حضرت مولانا سید شاہ حسن رضا قدس سرہ‘(۱) سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت حاصل کی۔ حضرت بھی آپ کو عزیزانہ طور پر اپنی صحبت بابرکت میں رکھ کر تعلیم و تربیت سلسلہ منعمیہ ابوالعلائیہ کی فرماتے رہے۔ تھوڑے ہی عرصے میں مرشد کی عنایت سے اور اپنی شبانہ روز کی محنت سے جذبات الٰہی میں پہنچ کر سریع التاثیر اور صاحب نسبت ہو کر خلافت و اجازت سے بھی مشرف ہوئے۔ اسی زمانے میں حضرت سید شاہ عبدالقادر (۲) ابن سید شاہ عبدالمنان قدس اسرار ہما نے اپنی ہمشیرہ سے آپ کی شادی کر دی اور اپنے خاندانی سلسلہ کی اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔ بعد انتقال حضرت سید شاہ عبدالقادر قدس سرہ‘ ان کے خلفاء اور مریدان نے مل کر آپ کو مسند ارشاد پر بٹھایا اور انتظام خانقاہ و اعراس آپ کے سپرد کیا۔ جب آپ کا سن شریف پچاس برس کا ہوا پائے مبارک میں ایسا مرض لاحق ہوا کہ حس و حرکت سے مجبور ہوئے۔ بقیہ عمر اسی حالت میں بسر فرمائی اور تلاوت قرآن مجید و دلائل الخیرات و دیگر وظائف معمولی کبھی ناغہ نہ ہوا۔ ۱۲۴۰ھ (۱۸۲۴ء) میں داناپور تشریف لا کر مسجد قدیمہ کی مرمت اور اتر جانب دالان و حجرہ تعمیر کر کے وہیں قیام فرمایا۔ جب آپ کا سن شریف ستر برس کا ہوا محویت طاری ہوئی۔ اکثر عزیزوں کو نہیں پہنچانتے تھے اور کلام سہو فرماتے۔ مگر نماز پنجگانہ کے ادا کا بہت خیال رہتا تھا۔ بلکہ اکثر ایک وقت کی نماز مکرر پڑھ لیتے۔ ماہ محرم ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) میں دونوں پیر میں درد کی شدت ہوئی اور اسہال کا عارضہ پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے خاندان میں موت اسہال ہی سے ہوتی ہے اور ہر وقت اللھم الغفر لی ورد زبان تھا۔ دوم صفر ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) کو رحلت فرمائی (۳)۔ مزار آپ کا داناپور محلہ شاہ صاحبان میں مسجد سے پورب اور دکھن کے

گوشہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء سید شاہ مبارک حسین قدس سرہ آپ کے پوتے اور سید شاہ عطا حسین قدس سرہ نواسے ہیں۔ قطعہ تاریخ از مولوی ذاکر علی مرحوم

قطب عصرم چوں ازیں عالم گزشت   عالمے معمور شد از شور شین
ہاتف شوریدہ دل ارشاد کرد   "شد بواہب شاہ شمس الدین حسین"

۱۲۴۹ھ

(۱) آپ خلیفہ و جانشیں حضرت مخدوم منعم پاک قدس سرہ کے تھے۔ ولادت ۱۱۵۴ھ (۱۷۴۱ء) میں اور وفات ۱۲۱۵ھ (۱۸۰۰ء) میں ہوئی۔ مزار آپ کا موضع رائے پور میں ہے۔ حبیب اللہ۔

(۲) آپ کا احوال عظیم آباد کے سلسلہ میں گزر چکا ہے۔

(۳) تاریخ الخلفائے عرب و اسلام از مولانا شاہ کبیر داناپوری میں صفحہ ۲۹۵ پر تاریخ وفات ۱۲۵۰ھ درج ہے۔

۱۷۳۔ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ

آپ ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء) میں بمقام عظیم آباد پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین داناپوری قدس سرہ تھے، جو حضرت سید شاہ محمد یٰسین داناپوری کے پوتے تھے۔ اور حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ حضرت سید شاہ عبد المنان قادری دہلوی کے نواسے تھے۔ حضرت سید شاہ عبد المنان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانیؓ کی اولاد سے تھے۔ اور حضرت غوث پاک سے سلسلہ خلافت و اجازت آپ کو آبائی سلسلہ سے بہت صحیح طور سے پہنچا تھا۔ بلکہ حضرت غوث پاکؓ کا خرقہ و نعلین شریف داناپور میں موجود ہے۔ آپ ہی کے خاندانی تبرکات ہیں۔ کم سنی ہی سے آپ کو تحصیل علم کا شوق بہت تھا۔ چنانچہ خود اپنا ابتدائی احوال تھوڑا سا رسالہ جواہر الانوار میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ "چودہ برس کی عمر میں حضور میں مولانا سید شعیب الحق مسافرؒ کے درس میں مستعد تھا اور ان کا مذہب کہ باطن میں وحدت الوجود تھا اور ظاہر میں شہود فقط تھا۔ اپنے

عقیدے کو بطور متکلمین کے ظاہر کرتے تھے بلکہ روافض ان کو خارجی کہتے تھے اور میں کہ حقیقت سے نہیں واقف تھا آٹھ برس تک بہ سبب ان کی صحبت کے ویسا ہی تقلیدی عقیدہ ظاہر کار رکھتا تھا اور اگر استاد کا قصہ لکھوں تو قصہ طویل ہوتا ہے اور دوسری باتیں غرض کی رہ جاتی ہیں۔ جبکہ میں حلقہ میں بزرگان عرفان کے در آیا بعد مدت کے فہم کو ان کی باتوں کے سمجھنے کی قابلیت ہوئی۔ باایں ہمہ دل سے یقین وحدت الوجود کا نہیں ہوتا تھا۔ آخر الامر میں صاحب دعویٰ ہوا اور کچھ عرصہ تک اسی حالت پر رہا۔ بعد چند سال کے شہودیوں کا عقیدہ دل پر غالب آیا۔ مدت دراز تک اسی حالت میں رہا اور پہلا مضمون کفر معلوم ہوتا تھا۔ پھر طفیل سے شیخ کے ان مہلکات سے نجات پائی اور عقیدہ وجود مع الشہود دل پر ثابت ہوا۔''

آپ لکھتے ہیں کہ ''پہلے میں حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' کے حضور میں حاضر ہوا اور ایک مہینے تک داخل حلقہ رہا لیکن فائدہ ظاہر نہ ہوا اور حضرت مخدوم کا انتقال ہو گیا۔ تب دو برس بعد آپ کی وفات کے حضور میں اپنے بھائی اور استاد حضرت شاہ یحیٰی علی قدس سرہ' کے کہ حضرت مخدوم شاہ حسن علی قدس سرہ' کے خلفاء سے تھے پہنچے اور چار روز تک توجہ کی اور تاثیر ظاہر ہوئی اور دل لگنے لگا تب ان کے ارشاد کے موافق حضور میں صاحب تصرف و کرامات حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے، کہ خلیفہ اعظم حضرت عشق قدس سرہ' کے تھے حاضر ہوئے اور وہ نسبت آگاہی رکھتے تھے۔ تین مہینے تک آپ کی صحبت میں حاضر رہے۔ پھر آپ سے جدائی کا اتفاق ہوا لیکن فکر کہ مثل جان کے طریقت میں رہے، اس وقت تک پیدا نہ ہوئی تھی''۔

اسی درمیان میں حضرت مخدوم حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ'، بہ سبب اس محبت کے کہ آپ کے والد کے ساتھ تھی، آپ کو ساتھ لے گئے اور اپنے طریقے کی تعلیم کہ نسبت استغراقیہ منعمیہ رکھتے تھے فرمائی۔ چھ مہینے تک آپ کی صحبت میں رہے اور وہ نسبت حاصل ہوئی۔ آپ کی وفات کے بعد پھر حضور میں حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے سابق رابطہ کے ذریعہ سے حاضر ہوئے۔ کئی برس کی صحبت میں قلب بے خودی اور

استغراق سے آگاہی کی طرف پھر اور یہ نسبت بھی ملک ہو گئی۔

آپ بڑے کامل اکمل ہوئے اور علم ظاہر میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے جب حضرت سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ گوالیار کی طرف جانے لگے تو آپ کو اپنا جانشین اور خلیفہ کیا اور آپ کو خلافت حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ' سے بھی تھی۔

آپ اپنے ہمعصروں میں نہایت ممتاز اور ہر دلعزیز تھے۔ آپ کی صحبت کی تاثیر نہایت تیز تھی اور بیشتر لوگوں کو ایک دو توجہ میں تکمیل تک پہنچایا۔ آپ کی تصنیف سے رسالہ جواہر الانوار ہے جس کے دیکھنے سے اور اس پر عامل ہونے سے، بشرطیکہ شیخ کی صحبت اتنی بھی حاصل کیے ہوئے ہو کہ اس کی نسبت ملک ہو گئی ہو، مرتبہ ولایت کو پہنچ سکتا ہے۔

آپ اپنے مرشد حکیم فرحت اللہ قدس سرہ' کے عرس میں ۹ شعبان کو چھپرہ تشریف لے گئے تھے اور اس شعر پر آپ کو وجد ہوا تھا۔

تیرے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کشاکش دیرو حرم سے چھٹے

اسی حالت میں آپ نے فرمایا کہ یہ آخری حاضری تھی اور افاقہ کے بعد واپس آئے اور ۲۰ شعبان ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) کو انتقال فرمایا۔ بوقت وفات آپ نے حضرت امیر خسروؒ کے اس شعر کے معنی بیان کیے۔

سلطان خوباں می رود گردش ہجوم عاشقاں چابک سواراں یک طرف مسکیں گدایاں یکطرف

یعنی سلطان خوباں سے مراد روح لی اور چابک سواراں اور مسکیں گدا سے مراد حواس ظاہری و باطنی لی اور کیفیت میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار حضرت محمد منعم قدس سرہ' کے روضے کے حلقہ میں میتن گھاٹ پٹنہ میں ہے۔

۱۷۴۔ حضرت سید شاہ فخر الدین حسین عرف شاہ مبارک حسین قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' کے صاحبزادے، نبیرہ حضرت سید

شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ' کے ہیں۔ ولادت باسعادت آپ کی تاریخ ۱۸ ذیقعدہ بروز پنج شنبہ ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۶ء) کو مقام عظیم آباد ہوئی۔ جب سن شریف آپ کا ایک برس کا ہوا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ نے آپ کی پرورش کی۔ ابتداء سے انتہ تک کل درسی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ چونکہ طبیعت میں ایک خاص قسم کی تیزی تھی۔ اور ہر قسم کے علم وفن حاصل کرنے کا شوق تھا۔ اکثر فنون مثل شاعری، علم جفر وغیرہ کو نہایت کمال کے ساتھ حاصل کیا۔ آپ کی ایک مثنوی جس کا حجم تقریباً دو سو صفحہ ہے اور دیوان وغیرہ خانقاہ منعمیہ میتن گھاٹ میں موجود ہے۔ فقر و سلوک کے ساتھ آپ کی طبیعت کو کم سنی ہی کے زمانے سے خاص مناسبت تھی۔ ابتدائے شعور سے برابر اپنے والد بزرگوار کی صحبت میں رہے۔ حضرت والد ماجد نے بھی آپ کی توجہ خاص سے تربیت فرمائی۔ سترہ برس کی عمر میں بہ اجازت حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' اپنے جدامجد حضرت سید شاہ شمس الدین حسین رضائی منعمی سے سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں بیعت کی اور اسی وقت اپنے اعمام بزرگان کے سامنے اجازت سلسلہ و خرقہ و خلافت سے بھی مشرف ہوئے۔ لیکن بہ سبب ادب والد ماجد تا زمان حیات حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' کبھی کسی کی بیعت نہ لی۔ اور نہ کسی کی تعلیم فرمائی حالانکہ اپنے والد سے بھی آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی اور مشق سلوک کے اعتبار سے بھی اپنے کل اخوان طریقت سے ممتاز تھے۔ ۱۲۵۵ھ (۱۸۳۹ء) میں حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' کے فاتحہ چہارم کے روز مشائخ کی رائے سے آپ جانشین بنائے گئے اور لباس تبرک یعنی کلاہ و خرقہ حضرت شاہ ابوالبرکات قدس سرہ'، عمامہ ملبوسہ حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' کا، خلیل خانی شال زرد رنگ حضرت حکیم شاہ فرحت اللہ قدس سرہ' کا پہنایا گیا اس روز سے برابر مسند ارشاد پر متمکن ہو کر مریدان و مسترشدان کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہوئے۔

دو شادیاں آپ کی اپنے قرابت میں ہوئیں لیکن ان سے کوئی اولاد باقی نہ رہی۔ تیسری

شادی خواجہ علی ذاکر مرحوم کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان سے چار صاحبزادے سید شاہ منیر الدین حسین، سید شاہ عزیز الدین حسین، سید شاہ شرف الدین حسین و سید شاہ رضی الدین حسین ہوئے۔ اکتالیس برس کے سن میں شب شنبہ دہم ذی الحجہ ۱۲۷۳ھ (۱۸۵۷ء) کو دانا پور میں رحلت فرمائی(۱)۔ مزار آپ کا دانا پور میں ہے۔ بعد آپ کے سید شاہ منیر الدین حسین قدس سرہ' اور ان کے بعد حضرت سید شاہ عزیز الدین حسین قدس سرہ' یکے بعد دیگرے سجادہ نشین ہوئے اور سید شاہ عزیز الدین حسین قدس سرہ' کے بعد جناب سید شاہ رضی الدین حسین مدظلہ سجادہ نشین ہوئے اور آپ سے سلسلہ رشد وارشاد جاری ہے اور محلہ میتن گھاٹ میں ہنوز خانقاہ قائم ہے۔ مگر چونکہ حضرت سید شاہ رضی الدین حسین مدظلہ کو عارضہ فالج ہو گیا ہے اس وجہ سے اپنے صاحبزادے جناب سید شاہ تقی الدین سلمہ' مدفیوضہ کو اپنا جانشین کر دیا۔

(۱) تاریخ خلفائے عرب واسلام میں سال وفات ۱۲۷۲ھ صفحہ ۲۹۶ پر اور عمر چالیس برس صفحہ ۷۰۴ پر درج ہے۔

۱۷۵۔ حضرت سید شاہ جمال الدین حسین قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ' کے چھوٹے صاحبزادے تھے جو ۱۲۱۰ھ (۱۷۹۵ء) میں پیدا ہوئے۔ فن تیر اندازی وشہ سواری وسپہ گری میں کمال حاصل تھا۔ حضرت خواجہ شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' کے زمانہ میں ریاست گوالیار میں دو روپیہ یومیہ پر کسی خدمت پر مامور تھے اور وہیں حضرت خواجہ قدس سرہ' سے بیعت کی بعدہ وہاں سے برداشتہ خاطر ہو کر عظیم آباد چلے آئے اور اپنے برادر معظم حضرت شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہو کر اذکار واشغال ومراقبہ طریقہ ابوالعلائیہ کی تعلیم پاتے رہے اور پورے تارک الدنیا ہو کر سب سے علیحدہ گوشہ عافیت میں عبادت الٰہی کرنے لگے۔ رحلت کے دو روز قبل یہ شعر بار بار فرماتے تھے ۔

سودے بکند عمر گراں بارگہ ہست　　تادر نرسد وعدۂ ہر کارگہ ہست

۲۹ برس کے سن میں پہلی جمادی الاول ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) کو انتقال فرمایا۔ مزار داناپور میں محلہ شاہ صاحبان میں ہے۔

۱۷۶۔ حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ'

آپ حضرت سید شاہ مولانا تراب الحق ابن شاہ طیب اللہ موڑویؒ (۱) قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت مولانا تاج فقیہ رحمت اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء) بروز پنجشنبہ اپنے ننھیال مقام داناپور میں پیدا ہوئے اور اپنے نانا حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہ' کے آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ علم ظاہر تمام و کمال اپنے ماموں حضرت سید شاہ وحید الدین احمد قدس سرہ' سے حاصل کیا۔ بیعت و خلافت طریقہ نقشبندیہ ابو لعلائیہ میں حضرت خواجہ سید شاہ ابو البرکات قدس سرہ' سے اور تعلیم و تربیت و اجازت و خلافت حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ' سے پائی۔ ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) میں داناپور سے عہدہ مسل خوانی پر مامور ہو کر صدر مغربی الہ آباد تشریف لے گئے۔ اور دس برس کے بعد ۱۲۵۹ھ (۱۸۴۳ء) میں بہ سبب تبدیلی مقام صدر اکبر آباد پہنچے اور سترہ سال تک آگرہ میں حضرت سیدنا ابو العلاء قدس سرہ' کے مزار پر انوار سے فیض یاب ہوتے رہے (۲)۔ پنشن کے بعد اپنے وطن داناپور تشریف لائے اور دو چار برس کے بعد ۶۵ برس کے سن میں ۷ اشوال ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۶ء) کو واصل بحق ہوئے (۳)۔ مزار مبارک حسب وصیت منیر شریف میں ہے۔ آپ کی تصانیف سے نجات قاسم، اعجاز غوثیہ، انوار قمریہ، انشاء عرفان علم وغیرہ ہے (۴)۔

خلفاء آپ کے۔ سید شاہ منیر الدین حسین۔ سید شاہ فدا حسین۔ سید شاہ محمد اکبر داناپوری۔ میر حسین علی الہ آبادی۔ سید شاہ مظہر کریم کڑامانک پور وغیرہ۔

(۱) یہ جگہ بہار سے اتر ہے اور اب موضع ہجاسا کے نام سے مشہور ہے۔ محمد حبیب اللہ

(۲) تاریخ خلفائے عرب واسلام میں صفحہ ۷۰۸ پر مرقوم آپ کا ایک واقعہ منقول ہے۔

"جناب مفتی صدر الدین صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلطان جی کے عرس میں جناب حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ کو کیفیت آئی اور ابو ظفر شاہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ پائیں مجلس میں کچھ ایسے لوگ جو اس مذاق سے بیگانہ تھے، کھڑے ہوئے بہ نظر انکار آپ کی کیفیت کو دیکھ کر تعجب کررہے تھے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھ کر ایک نعرہ فرمایا، اور ایک مصرع پڑھا۔ وہ کوئی آٹھ دس آدمی تھے۔ سب بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اور پھر مجلس کا یہ رنگ ہوا کہ شائد ہی کوئی شخص گریہ وبکا سے خالی ہو۔ بہادر شاہ کو آپ کی ملاقات کا شوق ہوا۔ مجھے آپ کی جناب میں دعوت کا پیغام لے کر بھیجا۔"

(۳) تاریخ خلفائے عرب واسلام میں صفحہ ۷۰۹ پر سال وفات ۱۲۸۱ھ درج ہے۔

(۴) نجات قاسم سیدنا امیر ابو العلا قدس سرہٗ کا تذکرہ ہے۔ اعجاز غوثیہ حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی کا تذکرہ ہے۔ انشاء عرفان علم، سلیس فارسی زبان میں مرقوم ہے۔ تاریخ خلفائے عرب واسلام۔

۱۷۷۔ حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہٗ

آپ حضرت سید شاہ تراب الحق بن حضرت مخدوم طیب اللہ نقاب پوش ابن حضرت مخدوم امین اللہ نو آبادی قدس اسرارہم کے منجھلے صاحبزادے اور حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہٗ دانا پوری کے نواسے ہیں۔ آپ کا نسب بواسطہ مخدومہ عارفہ کاملہ حضرت بی بی کمال قدس سرہا کاکوی حضرت مخدوم شہاب الدین جگجوت رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ ذیقعدہ ۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء) میں اپنے نانا حضرت سید شاہ غلام حسین قدس سرہٗ کے مکان میں بمقام داناپور پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد ونانا قدس اسرارہما کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ بیعت آپ کو حضرت حکیم شاہ مظہر حسین کریم چکی قدس سرہٗ سے تھی اور اکتساب طریقت اپنے ماموں حضرت سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہٗ سے کیا اور مجاز ہوئے اور اپنے خال معظم حضرت مولانا سید شاہ وحید الدین احمد قادری قدس سرہٗ سے بہرہ اندوز ہوکر نعمت باطنی واجازت وخلافت سے مشرف ہوکر شیخ وقت وصاحب رشد وارشاد ہوئے۔ مقامات آپ کے بہت بلند تھے۔ جس نے ایک بار آپ کی کیفیت دیکھی عمر بھر متمنی وگرویدہ

رہا۔ فن شعر و سخن میں اپنے وقت کے خواجہ میر درد تھے(۱)۔ شغل ظاہری تجارت تھا مگر سارا وقت ہدایت وارشاد میں صرف ہوتا تھا۔ کلکتہ و اطراف ڈھاکہ و بنگال میں ہزاروں آدمی آپ سے فیض یاب ہوئے اور اب تک آپ کا سلسلہ ان علاقوں میں جاری ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سید شاہ محمد امین قدس سرہ' کی بیعت لے کر اپنا جانشین کیا۔ وصال آپ کا ۱۸ جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ (۱۸۶۶ء) کو ہوا(۲)۔ مزارمبارک حلقہ خاص میں بمقام داناپور ہے۔(۳)

(۱) آپ کا تخلص پریشان ہے۔ مولوی ذاکر علی ذاکر بنارسی سے تلمذ تھا۔ کلام آپ کا نہایت پاکیزہ اور شیریں ہے۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

رخ دیکھ ترا ماہِ شبِ چار دہم کا	دل چاک ہوا چاند شبِ بست و نہم کا
لخت دلِ پر داغ الگ لے اڑے لڑکے	شاید کہ سمجھ کر اسے پر مور کی دم کا
باغ میں گر لالہ و صد برگ پھولا کیا عجیب	کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائے گا
دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا	تا نہ طرف غیر جائے تیر اس صیاد کا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد پنجم۔ تاریخ خلفائے عرب و اسلام میں صفحہ ۱۴۷ پر شروع کے تین شعر درج ہیں۔

(۲) تاریخ خلفائے عرب واسلام میں صفحہ ۷۰۹ پر سال وفات ۱۲۸۲ھ درج ہے۔

(۳) آپ کا احوال حضرت سید شاہ محمد اکبر نے رسالہ نذر محبوب میں تحریر فرمایا ہے۔

۱۷۸۔ حاجی الحرمین حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ'

آپ حضرت شاہ تراب الحق موڑوی کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ پیدائش آپ کی ۲ رجب روز شنبہ ۱۲۳۱ھ (۱۸۱۶ء) کو ہوئی چنانچہ لفظ مظہر العجائب مادہ تاریخ ہے۔ ابتدا سے آپ کو تصوف کی طرف خاص توجہ تھی۔ زمانہ طفولیت میں بھی لہوو لعب کے جانب متوجہ نہ ہوئے۔ علوم ظاہری و فن خوشنویسی اپنے ماموں حکیم سید شاہ مراد علی قدس سرہ' سے حاصل کیا۔ اور تعلیم و تربیت طریقہ ابوالعلائیہ و اجازت و خلافت حضرت سید شاہ

قمرالدین حسین قدس سرہ ' سے پائی۔ بیعت سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ میں حضرت خواجہ ابوالبرکات قدس سرہ ' کے دست مبارک پر کی اور عرصہ دراز تک اپنے اخ معظم حضرت سید شاہ محمد قاسم کی صحبت و معیت میں رہ کر سلوک کی تکمیل کی اور حضرت سیدنا ابوالعلاء قدس سرہ ' کے مزار فیض آثار سے نعمات باطنیہ حاصل کرتے رہے۔ بعد وفات حضرت اخ معظم مسند ارشاد پر متمکن ہو کر اپنے دریائے فیض سے طالبان حق کو سیراب کرنے لگے۔ شعر و سخن سے بھی ذوق تھا۔ ساجد (۱) تخلص کرتے تھے۔ آپ نے پانچ حج کئے کیفیت جذبیہ اکثر طاری رہتی تھی۔ طریقہ ابوالعلائیہ کا فیض آپ سے بھی بہت جاری ہوا اور بہت سے خلفاء صاحب نسبت و تاثیر وذی ارشاد ہوئے اڑسٹھ برس کی عمر میں ۱۴ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) کو واصل بحق ہوئے۔ مزار احاطہ مسجد داناپور میں ہے۔*

(۱) تذکرہ مسلم شعرائے بہار میں تخلص سجاد لکھا ہے لیکن کوئی شعر ایسا پیش نہیں کیا جس میں تخلص ہو۔ نمونہ کلام یہ ہے۔ ؎

جفا وفا ہیں یہ دونوں پیار کی باتیں — وہی یہ جانے جو جانے ہے یار کی باتیں
اس گل کے سوا گلشن دنیا میں نہیں کچھ — دیکھوں کے دکھلائی بھی دیتا ہے کہیں کچھ

تذکرہ مسلم شعرائے بہار جلد دوم۔

۱۷۹۔ حضرت سید شاہ محمد امین قدس سرہ '

آپ صاحبزادے و جانشین اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد واجد قدس سرہ ' کے تھے اور مثل اپنے والد ماجد کے شیخ وقت تھے۔ ۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء) میں پیدا ہوئے اور بزرگوں کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ بیعت آپ کو اپنے والد سے تھی۔ تکمیل ظاہری و باطنی اپنے بڑے چچا حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ ' سے کی اور اپنے چھوٹے چچا حضرت شاہ محمد سجاد و حضرت شاہ مبارک حسین قدس اسرارہما سے بھی فیضان کامل حاصل تھا۔ خاندان کے اکثر بزرگوں کے مجاز فیضیاب تھے۔ مگر اپنے بڑے چچا کے عاشق زار تھے۔ آپ کو

اپنے اجداد حضرت مخدوم شہاب الدین جگجوتؒ و حضرت مخدوم یحییٰ منیریؒ و مخدوم جہاں حضرت شرف الدین بہاریؒ و حضرت مخدوم احمد چرم پوشؒ سے بڑا شغف تھا اور برابر ان آستانوں پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ طبیعت میں اخفا و استتار اس درجہ تھا کہ مدت العمر کسی کی بیعت نہ لی مگر وقت آخیر میں اپنے بڑے صاحبزادے جناب شاہ محمد معین صاحب قادری کو اپنا مجاز و جانشین کیا۔ وفات آپ کی ۵ شوال ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۵ء) کو بوقت عصر ہوئی اور اپنے والد ماجد کے قریب بمقام داناپور دفن ہوئے۔

۱۸۰۔ حضرت مولوی شاہ محمد وزیر قدس سرہٗ

آپ بھی حضرت شاہ محمد واجد قدس سرہٗ کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی تعلیم علم ظاہری حضرت مولانا شاہ وحید الدین احمد قدس سرہٗ اور حکیم شاہ کاظم حسین قدس سرہٗ سے تھی اور تعلیم باطنی حضرت سید شاہ فخر الدین حسین عرف شاہ مبارک قدس سرہ سے تھی۔ اور بیعت و خلافت آپ کو اپنے بڑے چچا حضرت سید شاہ محمد قاسم قدس سرہٗ سے تھی۔ آپ نہایت حلیم و سلیم الطبع بزرگ تھے۔ اپنے اوقات عزیز بے فائدہ ضائع نہ فرماتے۔ طبیعت میں نہایت درجہ کی جفاکشی تھی(۱)۔ آپ کی عمر پچپن برسوں کی ہوئی۔ مزار مبارک آپ کا داناپور میں ہے۔

(۱) عطا تخلص کرتے تھے۔ آپ کے فرزند سید شاہ محمد کبیر متخلص بہ عرفان مولف "تذکرۃ الکرام، تاریخ خلفائے عرب و اسلام" ہیں۔ سید شاہ محمد کبیر تحریر فرماتے ہیں "اکثر وقت اپنا بزرگوں کے تذکرہ کو نظم کرنے میں صرف فرماتے۔ چنانچہ 'گلشن میلاد' اور اس کے بعد آپ نے معجزات وغیرہ کو نظم کیا۔ ایک بڑی کتاب ہو گئی۔ امام حسنین علیہما السلام کے حالات کو نظم کیا۔ اس کا نام 'شہادتین کبیر' رکھا۔ ابو مسلم مروی خراسانی کے حالات بطور داستان فارسی سے ترجمہ کر کے اردو میں چار جلدوں میں لکھے۔ ۱۳۰۲ھ (۱۸۸۴ء) میں آپ کا انتقال ہوا۔ نمونہ کلام یہ ہے:-

فضائے کوئے جاناں ہے جناں میں	یہاں میں فرق ہی کیا ہے وہاں میں
میں قرباں نوک مژگاں کی خلش کی	مزے کی ہے کھٹک درد نہاں میں

عطا رہ جائے اپنی آبرو بھی ‏ اتر جاؤں جو پورا امتحاں میں
تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد سوم۔

۱۸۱۔ حضرت حاجی الحرمین سید شاہ اکبر قدس سرہ‘

آپ حضرت سید شاہ حاجی محمد سجاد قدس سرہ‘ کے صاجزادے ہیں۔ ۱۷ شعبان بروز چہار شنبہ نو بجے دن کو ۱۲۶۰ھ (۱۸۴۴ء) کو بمقام اکبر آباد پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کا نام محمد اکبر رکھا گیا۔ علوم درسیہ اپنے عم محترم سید شاہ محمد قاسم قدس سرہ‘ سے حاصل کیا اور سولھویں برس آپ نے حضرت شاہ محمد قاسم قدس سرہ‘ سے شرف بیعت حاصل کیا اور ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ (۱۸۶۵ء) کو نماز صبح (فجر) کے وقت مشرف بہ اجازت وخلافت ہوئے۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) کو اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد سجاد قدس سرہ‘ کی جگہ اپنے خاندانی سجادہ پر بحضور جمیع مشائخ متمکن ہوئے۔ آپ کو فن شاعری میں بھی بڑا کمال تھا۔ تخلص اکبر (۱) تھا۔ وفات آپ کی ۱۵ رجب ۱۳۲۷ھ (۱۹۰۹ء) کو بمقام داناپور ہوئی۔ مزار آپ کا داناپور احاطہ میں اپنے اجداد کے ہے۔ آپ کے بعد سید شاہ محمد محسن صاحب سلمہ اللہ تعالی ومد فیوضہ‘، صاجزادے آپ کے سجادہ نشین ہوئے اور آپ سے اس وقت تک فیض جاری ہے۔ خدا ان کی عمر میں برکت دے۔

(۱) ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۰ء) میں اپنے والد ماجد کی جگہ پر سجادہ نشیں کئے گئے۔ تاریخ سجاد گی ''شد سجادہ نشیں جائے محمد سجاد'' سے نکلتی ہے۔

اردو شاعری آپ کی مستند اور متبوع خلائق تھی۔ مولانا وحید الہ آبادی سے آپ کو تلمذ تھا۔ مختلف اصناف سخن مثلاً قصیدہ، غزل، قطعہ اور تاریخ گوئی پر کاوش فرماتے مگر نعت شریف میں زیادہ فکر فرماتے تھے۔ فنِ شاعری میں آپ کے تلامذہ میں بعض کے نام یہ ہیں۔ (الف) سید شاہ محمد کبیر داناپوری متخلص بہ عرفاں (آپ کے بھتیجے)۔ منشی امیر اللہ شوق ساکن اجمیر شریف۔ منشی نثار علی نثار ساکن آگرہ۔ شیخ محمد ظہور ، ظہور عظیم آبادی۔ سید محمد نصر اللہ نصر رئیس داناپور (ب)۔ شاہ محمد ادریس، ادریس۔

آپ کی تصانیف کی فہرست حسب ذیل ہے۔ (۱) دیوان تجلیات عشق (۲) دیوان جذبات اکبر (۳) مثنوی

روح (۴) اشرف التواریخ ۴ جلد مکمل (۵) خدا کی قدرت (۶) چہل حدیث (۷) رسالہ الماس (۸) دل (۹) ارادہ (۱۰) ادراک (۱۱) مولد غریب (۱۲) رسالہ خضر طریقت (۱۳) رسالہ غریب نواز (۱۴) سرمہ بینائی (۱۵) مولد فاطمی (۱۶) چراغ کعبہ۔ اس کے علاوہ تذکرۃ الکرام، تاریخ خلفائے عرب واسلام کے صفحہ ۱۳ ۷ پر آپ کے ایک رسالے "نذر محبوب" کا ذکر ہے۔

آپ کی وفات پر جناب بسمل سنسہاروی نے قطعہ تاریخ کہا، اس کا آخری شعر یہ ہے۔

از سر آسماں ندا آمد "خلد جائے قیام اکبر شد"
۱۳۲۷ھ

نمونہ کلام یہ ہے۔

ہو جائے حال اور سے کچھ اور حور کا — دکھلادوں میں ابھی جو مرقعہ حضور کا
کس طرح آئیں ہوش میں ہم رند ساقیا — منہ سے لگا ہے جام شراب طہور کا
جب بندے ہیں تو سر سے قدم تک خطا ہیں ہم — کرتے رہیں حساب کہاں تک قصور کا
اکبر فشار قبر سے کیا خوف ہو مجھے — پیرو ہوں میں حبیب خدائے غفور کا
فکر دنیا ہے نہ اندیشہ عقبیٰ اکبر — دونوں عالم کو ہے بھولا ہوا متانہ عشق

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد اول۔

(الف) شاہ محمد کبیر نام۔ تاریخی نام ناظر حسن ہے۔ ۱۸ صفر ۱۲۶۹ھ (۱۸۵۲ء) کو آپ کی ولادت ہوئی۔ عرفان تخلص کرتے تھے۔ سید شاہ محمد وزیر متخلص بہ عطا کے فرزند تھے۔ حضرت اکبر داناپوری سے تلمذ تھا۔ تذکرۃ الکرام، تاریخ خلفائے عرب واسلام کے آپ مولف ہیں۔ آپ کو بیعت حضرت سید شاہ قاسم داناپوری سے ہے۔ تعلیم باطنی سید شاہ محمد سجاد داناپوری سے پائی۔ آپ سے سلسلہ کے مجاز ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۳۳۰ھ (۱۹۱۱ء) میں ہوئی۔ نمونہ کلام یہ ہے۔

لطف عشاق ہے عشق میں جل جانے سے — عشق بازی کا مزا پوچھئے پروانے سے
آب حیواں کا مزا کوچہ جاناں میں ملا — زندگی ہوگئی اس راہ میں مر جانے سے
عشق میں اس گل بدن کے، پھل یہی مجھ کو ملے — خشک لب ہے رنگ زرد اور دیدۂ خونبار سرخ
فرقت یوسفؑ کے باعث حضرت یعقوبؑ کے — تھیں سفید آنکھیں مگر تھے آنسوؤں کے تار سرخ
یہ نصیبوں سے ہے عرفاں کہ ہے رنج یار مونس — غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

تذکرہ مسلم شعرائے بہار، جلد سوم

(ب) نصر داناپوری کا نمونہ کلام۔

تو دل کو میرے جو لے گیا ہے، جگر میں سوداغ دے گیا ہے

میں اپنے زخموں کو اے ستمگر، جیوں گا جب تک سیا کروں گا

۱۸۲۔ حضرت سید شاہ محمد خلیل قدس سرہ'

آپ سید احسان الدین کے صاجبزادے اور حضرت سید شاہ ولی اللہ داناپوری قدس سرہ' کے نواسے تھے۔ کمسنی کے زمانے سے اپنے ماموں سید شاہ شمس الدین حسین قدس سرہ' کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتے رہے اور ابتدائی کتابیں بھی آپ ہی سے پڑھیں۔ بقیہ کتابیں اور فن خوشنویسی تمام و کمال مولوی احمد علی خاں مرحوم سے حاصل کی۔ اپنے وقت میں انشاء پردازی و خوشنویسی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ سارا شہر آپ کو استاد وقت مانے ہوئے تھا۔ شاگردوں کی عظیم آباد میں کثیر تعداد تھی۔ حضرت شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' سے بیعت کی اور حلقہ مریدان میں داخل ہوئے۔ ریاضات و مجاہدات میں کوشش بلیغ کرنے لگے۔ جن دنوں حضرت شاہ ابوالبرکات قدس سرہ' گوالیار میں تھے قدم بوسی کی تمنا میں حاضر خدمت ہوئے حضرت قدس سرہ' نے صاحب نسبت و تاثیر پاکر خلافت واجازت سے مشرف فرمایا۔ تقریباً ساٹھ برس کی عمر میں بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۴۲ھ (۱۸۲۷ء) کو سفر آخرت فرمایا۔ مزار کچی درگاہ جٹھلی میں حضرت مخدوم شہاب الدین جگجوت رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے پاس ہے۔

قطعات تاریخ طبع اول

کتاب کی پہلی طباعت پر مختلف شعرا نے قطعات تاریخ کہے۔ ان میں سے کچھ جو پہلی طباعت میں شامل تھے، درج ذیل ہیں۔

(۱) سید شاہ محمد قائم چشتی نظامی رضوی متخلص بہ قتیل داناپوری قدس سرہ'

آں حبیب اللہ فخر روزگار — صاحب علم و عمل والا حسب
کاشف سر خفی و ہم جلی — صوفی و صافی دروں عالی جناب
دل منور از تولائے نبی — چشم او روشن ز عشق بوتراب
مرشدِ او مشدِ عرفاں پناہ — قطب وقت و پیر جمع شیخ و شاب
منشیِ آفاق و نثار بلیغ — ہمتش در ملک معنی کامیاب
جمع یک جا کرد حالِ اولیاء — نفع باطن یافت از حق ہم ثواب
وصف تالیفش چہ گوید ایں فقیر — فیض پاش و فیض بخش و فیض یاب
ہر کہ ادراکِ معنی می کند — بالیقیں باید ز حق راہ ثواب
خلعت طبع اے خوشا در بر کند — آمد از طبع بروں با آب و تاب
یا خدا مقبول باد ایں تذکرہ — زاں کہ دارد فیض باطن بے حساب
سالِ تاریخش رقم کردم قتیل — "پیکرِ ادراک گشتہ بے نقاب"
گشت چوں مطبوع باصد آب و تاب — شرح حال اولیائے پاک
بہرِ تاریخش ندا آمد قتیل — "سیرتِ ابرار اربابِ نیاز"

۱۳۴۸ھ

تذکرۃ الصالحین اشاعت اول مطبوعہ ۱۳۴۸ھ کے سرورق کا عکس

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ
صالحین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے

تذکرۃ الصالحین

مولفہ
مخدومی و عطوفی جناب مولوی محمد حبیب اللہ صاحب احسننا
قادری المجیبی العمادی العظیم آبادی ادام اللہ فیضہ
بعد حصول اجازت تام باہتمام
کمترین محمد شمس الدین خوشنویس و منتظم مطبع ہذا

عکس تحریر مولوی محمد حسیب اللہ مختار

تذکرۃ الصالحین کے قلمی نسخے کے ایک صفحے کا عکس

حضرت شاہ لعل محمد ولد شیخ نور الدین قدس سرہ

آپ یکے از خلفاء و کاملین میں سے حضرت تاج العارفین قدس سرہ کے تھے سنہ ۱۱۲۲ ہجری میں
ورست حق پرست پر حضرت تاج العارفین قدس سرہ کے مرید ہوئے ابتداء میں آپ
معلمی کیا کرتے تھے ایکروز حضرت تاج العارفین قدس سرہ کے حضور میں حاضر تھے تو
آنحضرت نے از راہ مہربانی ہدایت فرمایا کہ اگر راہ خدا میں قدم راسخ اور طئے
منازل میں کوشش کرو تو عجب نہیں کہ حق تعالےٰ روزگار معلمی سے زیادہ عطا
فرماوے یہ امر دلپذیر آپکے اثر کر گیا اور اسیوقت اپنے معلمی کو ترک کرکے طلب
حق میں کمر استوار باندھی اور اخذ اذکار و اوراد میں مشغول ہوئے یہانتک
کہ تھوڑے زمانہ میں کل مریدوں میں فوقیت لیگئے اور کامل و مکمل ہوکر تیسری
رجب سنہ ۱۱۴۰ ہجری میں خلعت خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے اور استغراق
میں یدطولیٰ رکھتے تھے آپکی پوری کیفیت تذکرۃ الکرام میں مندرج ہے وفات آپکی
تاریخ ۲۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱۶۸ ھ بوقت شب ہوئی مزار شریف مقبرہ
میں امیر عطاء اللہ قدس سرہ کے بغل میں حضرت شاہ محمد مقیم قدس سرہ بمقام
پہلواری واقع ہے لیکن اب اسکا کچھ نشان باقی نہیں ہے

(۲) مولوی عبد القادر، وکیل بنارس۔

بزرگان پٹنہ کا جب تذکرہ ہر اک سمت چھپ کر کے شائع ہوا
پڑی اس صحیفہ پہ جس کی نظر خریدار وہ صدق دل سے ہوا
سن طبع کی فکر قادر ہوئی "چھپا تذکرہ واہ" آئی ندا

۱۳۴۸ھ

مولوی محمد ولی اللہ ولی عظیم آبادی پسر مولوی حبیب اللہ مختار تلمیذ حضرت مولانا سید شاہ صبیح الحق قدس سرہ، و مولانا تمنا عمادی۔

خوشی سے دل مست و سرشار ہے کہ یہ تذکرہ چھپ کے تیار ہے
جو سن طبع کی تھی مجھ کو تلاش کہا دل نے " ذکرِ گہر بار" ہے

۱۳۴۸ھ

کتابیات

(۱) آثار الشرف مولفہ قاضی نورالحسن صدر اعلیٰ شہر گھاٹی۔

(۲) اسوۂ حسنہ از مولوی شاہ علی حبیب نصر قدس سرہٗ۔

(۳) اشمام العطر فی احکام عید الفطر از مولانا محمد سعید حسرتؒ

(۴) اعجاز غوثیہ از سید شاہ محمد قاسمؒ

(۵) اعیان از حضرت مولانا شاہ ظہور الحق ظہورؒ

(۶) اعجاز الرمل از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۷) اقوام الفرائض از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ

(۸) اکبر نامہ مولفہ شیخ ابوالفضل۔

(۹) الدر المنثور فی تراجم اہل صادق پور معروف بہ تذکرہ صادقہ از مولوی عبد الرحیم۔

(۱۰) الہامات منعمیہ از حضرت شاہ محمد منعم قدس سرہٗ۔

(۱۱) الحلاوت الحلیہ از مولانا محمد سعید حسرتؒ

(۱۲) النہی عن المنکر از مولانا حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ

(۱۳) المیقات از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۱۴) التمہید فی القرات والتجدید از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۱۵) انوار ولایت مولفہ شاہ عبد القادر قدس سرہٗ۔

(۱۶) انوار الطریقت فی اظہار الحقیقت مولفہ مولانا شاہ محمد نور الحق تپاں پھلواروی۔

(۱۷) انوار قمریہ از سید شاہ محمد قاسمؒ

(۱۸) انشاء عرفان علم از سید شاہ محمد قاسمؒ

(۱۹) بحر ذخار (رسالہ)۔

(۲۰) بستان الحساب از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ

(۲۱) بیاض شاہ وجیہ اللہؒ۔

(۲۲) بیاض شاہ غلام نقشبند سجادؒ۔

(۲۳) بیاض ہائے بزرگان پھلواری۔

(۲۴) بیعت مع اسناد از مولوی شاہ محمد وصیؒ۔

(۲۵) تاریخ صوبہ بہار مولفہ خان بہادر میر علی محمد شاد عظیم آبادی۔

(۲۶) تالیف محمدی از محمد علی خاں انصاری۔

(۲۷) تاریخ الکملا از مولوی احمد کبیر پھلواروی۔

(۲۸) تبلیغ الحاجات الی مجیب الدعوات از مولانا شاہ نور الحق تپاں قدس سرہ۔

(۲۹) تجلی نور (رسالہ)۔

(۳۰) تحریر مغالطہ از حضرت مولانا شاہ عبد الغنی قدس سرہ۔

(۳۱) تحفۃ الاخوان از مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی۔

(۳۲) تذکرۃ الابرار ترجمہ ذکر الاسرار مولفہ شاہ محمد واجد نو آبادی۔

(۳۳) تذکرۃ الکرام (فارسی) مولفہ شاہ محمد ابو الحیات قدس سرہ۔

(۳۴) تذکرۃ الکرام (اردو) ترجمہ مولوی سید محمد یعقوب۔

(۳۵) تذکرہ گلزار ابراہیم مولفہ نواب علی ابراہیم خاں عظیم آبادی۔

(۳۶) تراجم بزرگان از حضرت مولانا شاہ نور الحق تپاںؒ

(۳۷) تسویلات الفلاسفہ از مولانا حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ

(۳۸) تمثال نعل نبی ﷺ از مولوی شاہ محمد وصیؒ۔

(۳۹) تنویرات از مولانا حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ

(۴۰) جواہر الانوار مولفہ سید شاہ قمر الدین حسین قدس سرہ۔

(۴۱) حاشیہ بیضاوی از حضرت حافظ سید شاہ محمد نذیر الحقؒ

(۴۲) حل العقود از حضرت مولانا شاہ عبد الغنی قدس سرہ۔

(۴۳) حمیات از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۴۴) حیات فریاد مولفہ خان بہادر میر علی محمد شاد عظیم آبادی۔

(۴۵) خزینۃ الاصفیا از مفتی غلام سرور لاہوری۔

(۴۶) خزائن المنطق از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۴۷) دیوان معجز بیان از مولوی شاہ علی حبیب نصر قدس سرہ۔

(۴۸) دیوان عشق از شاہ رکن الدین عشقؒ

(۴۹) دیوان از حضرت مولانا شاہ ظہور الحق ظہورؒ
(۵۰) دیوان حضرت مولانا حافظ نذر الرحمان متخلص بہ حفیظؒ
(۵۱) دیوان (دو جلدیں) از حضرت مولانا شاہ نور الحق تپاںؒ
(۵۲) دیوان (دو جلدیں) از حضرت مولانا ابو الحسن فردؒ
(۵۳) دیوان از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ
(۵۴) دیوان از مولوی شاہ محمد وصیؒ۔
(۵۵) رسالہ از شاہ سعد اللہ معروف بہ شاہ عشق علیؒ۔
(۵۶) زاد الفقیر از مولانا محمد سعید حسرتؒ
(۵۷) ساقی نامہ از شاہ رکن الدین عشقؒ
(۵۸) سفر نامہ از حضرت مولانا سید شاہ رشید الحق قدس سرہ،۔
(۵۹) سہل الحساب از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ
(۶۰) سیرت الشرف مولفہ مولوی ضمیر الدین احمد خاں بہادر۔
(۶۱) سیر المتاخرین مولفہ غلام حسین طباطبائی۔
(۶۲) شجرۃ الیقین
(۶۳) شواہد الجمعہ از مولوی شاہ علی حبیب نصر قدس سرہ،۔
(۶۴) صراط مستقیم یعنی سیدھا رستہ از حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندرؒ
(۶۵) صلوۃ السلام از شاہ محمد علی سجادؒ۔
(۶۶) عامۃ الورود از حضرت مولانا شاہ عبد الغنی قدس سرہ،۔
(۶۷) غزلیات (اردو و فارسی) از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ
(۶۸) فضائل رسول اللہ ﷺ از مولوی شاہ محمد علی سجادؒ
(۶۹) فضل النبی از حضرت شاہ مجیب اللہ پھلواروی قدس سرہ،۔
(۷۰) فیوض الہامیہ از مولانا حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ
(۷۱) قاطع البدعت از مولوی شاہ محمد وصیؒ۔
(۷۲) قسطاس البلاغہ از مولانا محمد سعید حسرتؒ
(۷۳) قند پارس از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ

(۷۴) کسب النبی از حضرت مولانا شاہ ظہور الحق قدس سرہٗ۔

(۷۵) کنز الانساب مولفہ سید شاہ عطا حسین قدس سرہٗ۔

(۷۶) لب العقائد از مولوی شاہ شرف الدینؒ

(۷۷) مثنوی از شاہ رکن الدین عشقؒ

(۷۸) مثنوی نصیب نامہ از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ

(۷۹) مسائل فقہ بہ استناد احادیث از مولوی شاہ محمد علی سجادؒ

(۸۰) "معارف" پھلواری (مجلّے کے مختلف شمارے)۔

(۸۱) معاصم المائثم از مولانا حضرت شاہ ظہور الحق ظہورؒ

(۸۲) معین القراء از حضرت حافظ سید شاہ محمد سفیر الحقؒ

(۸۳) مقصد البلاغہ از مولانا محمد سعید حسرتؒ

(۸۴) مقصود القاصدین۔

(۸۵) مکتوب سادس از حضرت مولانا شاہ ظہور الحق قدس سرہٗ۔

(۸۶) مواہب الشفاء از حضرت سید شاہ محمد نذیر الحق فائزؒ ۔

(۸۷) مواطن التنزیل از حضرت مولانا شاہ عبد الغنی قدس سرہٗ۔

(۸۸) نجات قاسم از سید شاہ محمد قاسمؒ

(۸۹) نجم الثاقب از منشی نجم الدین نیوروی۔

(۹۰) نص نصیح از حضرت مولانا شاہ ظہور الحق ظہورؒ۔

(۹۱) نصیب نامہ از حضرت مولانا سید شاہ سفیر الحقؒ ۔

(۹۲) "نظام المشائخ" دہلی (مجلّے کے مختلف شمارے)۔

(۹۳) نظم دل فریب از حضرت مولانا حافظ نذر الرحمان متخلص بہ حفیظؒ

(۹۴) نعمت شامل فارسی شرح مائۃ عامل از شاہ محمد وحید الحقؒ ۔

(۹۵) نقش پائدار از خان بہادر میر علی محمد شاد عظیم آبادی۔

(۹۶) نوائے وطن از خان بہادر میر علی محمد شاد عظیم آبادی۔

(۹۷) وسیلۃ النجات از مولانا حافظ نذر الرحمٰن قدس سرہٗ۔

(۹۸) یادداشت از شیخ طالب۔

درج ذیل کتابوں سے تذکرہ کی ترتیب نو میں مدد لی گئی۔

(۹۹) آئینہ قوم از علامہ تمنا عمادی۔
(۱۰۰) احوال و آثار مولوی حبیب اللہ مختار از سید نعمت اللہ۔ مطبوعہ ۱۹۹۸ء۔
(۱۰۱) اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ از ڈاکٹر محمد ایوب قادری۔
(۱۰۲) انوار الاولیاء از مولوی حبیب اللہ مختار۔ مطبوعہ ۲۰۰۰ء۔
(۱۰۳) ایضاح سخن شرح اصلاح سخن از علامہ تمنا عمادی۔
(۱۰۴) بتاریخ الشوق از علامہ تمنا عمادی۔
(۱۰۵) تحقیق اکلام فی المولد والقیام (قلمی) از مولوی حبیب اللہ مختار۔
(۱۰۶) تذکرۃ الصالحین (قلمی) از مولوی حبیب اللہ مختار۔
(۱۰۷) تذکرۃ الصالحین از مولوی حبیب اللہ مختار۔ مطبوعہ ۱۳۴۸ھ (۱۹۲۹ء)۔
(۱۰۸) تذکرہ مسلم شعرائے بہار (جلد اول تا ششم) از حکیم سید احمد اللہ ندوی۔
(۱۰۹) تذکرہ گلشن بے خار از نواب محمد مصطفےٰ خاں شیفتہ۔
(۱۱۰) تذکرہ آزردہ از مفتی صدر الدین آزردہ۔
(۱۱۱) تذکرہ خوش معرکہ زیبا (جلد اول و دوم) از سعادت علی خاں ناصر۔
(۱۱۲) تذکرۃ الکرام، تاریخ خلفائے عرب و اسلام از سید شاہ محمد کبیر ابو العلاد انا پوری۔
(۱۱۳) تذکرہ مسرت افزا مولفہ ابو الحسن امیر الدین احمد عرف امر اللہ الہ آبادی
(تلخیص و ترجمہ عطا کاکوی)۔
(۱۱۴) تذکرہ مسرت افزا مولفہ ابو الحسن امیر الدین احمد عرف امر اللہ الہ آبادی
(مترجمہ ڈاکٹر مجیب قریشی)۔
(۱۱۵) تمنا عمادی از محمد انیس الرحمٰن انیس۔
(۱۱۶) تنویر حرم از مولانا سید شاہ فرید الحق فرید عمادی عظیم آبادی۔
(۱۱۷) جذبات تمنا از علامہ تمنا عمادی۔
(۱۱۸) شاد عظیم آبادی اور ان کی نثر نگاری از پروفیسر وہاب اشرفی۔
(۱۱۹) صوفیائے بہار اور اردو از پروفیسر محمد معین الدین دردائی۔
(۱۲۰) علاج الامراض (قلمی) از مولوی حبیب اللہ مختار۔

(۱۲۱) نگار پاکستان، سالنامہ ۱۹۶۴ء تذکروں کا تذکرہ نمبر۔

(۱۲۲) وسیلہ نجات (قلمی) از مولوی حبیب اللہ مختار۔

(۱۲۳) ہوک از علامہ تمنا عمادی۔

(۱۲۴) یورپ میں تحقیقی مطالعے از آغا افتخار حسین۔ مطبوعہ مجلس ترقی ادب، لاہور۔

اشاریہ

مرتبہ سید نعمت اللہ

اشاریہ شخصیات

ہر موضوع کے سامنے صفحہ نمبر کے بجائے مضامین کا نمبر شمار دیا گیا ہے۔

ضمیمہ اشاریہ شخصیات

اشاریہ مقامات

ہر موضوع کے سامنے صفحہ نمبر کے بجائے مضامین کا نمبر شمار دیا گیا ہے۔

اشاریہ کتابیات

ہر موضوع کے سامنے صفحہ نمبر کے بجائے مضامین کا نمبر شمار دیا گیا ہے۔

ضمیمہ اشاریہ کتابیات

ضمیمہ

فہرست مسلمان سلاطین ہند اور ان کے سنن تخت نشینی۔

غلام خاندان

نام سلاطین	سنہ ہجری	سنہ عیسوی
قطب الدین ایبک	۶۰۲	۱۲۰۶
آرام شاہ	۶۰۷	۱۲۱۰
شمس الدین التتمش	۶۰۷	۱۲۱۱
رکن الدین فیروز	۶۳۳	۱۲۳۶
سلطان رضیہ	۶۳۴	۱۲۳۶
معزالدین بہرام	۶۳۷	۱۲۴۰
علاء الدین مسعود	۶۳۹	۱۲۴۲
ناصر الدین محمود	۶۴۴	۱۲۴۶
غیاث الدین بلبن	۶۶۴	۱۲۶۶
معزالدین کیقباد	۶۸۶	۱۲۸۶
شمس الدین کیومرث	۶۸۹	۱۲۹۰
خلجی خاندان		
جلال الدین فیروز	۶۸۹	۱۲۹۰
رکن الدین ابراہیم	۶۹۵	۱۲۹۶
علاء الدین محمد	۶۹۵	۱۲۹۶
شہاب الدین عمر	۷۱۵	۱۳۱۶

قطب الدین مبارک شاہ	۷۱۶	۱۳۱۶
ناصر الدین خسرو	۷۲۰	۱۳۲۰
تغلق خاندان		
غیاث الدین تغلق (اول)	۷۲۰	۱۳۲۰
محمد تغلق	۷۲۵	۱۳۲۵
فیروز شاہ	۷۵۲	۱۳۵۱
غیاث الدین تغلق شاہ (دوم)	۷۹۰	۱۳۸۸
ابوبکر	۷۹۱	۱۳۸۹
محمد شاہ	۷۹۲	۱۳۹۰
سکندر	۷۹۵	۱۳۹۳
محمود شاہ	۷۹۵	۱۳۹۳
دولت خاں لودی	۸۱۵	۱۴۱۳
خضر خانی (سید) خاندان		
خضر خاں	۸۱۷	۱۴۱۴
معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ	۸۲۴	۱۴۲۱
محمد شاہ	۸۳۷	۱۴۳۴
علاء الدین عالم شاہ	۸۴۷	۱۴۴۳
لودی خاندان		
بہلول لودی	۸۵۵	۱۴۵۰
سکندر لودی	۸۹۴	۱۴۸۹
ابراہیم لودی	۹۲۳	۱۵۱۷
مغل خاندان		

ظہیر الدین بابر	۹۳۲	۱۵۲۶
نصیر الدین ہمایوں (بار اول)	۹۳۷	۱۵۳۰
افغان خاندان		
شیر شاہ	۹۴۸	۱۵۴۲
اسلام شاہ	۹۵۳	۱۵۴۶
فیروز خاں	۹۶۱	۱۵۵۴
محمد عادل شاہ	۹۶۱	۱۵۵۴
سلطان ابراہیم	۹۶۲	۱۵۵۵
سکندر شاہ	۹۶۲	۱۵۵۵
مغل خاندان		
نصیر الدین ہمایوں (بار دوم)	۹۶۲	۱۵۵۵
جلال الدین اکبر	۹۶۳	۱۵۵۶
نور الدین جہانگیر	۱۰۱۴	۱۶۰۵
سلطان داور بخش	۱۰۳۶	۱۶۲۶
شہاب الدین شاہجہاں	۱۰۳۷	۱۶۲۷
محی الدین اورنگ زیب	۱۰۶۸	۱۶۵۸
محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ (اول)	۱۱۱۸	۱۷۰۷
محمد معز الدین (بار اول)	۱۱۲۴	۱۷۱۲
خجستہ اختر جہاں شاہ	۱۱۲۴	۱۷۱۲
رفیع الشان	۱۱۲۴	۱۷۱۲
محمد معز الدین جہاندار شاہ (بار دوم)	۱۱۲۴	۱۷۱۲
جلال الدین محمد فرخ سیر	۱۱۲۴	۱۷۱۲

رفیع الدرجات	۱۱۳۱	۱۷۱۹
رفیع الدولہ شاہجہاں ثانی(۱)	۱۱۳۱	۱۷۱۹
روشن اختر محمد شاہ(بار اول)	۱۱۳۱	۱۷۱۹
سلطان محمد ابراہیم	۱۱۳۲	۱۷۲۰
روشن اختر محمد شاہ(بار دوم)	۱۱۳۳	۱۷۲۰
ابو نصر احمد شاہ بہادر شاہ	۱۱۶۱	۱۷۴۸
عزیز الدین عالمگیر ثانی	۱۱۶۷	۱۷۵۴
جلال الدین عالی گوہر شاہ عالم ثانی	۱۱۷۳	۱۷۵۹
معین الدین محمد اکبر شاہ ثانی	۱۲۲۱	۱۸۰۶
سراج الدین محمد بہادر شاہ (دوم)	۱۲۵۳	۱۸۳۷

(۱) بعض کتابوں میں ۱۱۳۱ھ (۱۷۱۹ء) میں نیکو سیر بادشاہ کی تخت نشینی کا بھی تذکرہ ہے۔

عظیم آباد کے ممتاز مورخ و محقق

مولوی حسیب اللہ مختار

کی سوانح حیات

"احوال و آثار مولوی حسیب اللہ مختار"

مرتب : سید نعمت اللہ

ملنے کا پتہ : A-57 بلاک 18 فیڈرل بی ایریا، کراچی 75950

یا

بساطِ ادب پاکستان، آر 19، بلاک 20 فیڈرل بی ایریا، کراچی 75950

خانقاہِ عمادیہ قلندریہ پٹنہ سٹی عظیم آباد کے پیرانِ سلاسل کا تذکرہ

انوار الاولیا

شائع ہو گیا ہے

مولفہ

مولوی محمد حسیب اللہ مختار

ترتیب و تزئین

سید نعمت اللہ

رابطہ

بساطِ ادب (پاکستان)

آر۔ ۱۹، بلاک ۲۰، فیڈرل بی ایریا۔ کراچی ۷۵۹۵۰

سید نعمت اللہ

اے۔ ۷ ۵ بلاک ۱۸، فیڈرل بی ایریا

کراچی۔ ۷۵۹۵۰

تذکرۃ الصالحین

بیشتر معلوم و مقبول اور متداول تذکرے ہر ادوار کے اولیاء کے حالات پر محیط ہیں۔ کچھ تذکرے جنوبی ایشیا کے اولیا تک محدود ہیں اور بیشتر تذکروں میں ہر ملک کے احوال ملتے ہیں۔ مولوی حبیب اللہ مختار کے تذکرے مختلف نوعیت کے ہیں۔ انوار الاولیاء، عمادیہ سلسلہ کے بزرگوں کا تذکرہ ہے اور زیر نظر تذکرۃ الصالحین، عظیم آباد، داناپور اور پھلواری شریف کے اہل اللہ کا تذکرہ ہے۔

ایسے تذکرے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سے مختلف علاقوں کے اکابر کے حالات اور مختلف سلسلوں کے آثار و احوال ملتے ہیں اور نیکوں کا نام ضائع نہیں ہوتا۔

بہار اپنی علمی اور صوفیانہ روایات کے سلسلہ میں بڑی اہمیت کا علاقہ ہے۔ یہاں وہ صاحبان فکر و ہدایت پیدا ہوئے یا آکر آباد ہوئے جن کی زندگی آج تک لوگوں کے لئے انوار کا پیغام اور ہدایت کا سر چشمہ ہے۔

سید نعمت اللہ صاحب تدوین کے فن میں الحمد للہ بڑی مہارت اور گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے انوار الاولیاء اور تذکرۃ الصالحین بڑی محنت اور خوش ذوقی سے مرتب کیے ہیں کہ آج کے قاری کی آسانی کے لئے انہوں نے ان تالیفات کے املا کو جدید بنادیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے بڑی محنت سے ہجری سنین کو عیسوی تقویم کے ساتھ ہم آہنگ کیا ہے۔ بد قسمتی سے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں نے اپنی تقویم کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہیں رکھا۔ صرف ہجری سن سے ہمیں مدت کے گزرنے اور مختلف ادوار کا پوری طرح اندازہ اور احساس نہیں ہوتا۔ نعمت اللہ صاحب نے عیسوی سن بھی ہجری سن کے ساتھ لکھ دیے ہیں۔ ان کی اس کاوش سے ان تذکروں کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔

(ڈاکٹر) سید ابو الخیر کشفی

یکم رجب ۱۴۲۰ھ